ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

المقتبس سطقسات سخن سنجوری اصل اصول شعر و شاعری بدیع نظام ملک الکلام
مصدر الفصاحت منبع البلاغت اعنی دیوان لطافت عنوان الملقب بہ
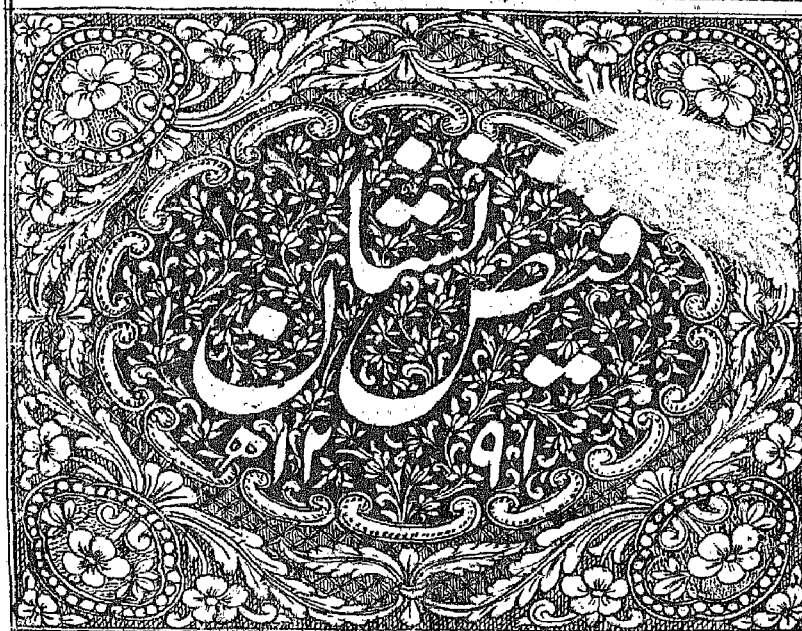
فیض نشان

۱۲۹۱ھ

تصنیف عظیم اعظم روساء و امراء ہندوستان سلالۃ السادات عربستان و خراسان فائز اقصیٰ مراتب علم و دولت
مرکز دائرین سلطنت و وزارت جناب نواب میرزا والا جاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ و سکنہ فی دار الکرامہ

مطبع مصطفائی مصطفیٰ طبع جدید
در سن ۱۲۹۱ مصطفا محمد خان طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

مشکل ہی انتظار تمہارے ظہور کا
کیا کیجیے علاج دل ناصبور کا

پوشیدہ کیون حجاب مین عالم ہی نور کا
مدت سے غلغلہ ہے تمہارے ظہور کا

کب گوش دل سے عرض ہو احوال کی شنوا
کس درجہ ہے مزاج ہوا پر حضور کا

دم بھر سرای دہر مین آ چرخ کج روش
آرام دے مجھے کہ مسافر ہون دور کا

زیب قصور خلد اگر ہو وہ شاہ حسن
ہوا اعتراف حور کو اپنے قصور کا

استاد جبرئیل کا مین ہون شعاع نور
دعوے ہو بو علی کو یہان کیا شعور کا

محروم ہون یہ جلوۂ دیدار یار سے
پتھر نظر پڑا کہین کوہ طور کا

پروردگار کس سے کرین عرض حال دل
ملتا نہین دماغ بت پر غرور کا

وحشت مین ہو سکے مقابل ہین تنگ
جامہ ہی میرا رشک لباس سمور کا

پردے سے چشم کی نکل آئی ہین پتلیان
دریا ی حسن مین ہے ارادہ عبور کا

بخشا ہی کیا خدائی شرف بت کی نام کو | پتھر بھی جو تراشیے پیدا ہے نور کا

۲ | عاشق جو میل طبع ہے علم عروض پر
دیوان میں بھی بحر بہار و بحور کا | ۱۷

خزان کی ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا
بہار کیسی نشان بہار تک نہ رہا

ہوا بدل گئی رحمت ہی میری رونے کی
کہ دل میں پیر فلک کی غبار تک نہ رہا

بغیر میرے نہ آتا تھا چین یار دم بھر
وہی ہوں میں کہ مرا اعتبار تک نہ رہا

حساب روز جزا سے مجھے فراغت ہے
کیے وہ جرم کہ جنکا شمار تک نہ رہا

وفور عشق میں کیا جانیے کیا ہوتا
بھلا ہوا کہ شب انتظار تک نہ رہا

اب آئے ہیں وہ دل سوختہ کی پرسش کو
جلے کو ہو گئی مدت بخار تک نہ رہا

چمن سے دہر کی مجھ ناتوان کی رخصت ہی
کہو گلون سے کہ گلشن میں خار تک نہ رہا

پس از فنا مری مٹی خراب ہو جاتی
بھلا ہوا تیرے دل میں غبار تک نہ رہا

کسی نے پھول بھی رکھے نہ لا کے تربت پر
ہمارے بعد کوئی سوگوار تک نہ رہا

تہ زمین یہ عجب زلزلے بپا کرتا
وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہ رہا

چراغ مہر کیا آہ سرد نے خاموش
بدن میں شبتاب کی بخار تک نہ رہا

فنا کے بعد قلق ہی نہ اضطراب نہ غم
کوئی نشان ترا یادگار تک نہ رہا

جو میرے پنجہ وحشت سے چھوٹا دامن دشت
قبائے اطلس گردون میں تار تک نہ رہا

خلش مٹی یہ رخ صاف کی نظارے سے
ہماری طبع میں مضمون خار تک نہ رہا

بھلا دیا یہ مجھے غم نے بعد مرنے کے
کہ کوئی عضو سلامت فشار تک نہ رہا

کیا وہ نالہ سوزان چھٹے جو اوس گل سے
چمن تو کیا چمن روزگار تک نہ رہا

۳

مرے تو نشۂ الفت اوتر گیا عاشق
وہ کیا شراب تہی جسکا خمار تک نہ رہا

۲۱

جنبش لب سے دہن اونکا نمایان ہوگیا
منکشف باتون مین مجہپر راز پنہان ہوگیا

کس طرح تہی خلش تیر نگاہ ناز کی
سینۂ مجروح مین دل شکل پیکان ہوگیا

مثل دریا بہر لیا دامن در مقصود سے
قطرۂ اشک ندامت آب نیسان ہوگیا

ہر یہ دکہلائی ہے سوز درون نے یار کو
شب کو جو نالہ کیا سرو چراغان ہوگیا

ماہا گذرین کہ ہمنے عشق بازی چھوڑ دی
اب تصور زلف کا خواب پریشان ہوگیا

دود دہ نکلا جو یاد کاکل دلدار مین
آسمان موج ہوا سے سنبلستان ہوگیا

خنجر نازبان سے عجب لذت ملی
چاک پہلو سینہ زخمی دل نمکدان ہوگیا

رونگٹون خار کی صورت ہمنو کی جسم مین
آب اشک چشم گریان آب باران ہوگیا

بوسے پر لہرائے ب ہنس کر ڈبویا یار نے
دل ہمارا غرق موج آب دندان ہوگیا

اے پری تسخیر کر ہے مرا نقش حصیر
کنج عزلت مین ترا وحشی سلیمان ہوگیا

خلد مین تنہا پہونچ کسقدر صدمے اوٹہائے
ہر گل جنت مجہے داغ عزیزان ہوگیا

تہا جو مرقد مین تصور شعلۂ رخسار کا
استخوان تن ہر اک شمع فروزان ہوگیا

ناتوانی سے بہت وحشت مین گہبرایا ہے دل
تار اہن مجکو ہر تار گریبان ہوگیا

میرے اشکون سے ہمنو صحرا کی نہ بڑہ گئی
آگ خارستان جہان تہا اب نیستان ہوگیا

آہ بیتاثیر نے مجکو نہ رکہا فید مین
غش نگہبان ہوگیا وا قفل زندان ہوگیا

یوسف دل گر پڑا تھا اوس میں انکھوں کی طرح
خشک قسمت سے مری چاہ زنخدان ہو گیا

یوسف خال سیہ پر فتح کر ڈالا مجھے
ایک ہندو کی لیے قتل مسلمان ہو گیا

زلف جانان کی جھٹک وحشت مری جاتی رہی
تار کاکل سے رفو چاک گریبان ہو گیا

سخت جانی ٹھوکرین کھلواتی تھی پستی میں ہی
مر گئے میں سنگ سر گور غریبان ہو گیا

ضعف میں بھی گردش قسمت کہیں جاتی ہے
خشک ہو کر رہ رووں کا خار دامان ہو گیا

۱۶ — خانمان برباد عاشق کا ہوا کیونکر بلے
پھیر تو پھرنے وحشت میں گرد بیابان ہو گیا — ۴

عارض گلرنگ پہ گیسو پریشان ہو گیا
لالہ زار روی رنگین سنبلستان ہو گیا

چھو لئے پھیلنے لگی سودا کی شدت میں یار کے
ہر نفس بوی نسیم باغ رضوان ہو گیا

ایسے میری وحشی کو تیری اسقدر پتھر لگائے
چار جانب کو حصار سنگ طفلان ہو گیا

ضبط آہ گرم سے پھکنے لگی سب استخوان
ایک دم میں طائر دل مرغ بریان ہو گیا

راہزن ہی رہ رووں کو میری وحشت کا فروغ
داغ سوزان دیدۂ غول بیابان ہو گیا

جب نقاب اوٹھی قمر کا خاک کو دھوکا ہوا
خال و خط چہرے کا داغ ماہتابان ہو گیا

کس قدر رہو چکین شکستین جانثار دسری
گھر ہمارا گنبد گور غریبان ہو گیا

توڑ کر جب ہو چکے سر چھلا بنا یار نے
حلقۂ انگشتر دست سلیمان ہو گیا

اوسکی آرائش ہوئی میرے تہی سامان قتل
سرمہ آنکھوں کا ترے سان خنجر مژگان ہو گیا

پنجۂ وحشت کے ہاتھوں سی قیامت آ گئی
چاک جسدان صحن محشر کا گریبان ہو گیا

مردے جی اوٹھے جو جھٹکی زلف جھاڑی یار نے
زہر افعی انکی حق میں آب حیوان ہو گیا

برق چمکی خندۂ دندان نما سے یار کے
آنکھیں یہ جھپکیں کہ رخ نظروں سے پنہاں ہو گیا

ہیں وہ بیکس تھا کہ مثل اشک ٹپکی آب تیغ
جوہر شمشیر قاتل چشم گریاں ہو گیا

تیری زلفوں پر لگی ہتی ہی خوش چشم کی آنکھ
سنبلستان ملاحت نرگستان ہو گیا

اوس پری کی کان تک پہونچی خبر مجھ زار کی
بخت مور ناتوان بخت سلیمان ہو گیا

ہ

عاشق آخر گردش چشم سیہ نے جان لی
میرا جسم زار پامال غزالان ہو گیا

۳۱

ہیں صفا سے رونق ایوان دلبر بن گیا
دل بنا آئینہ تن آئینے کا گھر بن گیا

حسن روز افزون نے یہ رتبہ بڑھایا یار کا
شعبدہ آنکھوں کا اعجاز پیمبر بن گیا

مستی حب علی میں پی نے جب پانی پیا
جام ہونٹوں پر حباب حوض کوثر بن گیا

ہتوں کی تیر مژگان سے نہیں وحشت میں کمی
سنگ طفلان کا ہمارے گرد سنگر بن گیا

بچپنے سے پرورش آغوش آفت میں ہوئی
زہر غم قسمت سے اپنی شیر مادر بن گیا

خوئے خجلت وصل میں یو بھی سمجھنے کا نہیں
آپ کے منہ کا پسینا آب گوہر بن گیا

کیوں نہ ہت سی بسر ہو کوچۂ دلدار میں
نقش پائے یار مجھ لاغر کا بستر بن گیا

شعلۂ شمشیر قاتل نے جلایا اس طرح
جسم لاغر طوطیائے چشم جوہر بن گیا

خون پا خار مغیلان کا گریبان گیر ہے
دامن صحرا مگر دامان محشر بن گیا

مجھکو حیرت ہے جب دریا اس کو بنا
اشک تھا آنکھوں میں جب ٹپکا سمندر بن گیا

اشتیاق کاکل مشکیں ہے جب لکھی غزل
خامہ میری ہاتھ میں زلف معنبر بن گیا

نکہت گل سوم کی پھولوں میں ہو ممکن نہیں
بوئے فقر آتی ہے اوس میں جو تونگر بن گیا

بیوفائی سی تری اس درجہ تنگ آیا ہی دل / شعر جو موزون کیا شکوون کا دفتر بنگیا
مجھہ سی لاغر کو خراش سینہ قاتل ہوگئی / ناخن غم فرقت ابرو مین خنجر بنگیا
حسرت دیدار روئے یار مین نکلی ہی روح / ابروون کا شوق مرغ جان کا شہپر بنگیا
اپنی باغ حسن کا اوسنی تماشا دیکھکر / آئینہ جب رکھہ دیا پھولون کی چادر بنگیا
سر پٹک کر خانۂ زندان مین مین نی جان دی / در مین رخنی پڑ گئی دیوار مین گھر بنگیا
اسقدر موزون کیا مین نی سراپا یار کا / خودبخود ہر صفحۂ دیوان مصور بنگیا
آفتاب داغ سودا جب ہوا پرتو فگن / ذرہ ذرہ ریگ کا خورشید محشر بنگیا
تیری دیوانی کی تن سی گرد صحرا جب جھڑی / خاک تودہ راہ مین قد کے برابر بنگیا
بچپنے سے مشق خونریزی جوانی تک رہی / نشتر مژگان قاتل بڑہ کی خنجر بنگیا
سرو قد یار جب دیکھا خرامان باغ مین / خانۂ باغ تن مین دل بڑھکے صنوبر بنگیا
مرگیا کوئی کوئی بسمل کوئی برباد ہے / دور تیرا دورۂ چرخ ستمگر بنگیا
میرے ابر چشم تر سی جائیگا بچکر کہان / افعی گیسو تمہارا لاکھہ اژدر بنگیا
جسنی توڑا او عطا اسپی بت پندار کو / دوش پیغمبر اوسے مسجد کا منبر بنگیا
اوس ستم ایجاد کو زیور سے ہی منظور قتل / چھلا اونگلی مین نہین پہونچا کہ چکر بنگیا
موم ہوجاتا ہی آہن نغمۂ دلدار سے / شعلۂ آواز اعجاز پیمبر بنگیا
بچپنے سے اوس لب جان بخش مین اعجاز تھا / پر اوڑانے کو اگر چھوکا کبوتر بنگیا
عکس سی آئینہ مین آنکھین لڑائین یار نی / دونون جانب کو صف مژگان سی لشکر بنگیا
میری نالی تیشۂ فرہاد سے کچھہ کم نہین / سنہ اگر کہسار کی جانب کیا در بنگیا

۶ — ۱۲

بادۂ خون جگر سے مست رہتا ہون مدام
زہر غم تھا عاشقی شراب روح پرور بنگیا

تپ سے یہ پیکر کا بدن ہر داغ اخگر بنگیا
آگ بستر مین لگی آتشکدہ گھر بنگیا

اوٹھی جب شمشیر قاتل میری گردن جھک گئی
سپر کٹوا کے جانبازون کا افسر بنگیا

موج آئی جب ہوا آگے تیز سے اوجھر کو جھا
سینہ تھا دریا کا تیرے سینے کی ٹکر بنگیا

نامۂ دلدار غیرون کو پہنچ سکتا نہین
آج کل تار نظر دام کبوتر بنگیا

خوب سمجھے ملاقات اِسا سے سمجھے
وادیے غربت وطن آوارون کا گھر بنگیا

شکل آشنا کی ہم سے ہماری احتیاج
ہم اگر مفلس ہوے تو دل تونگر بنگیا

آخر مجھے لاغر کیا عشق دلدار کی
رخنہ دروازے کا میرے واسطے در بنگیا

سر کٹا میرا نہ قاتل نے اوٹھایا تیغ کو
سخت جانی سے گلے کا طوق خنجر بنگیا

آبشارین دیکھ کر آنکھون سے دریا بہ گئی
جو لباس جسم تھا پانی کی چادر بنگیا

تن بدن کی فکر کیسے انتظار یار مین
دل ہمارا حسرت دیدار کا گھر بنگیا

پھوٹ گئین آنکھین مگر جاتی نہین رونے کی خو
خون فشان جو زخم تھا وہ دیدۂ تر بنگیا

۷ — ۱۱

نشۂ فکر رسا سے کیون نہ عاشق مست ہون
سر جھکا جب کاسۂ زانو کا ساغر بنگیا

بنا ہر روح مجھے افسردہ دلکو نشہ پانی کا
مئے گلگون کو سمجھا پھول باغ زندگانی کا

ہوا چرچا یہ عالم مین ہماری قصہ خوانی کا
کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنون کی کہانی کا

بلا اچھا عوض ہمکو وفا کا جان فشانی کا
خدا سے کیا گلہ کیجے بتون کی قدردانی کا

جو آہِ آتشیں سے مشتعل داغِ جگر ہو نکلی
فتیلہ بجھ گیا دم میں چراغِ آسمانی کا

عدم کو روح کبکی جا چکی تھی ہجرِ جاناں میں
امیدِ وصل کو عہدہ ملا ہے پاسبانی کا

اوڑا دیتی ہیں سنگِ جالِ دل ایسے ہوائی ہیں
غرورِ حسن روز افزوں ہے موسم ہے جوانی کا

لکھوں احوالِ جوشِ اشک یا آہِ شرر افشاں
یہاں مضموں ہے دست و گریباں آگ پانی کا

ہوئی پیری میں گو موئے سیہ ساری سفید اپنے
مگر دھبا نہ دل پر سے مٹا داغِ جوانی کا

ہوا سیر اب ایسا پیکے آبِ تیغِ جاناں کو
کہ پھر اوترا نہ بسمل کے گلے سے قطرہ پانی کا

نہا کر اوسنے دریا میں نچوڑا زلفِ شبگوں کو
عقیق البحر کا دانہ بنا ہر قطرہ پانی کا

۸	ہزاروں ولولے تھے دل میں کیسی شورش تھی عجب پیری میں عاشق ذکر کرتے ہو جوانی کا	۱۴

ہوں مسلماں تو جنت میں گذارا ہوگا
اک دن پاس سے حوروں کا نظارا ہوگا

ہیں سبک روح جبیں گو نہ خزاں کھینچیں گے
ساتھ اب بادِ بہاری کا ہمارا ہوگا

بحرِ الفت میں تنِ زار سے بچ جائیگی جان
ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ہوگا

زیرِ سر یا نہ کبھی اینٹ کبھی پتھر ہے
بالشِ سر کبھی زانو بھی تمہارا ہوگا

قید ہوں گالیاں وصل کرو بندے ہیں
غیر سے آپ کا ملنا نہ گوارا ہوگا

جو یونہیں گرمیِ بازارِ حسیناں ہوگی
ایک دن یوسفِ دل بھی نہ ہمارا ہوگا

گلِ رخسار کا وحشت میں تصور جو بندھا
دشت میں دامنِ گلچیں کا نظارا ہوگا

بجلیاں کانوں میں پہنو گے جو اسے شعلہ طور
چشمِ عاشق کو نظارے کا نہ یارا ہوگا

نیل بوسے کا نہیں گال پہ اے نازک تن
کان کا موتی نہ سوئی میں اوتارا ہوگا

روون دریا کے کنارے اگر ای بے وفا
اسی امید مین درگاہ کو ہم جاتے ہین
وحشت سے زار ہون گھبرا کے نکل جائیگی روح
موج فریاد اسیران ستم ہے زنجیر

ایک بھی آٹھ پہر مین نہ اوتارا ہوگا
ساتھ اونکا بھی کسی روز ہمارا ہوگا
جو گریبان بھی ہاتھون سے نہ پارا ہوگا
ورنہ زندان سے تمہارا نہ گذارا ہوگا

٩

اہل دنیا کے بہت ہاتھ سے تنگ آیا ہون
عاشق اب زیر زمین اپنا گذارا ہوگا

١٧

راستی مٹ جائیگی تمنا بھی کم ہو جائیگا
گو ہتی وحشی ہی جیب اوسکا کرم ہو جائیگا
چشم و ابرو کی صفت مین شعر اگر موزون کرون
جھوٹی قسمین کھائین لاکھون جھک کر [illegible]
تیغ کھینچی ہی اگر تو پاؤن کو جلدی [illegible]
بت کدہ کی طرح پوجین گے تری حمام کو
گر سر پردہ آئینگے دیدار بھی ہوگا نصیب
اولٹی باتون سے اگر منظور ہی عالم کا قتل
گنج زر ہو جائیگی گنج شہیدان کی زمین
منہ اگر دیکھو گے لینگے دانت ای شیرین دہن
کنگھی باندھی جو وحشت مین در دلدار پہ
قابل پرسش نہین بیمار الفت کا مزاج

سر و تیرے پاؤن پر گر کے قدم ہو جائیگا
خط پیشانی مرا نقش درم ہو جائیگا
خامہ میرا شاخ آہوئے حرم ہو جائیگا
منہ مری دشمن کا کالا مرتے دم ہو جائیگا
مجھ تک آتی آتی کیا غصہ نہ کم ہو جائیگا
بے تراشے سنگ پا تیرا صنم ہو جائیگا
صاف عینک یار کا نقش قدم ہو جائیگا
دم تمہاری سیف کا سیفی کا دم ہو جائیگا
سکہ زر آپ کا نقش قدم ہو جائیگا
بچہ مصری تمہارا برق دم ہو جائیگا
پاؤن کیا پائے نگہ بھی ورم ہو جائیگا
آج کل مین راہیِ ملک عدم ہو جائیگا

بے تمہارے موسم گل میں جو پھولیگا چمن
نرگس شہلا کی آنکھوں پر ورم ہو جائیگا

تیرے صدقے سے بڑھیگا رتبہ ہر ناچیز کا
بیٹھا آہوے حرم پتلا صنم ہو جائیگا

ٹالتے ہو وصل کا وعدہ بڑھا کر بات کو
اشتیاق اپنا تمہارا حسن کم ہو جائیگا

منہ بنا کر دانت پیسو گالیاں دو کوس لو
نام غیر آیا زبان پر تو ستم ہو جائیگا

۱۰
سرکٹیں گے جو یونہیں عاشق وہاں دو چار کے
کوچہ اوسکا جادۂ ملک عدم ہو جائیگا
۱۳

جب آپ نے دیا مجھے دھوکا سمجھ گیا
صاحب کا جو کہ قصد تھا بندا سمجھ گیا

مجکو وہ غیر کو اپنا سمجھ گیا
اچھا نہیں برے کو جو اچھا سمجھ گیا

مشرب میں اپنے مال کا رکھنا حرام ہے
دولت کا نشہ نشۂ صہبا سمجھ گیا

جب یاد آئی خنجر قاتل کی بعد مرگ
جنت کو کربلاے معلی سمجھ گیا

اعجاز اتحاد محبت کو دیکھیے
جو دل میں سوچا آپ نے بندا سمجھ گیا

پہونچا نہ سینے تک جو مرا دست آرزو
چڑیا کو اوس کٹوری کی عنقا سمجھ گیا

مطلب کوئی رہا نہ کبھی ذی شعور سے
تھوڑی سی فکر کی تو بہت سا سمجھ گیا

انکار کے کنائے کو عاشق سمجھتے ہیں
مطلب کو لن ترانی کی موسا سمجھ گیا

دریا بہائے ہجر میں ایک ایک اشک سے
نکلے جو چار آنسو تو چوکا سمجھ گیا

دل دیکھ شب کو سونگھ لیے اونکے سر کے بال
سنتا ہت میں زلف کا سودا سمجھ گیا

سو بار کھل کے بال کبوتر سے گر پڑا
میں خط یار کو پر عنقا سمجھ گیا

رندوں کو بھی برا نہ کہا پھر تو شیخ نے
غیبت کو جب گناہ کبیرا سمجھ گیا
بلا اضافہ ۱۲

۱۱	عاشق لیا ہی بوسۂ قرآن جو بیرو کیا وہ اپنے رخ کا گہنا یا سمجھ گیا	۱۵

مجھکو کالی سے سوا وہ بال کا کل ہو گیا
آنکھ ملتے ہی چراغ زندگی گل ہو گیا

نشۂ مے نے کیا آہن لبون کو موم لب
نغمۂ داؤد سا اون شور قلقل ہو گیا

کیا اثر ہے ہاتھ مین آئی جو ساقی کا نام
باغ مین جس گل کو توڑا ساغر مل ہو گیا

اسطرح وہ قتل کرتے ہین کہ بدنامی نہو
جس سے روٹھے کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

اسقدر غم کھائے جتنے بھوک بھی جاتی رہی
خون دل کا نعمت خوان توکل ہو گیا

عقدۂ زلف دراز یار کی کثرت کو دیکھ
فلسفی آپس مین ہین ثابت تسلسل ہو گیا

وصل کی شب رات باقی تھی کہ وہ جھنجھلا گئے
صبح کے ہوتی ہین اب مجھکو تامل ہو گیا

اے فلک وحشت خزان ہے کیون نہ نالان ہون چمن
غنچۂ گل سوکھ کر منقار بلبل ہو گیا

اسقدر مضمون غم لکھنے کی ہے مجھ شوق
ایک شعر ہی مین بیت خامہ دلدل ہو گیا

خوف کیا روشن دلون کو خانۂ تاریک سے
قبر مین جا کر چراغ عقل کب گل ہو گیا

بادہ خواری پر مدار زندگی ہے ساقیا
کم ہوئی آواز قلقل تو یہان قل ہو گیا

قید مین تھا مشغلہ مجھکو جو ضبط آہ کا
قطع میرے پاؤن سے زنجیر کا غل ہو گیا

خاکساری بڑھ گئی جتنا مراتبہ بڑھا
ہر ترقی مین ترقی پر تنزل ہو گیا

پیشتر ایسی سیاہی اونکے بالون مین نہ تھی
بخت میرا بستۂ زنجیر کاکل ہو گیا

۱۲	بال سے باریک اپنا جب تن لاغر ہوا سلسلہ سے زلف کے عاشق توسل ہو گیا	۲۳

معجزہ اوس رشک عیسی نے دکھایا دشت مین
سرکری ایسی ہوئی تیری لبون کے سامنے
ہو سیم گل مین سرا ایسا ہی مجھ زخمی کا تن
کوچہ دلدار سے آگے بڑھی جاتی ہے کیون

بن کے آدم سامنے آیا پتلا خاک کا
پتیون کو صاف شکر پر دھوکا خاک کا
زخم کے انگور کو انگور سمجھا تاک کا
پھینکنے کی جلدی صبا پشتارہ میری خاک کا

۱۳

رشتۂ گیسو اگر ملجائے عاشق یار سے
باندھیے شیرازہ اوراق دل صد چاک کا

۱۹

چاند تاری کا جو خیمہ ایستادہ ہو گیا
اس زبانی مین سر اک بید بید ایسا ہو گیا
مجکو قاتل کی نزاکت پر اچنبھا ہو گیا
جب گئی گلشن مین وہ پھر عود کر آئی بہار
ملکے مہندی عطر تلوون مین لگا یار نے
سامنے میری اگر وہ بے حجاب آتی نہین
بند آنکھین کر کے جاتی ہین عالم کو دہر سے
صاف طینت کو کدورت سے کبھی ڈر نہین
اوڑ گیا ایسا ہوا کی تیز سے مین ناتوان
ایک عالم جھک گیا ساقی کی فیض عام سے
طاقت تاب و توان تن مین نہین غافل ہوئے
اونکی تلوون سے ملین آنکھین تو آنسو تھم گئی

چرخ انجم پر سنہری برج بالا ہو گیا
جس کو مین سمجھے ولی تھی وہ اندھا ہو گیا
تیغ مین نے کھائی اوسکا ہاتھ جھوٹا ہو گیا
حسن گل بھی صورت حسن زلیخا ہو گیا
دو قدم گھر سے جو نکلے فتنہ برپا ہو گیا
کاش یہ کہکر بلالین آؤ پردا ہو گیا
ایکبار آفت مین ایسا پا درستا ہو گیا
چاندنی کا فرش کب مٹی سے میلا ہو گیا
تیر کے تپلے سے ای صیاد دبلا ہو گیا
جام ہی دریا دلی سے ظرف دریا ہو گیا
قافلہ یارون کا منزل سے روانا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے پایاب دریا ہو گیا

یارِ کا کل آئینے مین دیکھ کر سمجھا وہ شوخ
سبزۂ خط اسقدر سمٹا کہ جب اپنا ہو گیا

چوری چوری سے گیا کیا ہیرا پھیری سے گیا
دور سے دیکھ آئی ہین جب سے جھلکا ہو گیا

دل کو بہلایا بہت آنسو مگر تھمتے نہین
ترکِ الفت کی تو اور اک روگ پیدا ہو گیا

تجکو میرے قتل کی شادی جو اے سفاک ہی
سیر کی منہ پر بھی لہو زخمون کا سہرا ہو گیا

خون سے قاتل نشانِ دستِ نازک سے بچا
زخم اوچھا تھا بہت اسکے پھر برا ہو گیا

تجکو ناز کر دل جلا کر دیا ای نازنین
دل ترے ہاتھون ہتھیلی کا پھپھولا ہو گیا

١۴	ایک سوالی مین عاشق سے پیک نے کہا کیا نہ داغِ جنون کا اسکے توڑا ہو گیا	٢٠

کیا گھٹا مرنے سے پہلو مین جو قاتل آیا
جبر نقصان یہ ہوا جان گئی دل آیا

کر چکا طوفِ حرم دیر سے اب دل آیا
حق سے پھر کر طرفِ مذہبِ باطل آیا

اپنے نزدیک رخ و زلف ہین دونون یکسان
آج تک ہمکو نہ فرقِ حق و باطل آیا

یار کے گھر مین رسائی نہین ہوتی اسسے
سازِ زنجیر دل سے یہ دربان سے مجھے مل آیا

حسنِ صورت کو فریبون مین سمجھتا ہین
اپنا عاشق ہون کبھی پر نہ مرا دل آیا

کس طرح کاٹی خدا جانے شبِ فرقت مین
نہ اجل آئی تسلی کو نہ قاتل آیا

بزم رنگین ہوئی عکسِ مئے گلگون سے
شیشہ کیا آیا کہ رونق دہِ محفل آیا

بعد مرنے کے یہ ہاتھون سے سر اپنا پیٹا
سنگِ تربت بھی سرہانے کی طرف چل آیا

دولتِ حسن سے بہتر نہین کوئی دولت
در پہ آیا ترے حاتم بھی تو سائل آیا

اب تو دق ہو کے یہ کہتا ہے تمہارا بیمار
وہی اچھا ہے کہ جسکا نہ کہین دل آیا

اشک سوکھی تو ندامت یہ رہی دریا پر
گر گرے پاؤں مری حیب ساحل آیا

تھک گئی ہونٹھ دعا سی نہ چلی باد مراد
اپنا بیڑا نہ قریب لب ساحل آیا

جو رگ گلچین کا عوض کس نے لیا گلشن میں
کوئی سننے میں نہ فریاد عنا دل آیا

حال رونیکا پڑھا خط میں تو فرمائی ہیں
یہ عریضہ بھی ڈبو دینے کے قابل آیا

الله الله یہ دم سفر کو مسافر سے حجاب
پٹی جب باندھ لی آنکھوں میں تیغ قاتل آیا

روح آیا ملک الموت کے بدلی شب ہجر
جان میں جان مری آئی جو قاتل آیا

دیکھ کر حال کو مجھ زار کی یہ حیرت ہے
گر پڑی ہاتھ سے تلوار جو قاتل آیا

تیسے رخصت جو ہوئی سات گئے نہ دیا
دو قدم تک بھی نہ ہمراہ مری دل آیا

روز اک سیر ہو اس بزم گہ دنیا میں
اوٹھ گیا کوئی کوئی رونق محفل آیا

۱۵ — ۱۸

نہ اجل آئی نہ چین آیا شب فرقت میں
کوئی بھی کام نہ عاشق دم مشکل آیا

آئی ہے جوش آمد فصل بہار کیا
سختوں سے خود اوسکو لگی ہوشیار کیا

قطرہ ہی میں ڈوب جائیگا یہ شبنم زار کیا
بوندی کا تم دکھاتی ہو ہر دم بہار کیا

اے محتسب نہ مست مئے بیخودی کو چھیڑ
کیسی شراب نشہ کہاں کا خمار کیا

ساقی سوال بوسہ کی تقصیر ہو معاف
بہکی زبان نشہ میں ہی اختیار کیا

ہم سے کے آنکھیں وہ در دیوار ہو گئیں
دیکھیں ابھی دکھائیگا یہ انتظار کیا

فقروں ہی سے تمثیل کرنے لگی باتیں باتیں
تیغ زبان یار سے چھی دو ثقفار کیا

سینے کو اپنے اور مرے دل کو دیکھیے
رکھتی ہیں صاف آئینہ ہم خاکسار کیا

بھڑکانے سے رقیب کے تم آگ ہو گئے
میری طرف سے دل مین پھر انجار کیا

کھینچے لہو سے گرد ترے گھر کے دائرے
پرکار کے ہین پاؤن یہ پائے فگار کیا

تیور ہمارے آنکھ لڑانے سے بجھ گئے
تیغ نگاہ یار ہوئی آبدار کیا

جب اوس پری سے بوسۂ گیسو طلب کیا
فرمایا چین ہوا تیرے سر پہ سوار کیا

میخانے کو ہوائے بہاری چلی اوڑی
مستون کو دم مین آن لگے ہوشیار کیا

شرب مدام صحن چمن مین نہ چھوڑیے
واعظ کے باغ سبز کا ہے اعتبار کیا

صیاد ہی وہ دام مین آ دام ہو لائیے
کنج چمن مین ہے بطی کا شکار کیا

سمجھو اگر فقیر کی صورت سوال ہے
بوسے کی پھر طلب کی ہوا امیدوار کیا

کچھ آج شب کو حد سے سوا اضطراب ہے
منہ سے نکل پڑے گا دل بیقرار کیا

اے ہجر یار جبر تک جان زار ہے
آئے نہ آئے موت مرا اختیار کیا

۲۱	صیاد و ہر قاتل عالم لقب ہوا عاشق کا قتل تمکو ہوا ساز وار کیا	۱۷

گیسو حجاب روی دل آرام ہو گیا
نور سحر سواد سر شام ہو گیا

چھوڑی خدائی مائل اسلام ہو گیا
شیشے کے پاس آ کے وہ بت رام ہو گیا

رسوائے خلق عاشق ناکام ہو گیا
تم نے برا کہا جسے بدنام ہو گیا

محفل سے کیا اوٹھا یا یہان کام ہو گیا
تم اے مسیح موت کا پیغام ہو گیا

روشن سواد زلف سیہ فام ہو گیا
در کان کا چراغ سر شام ہو گیا

سودے مین غنچون کے کلی شہر اسے
گردن کا طوق دو خط جام ہو گیا

یادِ مسیح لب میں مجھے موت آ گئی
حسنِ گلو کے عشق میں ناکام ہو گیا

تشبیہ میں نے عرش کو دی تیری فرش سے
نقشِ قدم چراغِ سرِ بام ہو گیا

کچھ قند لب سے تلخ ہی ناکام کو سناؤ
تم نے نبات کی تو مرا کام ہو گیا

خط پر جو مہر سوتی ہے تو تلووں سے باتیں ہیں
عمدہ ہے پا بوس کا پیغام ہو گیا

مرنے کے بعد ہی یہ کرامت فقیر کی
سائل ہوا جو گور سے بہرام ہو گیا

تاریخ وار حال جو اپنا کیا رقم
نامہ مرا صحیفۂ ایام ہو گیا

مہلت رفو کی بھی نہ ملی چاک جیب کے
پیوندِ خاک عاشقِ ناکام ہو گیا

صدقے صنم کے میں جو کیا شکلِ طوق کا
ملبوس تن میں جامۂ احرام ہو گیا

نکلے جو میرے نالۂ سوزاں و اشکِ گرم
برجِ فلک بھی گنبدِ حمام ہو گیا

افشائے رازِ عشق کیا اشکِ چشم نے
بھٹکا یہ طفلِ اشک کہ بدنام ہو گیا

یوسف سی خالِ رخ حبشی ہے نہ دو شال
گیسو کی عکس سے یہ سیہ فام ہو گیا

صیاد کو اسیر کیا شوقِ قتل میں
تیروں سے چھید کر جسم مرا دام ہو گیا

صبحِ شبِ فراق کا ہونا محال ہے
مشکی گریہ ابلقِ ایام ہو گیا

قاضی گیا جو بزم میں گل ہو گیا چراغ
پگڑی اوتارنے کا سرانجام ہو گیا

١٧ | ١٩

وہ رشکِ مہر کوٹھے پہ آیا ہے دیکھنے
عاشق جب آفتابِ لبِ بام ہو گیا

رنج پایا باعثِ رنج و محن یاد آ گیا
دم اوکھڑنے میں بتِ پیماں شکن یاد آ گیا

جب اوٹھایا داغ نو چرخِ کہن یاد آ گیا
مرگ کی تلخی میں وہ شیریں دہن یاد آ گیا

اسقدر خائف ہوا مین عشق کی افتاد سے ۔ جو کنوان دیکھا مجھے چاہِ ذقن یاد آگیا

تنگ آکر ہجر مین پھاڑا گریبان سحر ۔ شب کو جب دستِ جنون کو پیرہن یاد آگیا

خلد بھی میرے لیے خالی نہین آسیب سے ۔ سیبِ جنت دیکھا سیبِ ذقن یاد آگیا

بے صنم کعبے کا حجرہ گور سے کچھ کم نہین ۔ جامۂ احرام جب پہنا کفن یاد آگیا

ہاتھ آیا تھا لباسِ شب مین دامن یار کا ۔ پو کے پھٹتے ہی گریبانِ کفن یاد آگیا

ہجر مین برسا جو مینہ دیکھی جو چادر ابر کی ۔ موت یاد آئی مجھے غسل و کفن یاد آگیا

مین نے بحرِ عشق مین گر کر نہ مارے ہاتھ پاؤن ۔ دست و پا پھولے جو وہ گدرا بدن یاد آگیا

عشق کا کل نے بڑھایا شعلۂ طولِ امل ۔ تنگ آیا زندگی سے جب دہن یاد آگیا

شام صحرا پھر گئی آنکھون مین یہ غربت سے ۔ دیکھکر چشمِ سیہ کالا ہرن یاد آگیا

سیلِ اشکِ چشم نے دلو فلک کو بھر دیا ۔ جب گڑھے مین گور کے چاہِ ذقن یاد آگیا

شاہدِ مضمون گلِ تحسین کے سہرے باندھین ۔ طبع کو نازِ عروسانِ چمن یاد آگیا

گو پریشان خود بھی ہون زلف پریشان کیطرح ۔ کوئی بچھڑے سے نہ آوارہ وطن یاد آگیا

موت کی ہچکی لگے کیونکر نہ ضبطِ آہ سے ۔ روئی ساقی شیشۂ پنبہ دہن یاد آگیا

ہمکو تمکو دیکھکر سہرا کافر و دیندار کو ۔ قصۂ یوسف زلیخا نل دمن یاد آگیا

پاؤن رکھا تبکدے مین آیا زاہد کا خیال ۔ داخلِ کعبہ ہوا تو برہمن یاد آگیا

آج چاندی کے ورق کی طرح چمکی چاندنی ۔ چاند کو دیکھا تو اپنا سیم تن یاد آگیا

١٩	کیون چلے گھبرا کے عاشق جانبِ دشتِ عدم آؤ گے کیونکر جو ہستی کا چمن یاد آگیا	١٨

غم ہی چشمِ مست کا خطِ زمرد رنگ کا
ساغرِ مے پر چڑھایا اوُر کا سبزہ رنگ کا

کعبے سے مطلب نہین معبد ہی اپنا بتکدہ
آبِ زمزم سے سوا ہے مجکو پانی گنگ کا

سخت مشکل مجھسے نازک دلکو ہی عشقِ صنم
یہ نہ سمجھا تھا ہی شیشے سے پڑنا سنگ کا

ربع مسکون سے ابھی تو سرکو بسمل مشتاق ہین
میرے قاتل کا ارادہ ہوا اگر کچھ رنگ کا

دیکھکر وہ سبزۂ رخسار اپنا ڈر گئے
صاف ثابت ہو گیا بوا ہی نشّہ بنگ کا

عقدۂ مشکل بھی میرے سامنے کیا چیز ہے
دیکھنے والا ہون مین اوسکی دہان تنگ کا

جمع رہتے ہین حسینان جہان اوسکے حضور
خانہ باغ یار مین پھولا ہی گل ہر رنگ کا

ہاتھ اوٹھتا تھا نہ جنکا اب وہ کرتے ہین سلام
سر جھکایا اس نے مانی نے ہر اک سرہنگ کا

اب سزا پاتی ہین وہ تھا عرش پر جنکا دماغ
کاسۂ سر ٹھوکرین کھاتا ہی ہر سرہنگ کا

تول میزانِ نظر مین اک ذرا ہی ہمت
سنگ پاسا ہو اوسکے رتبہ بت کو ہی پاسنگ کا

زیرِ گردون کسنے پایا بھر کے جامِ آفتاب
دور مین خالی ہی ساغر چرخِ مینا رنگ کا

سخت ہم پچھتائے کیون زاہد کی کہنے پر چلے
بتکدہ ہی ہو گیا پلہ کئی فرسنگ کا

ہوگا سر بر کس طرح آنکھین لڑا کر یار سے
دیکھیے پہلے شگون آئے دل شکستہ رنگ کا

غیر سے پہلو مین اوسکی کیون لڑکر جان دون
دل مین کڑھتا ہون تو کرتا ہون ارادہ جنگ کا

ایکے وہ عاشق جو ای قاتل ہون سرِ رہ قتل
تیغ ابرو پہ ابھی آجائے دھبا زنگ کا

ہین وہ بیکس جنکے پیچھے قافلے سے رہ گیا
گوش گردون تک گیا نالہ وہان زنگ کا

ضعف ایسا ہی کہ صورت مین چلا ہون یک گام
دشت مین کانٹا شمار ا ہی مری فرسنگ کا

جلوہ فرما جب ہوا وہ گل سرِ بیناز پیر
خندق پا کو ملا رتبہ گلِ اورنگ کا

۱۹ — طول موئے سر کو عاشق کسطرح موزون کرون
ہجر کی شب ہے نمونہ کاکل شبرنگ کا — ۱۴

بتا دے پیر فلک تو نے ہی جہان دیکھا
ضعیف دو سرا تجھسا بھی ہے جوان دیکھا

چھپا نہ سوز درون میری تیرہ بختی سے
سراغ آگ کا پایا جہان دھوان دیکھا

صفای قلب ہے ہم غیر کے نہین محتاج
حصول جام مین جم نے اگر جہان دیکھا

عجب ہے کشتی عمر روان کی صنعت مین
نہ گن نہ ڈانڈ نہ لنگر نہ بادبان دیکھا

عدم کو حسرت دیدار لے چلے دل مین
مکان یار کو ڈھونڈھا تو لامکان دیکھا

بہار جانے سے برباد یون ہوئی بلبل
نہ مشت پر کہین دیکھے نہ آشیان دیکھا

عروج زیست مین دو دن مقام عبرت ہے
غذای مور سلیمان کا استخوان دیکھا

بنائی زلف جو مہندی لگا کے ہاتھون مین
یہ بھڑکا شعلہ کہ رنگ حنا دھوان دیکھا

نہ مے پرستون کی جلسے نہ جام گردش مین
کچھ اسکے سال بنا دور آسمان دیکھا

چڑھی ہین ضعف مین اب تیر آہ زورون پر
قد خمیدہ کو جب حلقۂ کمان دیکھا

بجز لحد نہ رہا کچھ نشان صاحب نام
مٹا یا پیر فلک نے جسے جوان دیکھا

گرا سکی نہ دو رنگی جہان کی ہمکو
ہمیشہ ابلق ایام زیر ران دیکھا

متاع حسن کا طرار زلف حافظ ہے
وہ چور ہے جو خزانے کا پاسبان دیکھا

۲۰ — بلند عرش سے اوسکو کیا ہے عاشق نے
زمین شعر کو کبھی تو نے آسمان دیکھا — ۳۸

کیا خط سے نشان لب جانان ملیگا
جب خضر سا چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دوزخ کو نکل جائینگے اس وحشت دل سے
جنت میں اگر ہمکو بیابان نہ ملیگا

غیروں کی بندھی گی جو ہوا کوئی صنم میں
سرمے کو غبار رہ جانان نہ ملیگا

کیا خاک بیابان سے چھپے گا تن عریان
دامن جو ملیگا تو گریبان نہ ملیگا

مرجائینگے لیکن نہ مزا جائیگا دل سے
ہم حور کو چاہینگے جو انسان نہ ملیگا

دیوانہ ہوں پر سب ہیں کرامات کی باتیں
اس طرح کا پریوں کو سلیمان نہ ملیگا

زلف سیہ یار اگر خلد میں ہوگی
اندھیر ہی جنت میں مسلمان نہ ملیگا

تنہائی سے افزوں ہے مجھے فاقے کی لذت
کھانا نہیں کھانیکا جو مہمان نہ ملیگا

بیکار ہے جو کہدے ملک الموت نہ ڈھونڈیں
یہ گم شدہ دشت و بیابان نہ ملیگا

قسمت میں نہیں درد کی لذت بھی لوٹنا
میں کھاؤں اگر زخم نمکدان نہ ملیگا

ناصح نہ بیاں کر مزۂ میوۂ جنت
یوں سیب ملیں بھی زنخدان نہ ملیگا

جیتا ہوں میں جبتک مرے دیوان کی ہے قدر
مجموعۂ اوراق پریشان نہ ملیگا

ہے دشمن جان اوسکی محبت میں خدائی
کیا اب بھی وہ غارتگر ایمان نہ ملیگا

ہم سلسلۂ زلف سے ڈھونڈیں جو ہمیں یار
ظلمات میں کیا چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دکھلائے جو بندوں کو وہ خالق کرم اپنا
مجھسا کوئی آلودۂ عصیان نہ ملیگا

کیا ڈر ہے جو قاتل نہ ملا آج گلے سے
کل حلق سے کیا خنجر بران نہ ملیگا

وحشت میں مٹیگی نہ مرے پاؤں کی کھجلی
ہر روز جو صحرا سے مغیلان نہ ملیگا

وحشت میں نہ چھوڑو جو مرے پاؤنکے چھالے
پانی تمہیں اے خار مغیلان نہ ملیگا

بس آج کی رات اور بغل میں ہے وہ مہرو
کل ہمسے مزاج شب ہجران نہ ملیگا

اے ترک ہوا خواہ تیری ساتھ چاہیں خاک
آندھی کو غبار رہ جولان نہ ملیگا

پہچانسی ہے طن آوارون کو رستی سے نہ بینا
کیا حلقۂ گیسوی پریشان نہ پائیگا

زلفوں میں رخ پاک کا ہوگا نہ نظارا
سر رشتۂ زنار سے قرآن نہ ملیگا

جس طرح رخ و زلف ہیں تیری ہے محبت
اس طرح کوئی گبر و مسلمان نہ ملیگا

عالم ہے گرفتار تپ ہجر صنم میں
عیسے ہوسے بیمار تو درمان نہ ملیگا

آئینہ سے سب دیکھ لو حال دل پر درد
سمجھا بھی کوئی آپ کو حیران نہ ملیگا

کاٹو گے سفر میں اگر چار پہر رات
آئینہ و عطر و مسی و پان نہ ملیگا

میں بیکس و تنہا ہوں امانت مجھے کہنا
ایسا کوئی اسے گور غریبان نہ ملیگا

٢١	عاشق جو یہ بیرنگی بازار سخن ہے گلشن میں کوئی مرغ غزل خوان نہ ملیگا	٢٠

کبھی تو سرمگین اے چشم مست یار ہونا تھا
عصا بھی پاس رکھنا تھا اگر بیمار ہونا تھا

سیہ ہونا تھا تو پیدا نہ یون بیکار ہونا تھا
ستاری کو مر ہے خال رخ دلدار ہونا تھا

شناسا ہے اوس بت سفاک کو شوق عیادت سے
مسیحا کو بھی دم بھر کے لیے بیمار ہونا تھا

بھری ہے آگ عشق گل خانگی تیری سینے میں
تجھے اے بلبل مرغ آتشخوار ہونا تھا

ملک ہو نگاہ پاس عاشق سے دم مردن
سنگ رہ جون کو خاطر پہ تمہاری بار ہونا تھا

سمجھتے عشق خط یار نے تاثیر دل میں کی
صفا کو بدلی اس آئینہ میں زنگار ہونا تھا

ہوتا دہر میں ہندو زلف یار کا شہرہ
مسلمانوں کو کافر سبحہ کو زنار ہونا تھا

فغان کی اثر سے بلبل شوریدہ کیا حاصل
ہماری طرح تجکو رشک سے بیقرار ہونا تھا

علاجِ عاشقِ رنجور کو آئی نہ آفت کی
مسیحا کی مقدر میں مگر بیمار ہونا تھا

چھٹے کیونکہ نہ اپنا خون اُس کافر کی گردن سے
رگِ جان کو ہماری رشتۂ زنّار ہونا تھا

اوسے سمجھے کہ ہمیں کسی کی دامنِ دولت میں جاتا
تنِ کاہیدہ کو وحشت میں نوکِ خار ہونا تھا

اوٹھائی آنکھیں جب مجھکو خوابِ مرگ آ ہی چکا
نصیبِ خفتہ تجھکو پہلی ہی بیدار ہونا تھا

نہ ہاتھ آیا صنم قربان کعبے کی پھرے خالی
عوض حج کی فدا بتخانۂ دلدار ہونا تھا

پھرین آنکھیں جو وقتِ مرگ میری آ پہنچی وہ
دمِ آخر بھلا مجھ زار سے بیزار ہونا تھا

شرارِ آہ آتش زا مری جائی نہ گردون سے
مگر نسرِ فلک کو مرغِ آتشخوار ہونا تھا

جلا کر قصرِ تن کو خود بھی جل بجھا تھا ہم میں
دلِ سوزان چراغِ خانۂ نادار ہونا تھا

فسونِ سیاہ زلف کی دم میں آئی اگر کان پڑتی
کسی شوریدہ سر کا طرۂ دستار ہونا تھا

وہ پیالہ ڈوبتا ہی جو نہ اوٹھی بادہ خواری میں
زرِ قارون کو صرفِ خانۂ خمار ہونا تھا

خدا کا پاس لازم تھا سیہ پوشی نکرنی تھی
بتوں کی غم میں کعبے کو جو ماتم دار ہونا تھا

۲۲

تجھے بھی عاشق بنائی رنگ گردون سی
کسے اس نیلگون پردے میں ماتم دار ہونا تھا

۱۸

آفاق نورِ عارضِ جانان سی بھر گیا
اے مہر و ماہ دور تمہارا گذر گیا

ڈوبی بغیر ضبطِ غم دل سے مر گیا
آنسو پیے تو پیٹ میں پانی اوتر گیا

پیدا ہوا نظیر یہ دل پہ گذر گیا
کچھ اپنے شبیہ تو چہرہ اوتر گیا

خفتہ ہی کی فراق کا جب یان گذر گیا
تو آج جیتے جی ترا بیمار مر گیا

کیسا شبِ وصال سی وہ ماہ ڈر گیا
خورشید جب غروب ہوا منہ اوتر گیا

حد سے زیادہ لطف نزاکت گذر گیا
کنگھی اوٹھائی ہاتھ مین شانہ اوتر گیا

مشتاق آج کسکی صدا کی ہین تیری کان
کل جو کراہتا تھا وہ بیمار مر گیا

اے پیر چرخ تیری عداوت نہ کم ہوئی
وہ دن گئے وہ عہد جوانی گذر گیا

گلشن مین دشت و کوہ سی وحشت ہوئی ہوا
دیوانگی نے ساتھ نچھوڑا جدھر گیا

رسوا ہی خلق دیکھ کے کیسی نگہ پھری
چڑھ کر نظر سے آنکھ سے تیری اوتر گیا

سہنے کڑی فراق صنم کی بھی جھیل لی
کیا سخت تھا وہ وقت جو آئی ٹل گیا

دریاے اشک نے تن خاکی گھلا دیا
دامن ہوا نصیب تو جامہ اوتر گیا

سناٹا ہو گیا تری کوچے مین آ پری
دیوانہ مر گیا تو وہ سب شور و شر گیا

بیمار ہجر یار کی شب یون گذر گئی
سو بار ہمنشین یہی سمجھا کہ مر گیا

بچا مرے علاج مین جراح کا بھی دل
ناسور ہو پڑے جو کوئی زخم بھر گیا

آئے تھے قتل کو مجھے دیکھا تو رو دیا
تیغ نگاہ یار کا پانی اوتر گیا

جوبن بڑھا دیا عرق شرم وصل نے
کیسا پسینے مین وہ نہا کر نکھر گیا

۲۳	عاشق جنازہ آپکا دیکھا جو راہ مین فرمایا مجکو کیا جسے مرنا تھا مر گیا	۲۴

اوس نے مری دیکھا نہ پھپھولا مرے دل کا
چمکا نہ کبھی روز ستارا مرے دل کا

اوٹھتا ہون تو اوٹھتا ہے جنازا مرے دل کا
صد روز مین سینے کو ہے مردا مرے دل کا

پھونکیگا دو عالم کو جلانا مرے دل کا
اچھا نہین بڑھ جانا یہ شعلا مرے دل کا

اتنی تو تعلی نہ کرا ہے گنبد گردون
پھر دیکھ ذرا تو ابھی چھالا مرے دل کا

ہی قطع رقیبون سی اشارہ مری ڈر سی — تلوار پہ ابرو کے ہی قبضا مری دل کا

کشتون کو بھی سکتا ہی تڑپنی سی ہماری — حیرانی بسمل ہی تماشا مری دل کا

جب آئے مری خاک پہ اک زلزلہ پایا — ثابت ہوا مرقد مین تڑپنا مری دل کا

نالون کا جو رخ ہی طرف عرش معظم — معلوم نہین کیا ہی ارادا مری دل کا

مستی ہین اوٹھائی نہین کیون آج کر کی — دیتی ہین کباب آپکو دھوکا مری دل کا

اب سوزن عیسی نہ کہین ٹوٹ کر رہ جائی — نکلیگا کسی طرح نہ کانٹا مری دل کا

دل بیٹھ گیا خود بخود اپنا تو یہ سمجھا — خال رخ قارون ہی سویدا مری دل کا

آنکھون سی لہو ٹپکے گرا خاک پہ اک دن — آنسو کی طرح کھل گیا عقدا مری دل کا

اوٹھ جائی تمہین جلد حجاب تن خاکی — جامہ ہی بدن کا مری پردا مری دل کا

ای بت ہوا نالون سی تری جلوہ کی قابل — ناقوس نہ رکھتا تھا کلیسا مری دل کا

اوٹھ جاتی ہو محفل سی جہان غیر کو دیکھا — غافل ہو سمجھتی ہو اشارا مری دل کا

جوہر کی تقصیر نہین قابل الزام — میرا ہی چھلکا کہ چھلکا مری دل کا

اب نشتر مژگان کی شکایت نہ کرونگا — لو پھوٹ بہا آج پھپھولا مری دل کا

غم اور کا دیکھا تو ہوا غم غلط اپنا — درد دل عالم ہی مداوا مری دل کا

ساقی جو کری یاد تو مر جاؤن خوشی سی — ہچکی کبھی لیتا نہین شیشا مری دل کا

بھٹک آؤن جو کوچہ مین تری یہ تو نہ ہوگا — مجھپر ابھی بھاری نہین صحرا مری دل کا

مجنون کی سوا کون ہوا اہل رد و وقف — سوتا ہی تہ خاک شناسا مری دل کا

زاہد تجھی کیا وجہ حرارت نہین معلوم — ہر اخگر دوزخ مین ہی نقشا مری دل کا

روئی میں نظر ہے طرف کوچۂ دلدار		قبلے کی طرف بہتا ہے دریا مرے دل کا
۲۴	عاشق یہ کبھی سنگ حوادث سے نہ ٹوٹا پتھر سے بھی مضبوط ہے شیشا مرے دل کا	۲۵

بندۂ بت ہوا قائل قرآن نہوا — مجھسے خوشنود کوئی گبر و مسلمان نہوا

سیر آغوش کبھی مسکن جانان نہوا — قلب مومن نہوا میں رگ شریان نہوا

تیرے کوچے میں بنی قبر نہ اس مجرم کی — خلد میں مسکن آلودۂ عصیان نہوا

داغ چمکا نہ کبھی میرے سیہ خانے میں — ماہ کامل بھی چراغ شب ہجران نہوا

حال کھل جاتا ابھی طول شب فرقت کا — اے سحر ہاتھ مرا تیرا گریبان نہوا

قبر پر میری پڑہنا فاتحہ پر ہنس ہنس کر — اے صنم کھیل ہوا سورۂ قرآن نہوا

بہا گئی وسعت صحرائے عدم وحشت میں — میں وہ مجنون ہون کہ منت کش زندان نہوا

دیکھتا تو بھی ذرا اپنی نصیحت کا مزا — زاہد آج وہ غارت گر ایمان نہوا

ہاتھا پائی سے جو یوسف سا وہ نہیں نفس تجھے — چاک دامن بھی ہوا دست گریبان نہوا

شب تنہائی میں جب مر گئے کام آئے رفیق — کوئی پرسان دل زار غریبان نہوا

عیسئ لب کی سنا کرتے تھے شہرے کیسے — تا لب گور علاج تپ ہجران نہوا

وصل کی شب نکیا اوس گل خوبی نے نہانا — ہاتھ میرا شجر سیب زنخدان نہوا

رو لگی رہتی ہے وحشت میں پری ویلونکی — ایک شب بھی کم تاریکی زندان نہوا

ضعف نے وحشت دل کا نہ مزا دکھلایا — میرے ہاتھوں سے کبھی چاک گریبان نہوا

انقلاب آ گئے زمانے میں ہزاروں لیکن — وصل کا روز مثال شب ہجران نہوا

آگ جنگل میں لگانی کو پھپھولی پھوٹے
انسے سیراب کوئی خار مغیلان نہوا

قید سو بار یہ وحشی ہوا چھوٹا سو بار
ایک دن قفل نصیب در زندان نہوا

جیسا پریوں میں ہوا تم سے دیوانی کا
اسقدر غلغلۂ مرگ سلیمان نہوا

خضر خط کو سکندر نے ہر اول نکیا
وجہ یہ ہے جو عیان چشمۂ حیوان نہوا

دیکھتے ہی چمن دہر سے پھر جھپکی آنکھ
چشم نرگس سا کوئی دیدۂ حیران نہوا

گل یہ مشغول رہے اپنی خودآرائی میں
گوش زد نالۂ مرغان گلستان نہوا

پیاس کیا خون کف پا سے بجھے کانٹوں کی
ہمسے سامان کچھ اے دشت مغیلان نہوا

کوئی دامن نہ تری جامہ دروں سے چھوٹا
کوہ و صحرا سے حجاب تن عریان نہوا

کوئی آفت کی بلا آئے نہیں ڈرتا میں
وہ جفاکش ہوں کہ خوف شب ہجران نہوا

۲۵	اوّل شب دم آخر ہے تمہارا عاشق انتظار دم صبح شب ہجران نہوا	۲۴

پلکوں نے تمہاری دل مضطر کو جلایا
فریاد نے میری صف محشر کو جلایا

اللہ رے سوز تپ فرقت کی ترقی
مجھکو مرے بستر کو مرے گھر کو جلایا

اے آہ ابھی برق سے کیا دوں تجھے تشبیہ
خرمن کوئی پھونکا نہ کسی گھر کو جلایا

اس درجہ ہوئے گرم سخن آپ کہ جیسے
دم بھر میں نقاب رخ انور کو جلایا

بیتاب کیا اور تری کم سخنی نے
اس سینے نے داغ دل مضطر کو جلایا

آہوں نے مری خرمن مہتاب کو پھونکا
چہرے نے ترے مہر منور کو جلایا

بچپن میں یہ تھی گرمی داغ دل سوزاں
اشکوں نے مرے دامن مادر کو جلایا

گرمی نہ جلانے سے مٹی سنگدلون کی
چونا ہوا جب آگ نی پتھر کو جلایا

حال تپ فرقت سے نے بنایا ید بیضا
اس خط نے کف دست پیمبر کو جلایا

فصدون سے حرارت نہ گھٹی میرے لہو کی
پٹی کبھی پھونکی کبھی نشتر کو جلایا

جم قبر مین تڑپا نہ پیا جام جو اوسنے
آئینہ نہ دیکھا تو سکندر کو جلایا

بیتابی دل سے ہے مری تیرگی بخت
فریاد نے میری مرے اختر کو جلایا

پردہ نہ کھلا دوزخیون جنتیون کا
نالون نے مری عرصۂ محشر کو جلایا

داغون نے تپ ہجر کی پھونکا بدن اپنا
انگارون نے کیا سینۂ مجمر کو جلایا

ٹپکا جو دم قتل مرے اشک کا پانی
اس آب نے آب دم خنجر کو جلایا

گل کھائی محبت مین تو ایذا انہین پہونچی
طاؤس کو داغون نے نہ اک پر کو جلایا

بس دیکھ لیا تجکو بھی اے داغ غم ہجر
پھونکا نہ کلیجے کو نہ پیکر کو جلایا

فریاد شب غم نے کیا چرخ پہ اندھیر
اس برق نے کیا خرمن اختر کو جلایا

پیو انہین دشمن کی جو تو دوست ہے پیرا
نمرود یہ خوش تھا کہ پیمبر کو جلایا

یاد قد دلبر مین کیا سرو چراغان
نالون سے اگر سرو صنوبر کو جلایا

آدم کے زمانے سے ہے بنیاد حسد کی
شعلے نے جو قربان برادر کو جلایا

قابو مین یہ دشمن کو رہا خوف کرون سے
گو دل مین رہی آگ نہ پتھر کو جلایا

٢٦	آہ دل سوزان کی ترقی ہے یہ عاشق سو مرتبہ اس چرخ ستمگر کو جلایا	١٥

کہنے سے رقیبون کے کچھ ارشاد نکرنا
راضی ہون کبھی لو سے مجھے یاد نکرنا

وحشی ہون مگر ضبط کا پابند رہا ہون
ای طوق و سلاسل کہین فریاد نکرنا

ای پیر فلک دولت و حشمت نہین مقبول
دنیا ہی عجوزہ مجھے داماد نکرنا

ہین قافلہ سی چھوٹ کے ہیچاون جو ای دل
مانند جرس نالہ و فریاد نکرنا

سر عشق کا کھلتا ہی دل درد طلب سی
اس علم مین پابندی استاد نکرنا

خلوت مین بھولا نہ مری یاد کو دل سی
بھولے سی بھی غیرون مین مجھی یاد نکرنا

چھوڑا ہی عوض مال کی اشعار کو اپنی
ای چرخ یہ دولت مری برباد نکرنا

لیتا بھی نہین نام مرا وہ بت کمسن
کسنی یہ پڑھایا ہی سبق یاد نکرنا

بیکار سمجھ خواب کی باتون کو خیالات
پیری مین جوانی کو کبھی یاد نکرنا

شیرین سی نہ اتنا بھی کہا آ کی کسی نی
ہنسوائیگا یہ ماتم فرہاد نکرنا

سر سبز ہو منظور دیدۂ حق بین
ای چرخ مری خاک کو برباد نکرنا

ہر وقت عبادت کی ہوا باندھ نہ ای شیخ
نیکی کو خدا کے لیے برباد نکرنا

شیرین تجھی منظور ہی مہندی جو لگانا
پابندی خون سر فرہاد نکرنا

دیوان دلا اشک کی طوفان مین نہ ڈوبی
شعرون کو مرے نوح کی اولاد نکرنا

۲۷	مخمور کہین وصل کی دولت سی نہ رہ جای عاشق کا لقب عاشق ناشاد نکرنا	۱۴

ای فلک صبح شب وصل کا ہنگام آیا
دم نکل جائیگا رخصت کا اگر نام آیا

توڑ کر دل کو دکھاتی ہین وہ چشم مخمور
شیشہ جب ٹوٹ گیا بزم مین تب جام آیا

منہ لگاتا یہ رقیبون کا نہین اچھی بتا
دیکھ لینا کہ ہمارا بھی سخن کام آیا

بزم عشرت کا ہے ساماں چمن میں موجود — غنچہ و گل سے کھلا شیشہ گیا جام آیا

یار کو حال سنایا ہے تو کس دھوکے سے — سارے نامے کو وہ جب پڑھ گئے تب نام آیا

شب تنہائی میں دونوں نے خبر لی ساقی — موت ادھر آئی اودھر وصل کا پیغام آیا

گور یاد آئی جو کعبے میں نہ دیکھا کوئی بت — میں کفن سمجھا اگر جامۂ احرام آیا

خط کو پھاڑا جو مشابہ مرے خط سے دیکھا — کھینچی قاصد کی زباں میرا اگر نام آیا

جان و دل کٹ رہے راہ طلب قاتل میں — نہ تو ہمراہ تھا کوئی نہ کوئی کام آیا

دیکھوں مینا سے فلک میں بھی کہاں تک ہے شراب — کھول کر سینہ کو یہ کہتا ہوں کہ بھر جام آیا

گو سنا فاتحہ کو یہ سے لے اوسی تھا منظور — گور پر آیا اگر صورت [illegible] آیا

کہیں دل آپکی زلفوں میں نہ اولجھا پایا — رات کو کوئی مسافر نہ سر شام آیا

مصحف رخ میں ہے ابرو ہی تو نقطے ہیں خال — لوح ماتھا ہے تو گیسوے سیہ فام آیا

۲۸

جبر سہنا ہے بڑی بات اگر سچ پوچھو
جان عاشق نے جو دے دی تو کیا کام آیا

۳۰

ہوئے ہیں خاک کی پیوند مہرباں کیا کیا — ستم سے پیر فلک کے مٹے جواں کیا کیا

عدم میں دہر میں کعبے میں دیر میں گھر میں — پھرے تلاش میں تیری کہاں کہاں کیا کیا

بہت فراق میں حسرت سے ہونٹھ چبائے ہیں — مزہ اوٹھائیگی چاہت میں یہ زباں کیا کیا

رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور — لٹے ہیں راہ محبت میں کارواں کیا کیا

نگاہ یار کی حسرت میں رات کاٹی ہے — گلے پہ آج تو خنجر ہوے رواں کیا کیا

سوا فلک کے شکایت کریں تو کس سے کریں — ہوے رقیب ہمارے ہی مہرباں کیا کیا

نصیب سگ ہین نہ رزق ہما نہ طعمۂ زاغ
ہزارون خاک مین لتی ہین استخوان کیا کیا

شراب خانی سی نکلو اذان کہتی ہوے
چڑہا جو نشۂ بہکنی لگی زبان کیا کیا

کرو نہ خواہش سیر باد ہی دل عالم
مٹا یہ گھر تو پڑینگی خرابیان کیا کیا

گئی جو سوی چمن اوس پری کی نکہت زلف
ہوا گلون کا معطر دماغ جان کیا کیا

چڑہا جو اوڑکے فلک پر غبار توسن یار
پڑا زمین کی صدقی مین آسمان کیا کیا

طلب سی بہی نملا شہد خوان دنیا سی
ہوی ذلیل پئے لذت زبان کیا کیا

فنا کی بعد بہی صحبت رہی تو حورون سی
دیئے حسین خدا نی یہان وہان کیا کیا

کہا جو مین نی ہر اک جا بڑا کہا تمنی
تو ہنس کے بولی بتا دو کہان کہان کیا کیا

بتون کی ناخنون سی ماہ نو ہی شرمندہ
بنائی ہین یہ قدرت نے ہڈیان کیا کیا

تری فقیر نی وحشت مین کی مذمت مال
اوڑائی مین دہن دولت کی دہجیان کیا کیا

ہزارون کہائی ہین گل فصل گل جب آتی ہی
شگوفی پہولتی ہین زیر آسمان کیا کیا

نہ آگئی گنج شہیدان مین وہ پہر کو بہی
گلے کرینگی مری جان نیم جان کیا کیا

کبہی نہ دیکہا ادہر تیوریان چڑہائین بہت
خدنگ کی نی چہوٹا کبہی کمان کیا کیا

۱۹	ارادہ دشت کا وحشت مین جب کیا عاشق ہمارے پاؤن پڑین آکے بیڑیان کیا کیا	۲۹

سب کو مرنے کا ہمارے غم ہوا
دور عالم حلقۂ ماتم ہوا

کل جہان پہونچا نہین دست خیال
آج گردن مین وہ بازو خم ہوا

قطرۂ اشک ندامت جب گرا
دامن صحرای محشر نم ہوا

الفت گیسو نے میری جان لی — اژدہے سے ربط آخر سم ہوا

کیا کرامت ہے لب جان بخش مین — آئی جسمین روح عیسیٰ وہ دم ہوا

صبح وصل یار تھی عیسی نفس — دامن شب دامن مریم ہوا

قصر تن وحشت مین اشکون سے گرا — سوج کر گو پاؤن ہر اک خم ہوا

سر جو رکھکر سو گیا وہ مست ناز — کاسۂ زانو سے جام جم ہوا

نکہت گل ہے سبک روحون کی مے — جام سے مینا قطرۂ شبنم ہوا

حسن جانان کی ترقی دیکھکر — شکل مہ خورشید تابان کم ہوا

میکشی سے پہلے کیفیت تھی اور — بے حجابی دوسرا عالم ہوا

اب پریشان آپ بھی رہنے لگے — ربط وہ کنگھی کا سر سے کم ہوا

عظمت پیر مغان مین شک نہین — جام جسکو بھر دیا وہ جم ہوا

خشک ہوکر شاخ آہو بن گئے — کیا جنون زلف خم در خم ہوا

کون پھر دیکھیگا سینے کا ابھار — آئینہ جب صاف نامحرم ہوا

پوچھکر باہر سے مجکو پھر گئے — کچھ اگر آنکھون مین باقی دم ہوا

اشک جو ٹپکا توے پر بوند تھی — سینۂ سوزان نہ ہرگز نم ہوا

پاک بینون کی اگر کھینچی شبیہ — نقش مژگان پنجۂ مریم ہوا

۳۰	زلف تک عاشق ہوا پہونچی نہین پھر مزاج یار کیون برہم ہوا	۱۳

آپ کے ہنسنے کا باعث دل نالان سمجھا — خندۂ گل کا سبب مرغ نغزخوان سمجھا

چاک کرنیکو مرا پنجۂ وحشت دوڑا / ماہ نو جب نظر آیا یہ گریبان سمجھا

یہ دم قتل نظر آئی تسلی مجھکو / مور چے کو ترے خنجر کے سلیمان سمجھا

زندہ درگور رہا جب گئی وحشت میری / داغ سینے کے مٹے مرگ عزیزان سمجھا

ہمصفیروں کی صدا سے یہ مری کان بھرے / طوطی آئینہ کو مرغ غزلخوان سمجھا

سخت جانی سے مری تیغ ہوا اوسکی آری / سیر اقاتل دہن زخم میں دندان سمجھا

عشق گیسو میں کبھی سلسلہ جنبان نہوا / کاکل یار کو میں خواب پریشان سمجھا

کعبہ سمجھا کوئی ابرو کوئی آنکھوں کو گنشت / وصل مقصد کو نہ ہندو نہ مسلمان سمجھا

بیت ابرو سے ہوا بیت ہلالی کا گمان / سر کی افشان کو لوح سر دیوان سمجھا

سفر ملک فنا میں جو زبان ہو گئی بند / عالم آباد کو میں شہر خموشان سمجھا

دامن گرد سے لپٹا دم جولان میں بھی / توسن یار کو جب عمر گریزان سمجھا

جان کر رات دوالی کی وہ جاگا شب وصل / گنبد چرخ کو تاروں سے چراغان سمجھا

۱۳۱ — روح کی طرح یہ عاشق ہے مجھے رنج عزیز / پہونچی راحت جو مجھے مرگ کا سامان سمجھا — ۱۵

خدا بت کو کرے جو بندا ہمارا / بچھے بتکدے میں مصلا ہمارا

مٹے داغ جسکا نہ سودا ہمارا / اوٹھا کیسا بیکار پیسا ہمارا

گلا زیر تیغ صنم رات دن ہے / سروہی کا بالا ہے بالا ہمارا

مراد آئی ہم وہ جو کشتی میں بیٹھے / بنا خضر کی ناؤ بیڑا ہمارا

گئی جان بیمار کوٹھے کے نیچے / فلک سے نہ اوترا مسیحا ہمارا

انکا تیر عشق آپکا ہنستے ہنستے
چھدا دل لگی مین کلیجا ہمارا

کہا ماہ کامل تو کہتے ہین ہنسکر
تصدق ہو بنجاؤ ہالا ہمارا

تن زار کاگون جانان جو رونہدی
سما جاوے پتلی مین پتلا ہمارا

بہار سخن سے بڑہا رنگ محفل
کھلا نکتہ سنجون سے غنچہ ہمارا

کبوتر کی جا طائر جان اوتارو
تلو تل مین رکھوا کے پتلا ہمارا

سیہ خانہ روشن ہوا نور رخ سے
جو تم آئے چمکا نصیبا ہمارا

او ترقی ہین صحرای وحشت مین پریان
بنا نقش نقش کف پا ہمارا

کیا تیغ ابرو نے ہر بار دو دو
ہوا چوگنا دل کلیجا ہمارا

پیا خون دل اسقدر یاد لب مین
لہو بن کے نکلا پسینا ہمارا

۳۴	ڈبو دیتے رورو کے عاشق زمین کو ہوتا جو مٹی کا پتلا ہمارا	۱۹

دل لہو ہوکر بہا دھبا کفن مین رنگیا
خون سے ترجامہ یوسف وطن مین رنگیا

تفرقہ تا حشر اپنی جان و تن مین رنگیا
روح آوارہ ہوئی مردہ کفن مین رنگیا

کھوٹے داموں سے نہ یوسف کا ہو سودا بنا
نقد داغ قلب کا سکہ چلن مین رنگیا

حسن کیا زیر ہلال لب ہے ای رشک قمر
ماہ نخشب گر کے اس چاہ ذقن مین رنگیا

آئی فصل بہاری سے بڑہا جوش جنون
پڑ کے اک ناسور نو داغ کہن مین رنگیا

نقش ثانی نقش اول سے نہ بہتر کھنچ سکا
نقطہ شک اوسکی تصویر دہن مین رنگیا

فصل گل آتی ہی میرے ہاتھ رہتی ہی بندھے
پیستے ہی جیب و گریبان پیرہن مین رنگیا

ای فلک کیا رحم کھایا بیکسون پر صبح تک ‎ ‎ ‎ چادر مہتاب سی مردہ کفن میں رہ گیا

فصل گل مین دیکھ لیگا جام کا پھر دور ‎ ‎ ‎ اس برس جو گردش چرخ کہن میں رہ گیا

دیکھکر میرا لہو قاتل کو سکتا ہو گیا ‎ ‎ ‎ خنجر آئینہ سا دست تیغ زن میں رہ گیا

جامۂ عریان تنی ہی وصل ہونے سی عزیز ‎ ‎ ‎ بوی یوسف کا اثر اس پیرہن میں رہ گیا

بول اوٹھی بت مری فریاد کی تاثیر سی ‎ ‎ ‎ سنگ بت نا قوس دست برہمن میں رہ گیا

نغمۂ داؤد و شور ارغنون بانگ رباب ‎ ‎ ‎ اور حسینون کے جلوۂ صوت حسن میں رہ گیا

نازنین کانون کا پردہ بالش گل سی کھلا ‎ ‎ ‎ نقش برگ یاسمین نازک بدن میں رہ گیا

خون کو دہبی پڑین کیونکر نہ خط شوق مین ‎ ‎ ‎ دل ہمارا اسکے نامی کی شکن میں رہ گیا

حال اہی ہی پھر دنیا مین حریصو دیکھ لو ‎ ‎ ‎ رزق تو پایا مگر کانٹا دہن میں رہ گیا

جوش مستی سی ہوی سب کے جدا عقل کل ‎ ‎ ‎ شعلۂ آواز قلقل انجمن میں رہ گیا

سلطنت ہی مثل یوسف ہو اگر غربت نصیب ‎ ‎ ‎ مصر سی جاکر زلیخا کے وطن میں رہ گیا

٣٣ ‎ ‎ ‎ دیکھکر عاشق کی حیرت اونکو سکتا ہو گیا ‎ ‎ ‎ حرف رخصت آکی سینی سی دہن میں رہ گیا ‎ ‎ ‎ ٣٤

پاک دامن ایسا وہ عیسی عالم ہو گیا ‎ ‎ ‎ پیڑ کے سایہ خاک پر تصویر مریم ہو گیا

حسن کی دولت لٹا کر بھی وہ یوسف ہی عزیز ‎ ‎ ‎ بادشاہ مصر ابراہیم ادہم ہو گیا

خود فراموشی سی ہم کو شادی و غم ایک ہے ‎ ‎ ‎ ماہ ذی الحجہ گیا ماہ محرم ہو گیا

خاکساری اوج پر پہونچی تو پستی ہو گئی ‎ ‎ ‎ بار منت سی سر گاو زمین خم ہو گیا

فرط طاعت سی یہ تاثیر تلفظ ہو گئی ‎ ‎ ‎ حرف جو نکلا دہن سی اسم اعظم ہو گیا

رہ گئی حسرت کبھی عریان نہ دیکھا غسل مین
چھاتیون پر سایہ اون لفظونکا محرم ہو گیا

ہے برش تیغ نگاہ آبدار یار کی
پاس آکر زخم کے تیزاب مرہم ہو گیا

سیرہا لے سن کے اک عالم کو جینی کی پڑی
خضر سمجھا صور اسرافیل کا دم ہو گیا

آبداری ہے یہ دندان مسی مالیدہ کی
مثل انگشتانہ رنگ اونگلی کا شبنم ہو گیا

لعل لب کی یاد مین رو رو کے مین جان نے دی
خون آنکھون سے بہا اتنا کہ بیدم ہو گیا

نشۂ مے سے تمہارا غوے خجالت اوڑ گیا
آفتاب آیا پسینا رخ کا شبنم ہو گیا

لعل لب پر آپکے رہتا ہے کیون نام رقیب
کیا دہان تنگ کا حلقہ بھی خاتم ہو گیا

پیچ سے چرخ کہن کی پس گئی لاکھون جوان
ظلم کی کثرت سے چرخ کی یہ زال رستم ہو گیا

ٹہ گئی کشت امید عاصیان پر اوس سے
یہ گھٹا باران رحمت مثل شبنم ہو گیا

بوسۂ محراب ابرو سے شفا ہمکو ہوئی
کعبۂ رخ کا پسینا آب زمزم ہو گیا

اے سلیمان آج سودے مین پری تسخیر کی
جب تصور آپکا باندھا مجسم ہو گیا

ناف ہے یا گوہر یکتا ہے یا در نجف
ٹہ گیا ذرہ بہشت یا کچھ قصر کم ہو گیا

جو تعلی ہو یہان نے صرف کی ممکن نہین
سن بڑہا جب ایک روز زندگی کم ہو گیا

ہے کف مار سیاہ زلف کنگھی علاج کی
سو ہی بیجان کھولنا مشاطہ کو سم ہو گیا

شکل شمع بزم جلکر صبح تک ٹھنڈے ہوے
فرقت دلبر مین کافور سحر سم ہو گیا

قاف مین بھی اوس پری کی ہجر مین جلتے رہے
جو درا اٹھا کوہ کا تا جہنم ہو گیا

آئی ہو برسات جب سے میکشی مین غرق ہین
ابر رحمت مانع خوف جہنم ہو گیا

زرد سے رخ آئینے مین دیکھکر رونے لگے
جیتنی کشت زعفران پھولی ہے غمین کم ہو گیا

۳۴	اوسکو عاشق یون اولجہنی کی کبہی عادت نتہی زلف کا بوسہ لیا سمنے تو برہم ہو گیا	۱۸

رخصت کا نام سنکے مرا جی دہل گیا
کیسا یہ حرف آپکے منہ سی نکل گیا

صیاد و باغبان کا چمن سی عمل گیا
کانٹا سا عندلیب کے دل سی نکل گیا

حب وطن مین سوی عدم کیجیے سفر
وو دن سرا کے دہر مین بہی جی بہل گیا

وحشت مین سلسلے کا نہ پابند مین ہا
نالے کی طرح قید سے باہر نکل گیا

اوسنے کیا اشارۂ ابرو جو غیر سے
دل پر ہمارے خنجر بیداد چل گیا

اک آہ سرد سی ہوی ستازہ داغ تن
جھونکا نسیم کا چمنستان مین چل گیا

کہویا دل ایک یوسف ثانی کی عشق مین
صد شکر میری پاس سی گرگ بغل گیا

فصل بہار مین ہوی بیمار تنہا رست
ناصح نہ پیر دماغ کا تیرے خلل گیا

پہچانی دوستون نی نہ مجہ ناتوان کی شکل
چہرہ مریض عشق کا تیرے بدل گیا

بیمار چشم یار کو سب نے دیا جواب
آکر مسیح بہی کف افسوس مل گیا

ہاتہ آیا لالہ رویون کی سودے مین یہ ثمر
داغون سی میر انخل تن زار پہل گیا

کف لایا کیا ہی رندون سی یہ بیکی محتسب
کم ظرف تہوڑی جوش مین آکر ابل گیا

کہتا ہی اے پری ترا دیوانہ ہوشیار
قید خودی سے سو سمجہ کل باہر نکل گیا

دیتی تلخ ہوکر یوسی کی سائل کو گالیان
شیرین لب کی غصّے مین کیا زہر اوگل گیا

پاس ادب سی کعبہ مقصود بیان کر
کوئے صنم مین سجدہ کنان سر کے بہل گیا

وحشت مٹی ہی خنجر ابرو کے وار سے
دل مین ہوا جو درد تو کچھ جی بہل گیا

دانتون مین زلف کو جو دباتی ہو بار بار — کانٹی کا خاک سانپ کا جب سر کچل گیا

۳۵ مرغان باغ بہول گئی اپنی چہچہے — عاشق جو مین چمن ملی ٹپٹا غزل گیا ۱۷

[illegible]

مہر تابان آتش غم کا شرارا ہو گیا — ذرۂ دل سی گنبد گردون غبارا ہو گیا

دل ہے روشن جو حضرت کا نظارا ہو گیا — نور بزم بادشہ آنکھون کا تارا ہو گیا

سو سے دل کو تجلی کا نظارا ہو گیا — طور سینا کا عوض سینہ ہمارا ہو گیا

معجزہ عیسے کا لب سی آشکارا ہو گیا — کر دیا گویا جو گونگے سے اشارا ہو گیا

شب جو میری قبر پر وہ ماہ پارا ہو گیا — سنگ تربت کا مری سنگ ستارا ہو گیا

یار کی خاطر سی کی اغیار سی بھی آشتی — ناگوارا بھی محبت مین گوارا ہو گیا

آئی فصل گل گریبان چاک کر دست جنون — جامہ اپنی صبر کا اب پارہ پارا ہو گیا

وحشیون کا ہجر مین سینہ کلیجہ پھٹ گیا — جامۂ تن دامن دل پارہ پارا ہو گیا

سخت جانی سی مری دانتون پسینا آگیا — دست قاتل مین جو خنجر تھا وہ آرا ہو گیا

منزل دنیا مین اوٹھ سکتی نہ تھی آہ کی — وہ عصا پایا کہ چلنے کا سہارا ہو گیا

چشم نابینا مین نور آیا تمہارے فیض سے — جھانکنے سے دیدۂ روزن ستارا ہو گیا

اسی زمین مہر فلک کا مٹ گیا سارا فروغ — نام کوٹھی کا شہنشہ کی جو تارا ہو گیا

دل ہوا آماج گہ تیر نگاہ ناز کا — بزم مین جب غیر سی تیرا اشارا ہو گیا

سو شگافی کی جو مضمون میان تنگ مین — یار کے موئے کمر سے استعارا ہو گیا

دفتر ایجاد مین اب تیری جانبازونکا نام — طبق ارض و سما کا گوشوارا ہو گیا

نجد کی بھی خاک چھانی مثل مجنون مین نی لیک — کچھ دنون لیلی وشون کا بھی نظارا ہو گیا

۱۷	اوس مسیحا کی لب شیرین کی الفت زہر تھی مرگ کا شربت ہمین عاشق گوارا ہوگیا	۳

تحلیل اسقدر ترا بیمار ہوگیا — بستر کا ایک تار تن زار ہوگیا

پھیر دہان تنگ مین یہ زار ہوگیا — دور فلک مین نقطۂ پرکار ہوگیا

سیل سرشک کرنی گرانی مین کیا کمی — نالہ ستون قصر تن زار ہوگیا

گرمی مین آفتاب سے تپ پا گیا جو رنگ — وہ خط سبز روکش زنگار ہوگیا

آتا ہے لیکے آئنۂ مہر صبح کو — ترک فلک بھی محو رخ یار ہوگیا

دل اوس صنم سے پھیر لیا دیکے نقد جان — یوسف کا اپنے آپ خریدار ہوگیا

بھر آئے خار دشت مین پانو نگار کے — سبزہ بجائے مرہم زنگار ہوگیا

تنگ آ کے قصر تن مین جو تڑپا دل حزین — ہر چاک سینہ رخنۂ دیوار ہوگیا

آئینہ خانہ بنگیا حیرت زدون کا گھر — جوہر کا حلقہ روزن دیوار ہوگیا

دنیا کے دوستون مین نہین ہے وفا کی بو — دل اپنا اک زمانے سے بیزار ہوگیا

حور و پری سے کب ہے دماغ اختلاط کا — خو کردۂ مصاحبت یار ہوگیا

سمجھا اون کا مین نہ اوس گل نے جو کیا عطا — تو کیسے گلے کا مرے ہار ہوگیا

کوسے صنم سے اٹھ نہ سکا گر کے ضعف سے — چھاتی کا سنگ سایۂ دیوار ہوگیا

لکھتا تھا وصف زلف جو آیا خیال رخ — خط شکست سے خط گلزار ہوگیا

چھل چھل گئے پنڈلیون سے لہو اسقدر بہا — بیڑی کا حلقہ دیدۂ خونبار ہوگیا

جسدن سے جبر عشق کیا دل پر اختیار — آسان سب مانی کا دشوار ہوگیا

۱۹	ارزان یہ کر دیا مری یوسف نے نرخ حسن عاشق جو بو الہوس بھی خریدار ہو گیا	۳۷

صفحہ افشان سے مطلا ہے کتابی رو کا
تا بسم اللہ قرآن ہوا ابرو کا

تیرہ تر دن شب یلدا سے بھی ہے فرقت مین
ہے گمان مشعل خورشید پہ اب جگنو کا

سیکڑون پھانسین ہین کس طرح بچے آہوے دل
حلقہ حلقہ جو قدم تک ہے تری گیسو کا

تیغ اک میان مین رہتی ہے کلاہ کج سے
نہیں کھنچتو کبھی دوسرے بھی ابرو کا

تن جو عریان ہے تو کر دامن صحرا ٹکڑے
رحمت ای دست جنون زور دکھا بازو کا

آنکھ کے تل کو ہی دیکھ کے لاکھون وحشی
ماش چشم فسون ساز کی ہے جادو کا

غم کا بادل جو سیہ خانۂ دل پر چھایا
صاف شگون نے مری جلوہ دیا جگنو کا

نظر آتی ہین وہم فکر جہان کے مضمون
دل سکندر ہے تو آئینہ بھی ہے زانو کا

چشم وحشی کو جو آئینے مین دیکھا اوسنے
سامنا ہو گیا اک آہو سے اک آہو کا

اٹھے گیسوے پر پیچ سے بچ جائے جو دل
زہر اوس ابروِ خمدار مین ہے بچھو کا

وصل کی شب ہے ملو کپڑون مین تم عطر سمن
رخ جو مصحف ہے تو آئینہ بھی ہے زانو کا

بینی یار سے سب بھول گئے خوبینی
ناک مین آگیا دم آج گل شبو کا

نامۂ شوق نے دکھلائی یہ تالیف قلوب
خط ہمارا ہوا تعویذ ترے بازو کا

حسرت زخم دگر مین نہ تڑپا بسمل
بند بند ہو گیا کشتۂ ابرو کا

قید سے قتل دل زار بہت تھا آسان
تیر مژگان سے بچا زلف مین پھنس کر چوکا

اوسکے دانتون کے تصور مین یہ آنکھین ابر
دانۂ الماس کا ہے قطرہ مرے آنسو کا

شرم سی روئی جو نہیں وا کو وہ سر گوشۂ وصل
در شہوار سے پر کاسہ ہوا زانو کا

نامہ کرتا ہون جو اوس سرو روان کو تحریر
ہر صریر قلم اک غلغلہ ہے کوکو کا

۳۸	چاند سے داغ چمکتے ہین دل عاشق ہین کبک کی طرح سے ہے وارفتہ کسی مہرو کا	۹

رخ مین عالم ہی چراغ طور کی تنویر کا
آفتاب حشر گردہ ہی تری تصویر کا

ساکنان عرش تھراتی ہین میری آہ سی
ہو چکا ہی نشتر طائر تک شکار اس تیر کا

ایک دوری مین ہزارون کو ملایا خاک مین
کیا بگاڑا تھا جوان مردون نی چرخ پیر کا

ہی خدا سی یہ دعا شوق شہادت مین صنم
سیر از تار گلو ڈورا ہوا اوس شمشیر کا

اے کمان ابرو نگہ تیری ہوئی سینی کی پار
طائر دل ہو گیا طعمہ عقاب تیر کا

تمنی خود الزام اوٹھایا جب گا تمسی کیا
مین تو اے معجز بیان قائل ہون اس تقریر کا

جائیگی جان آج کل مین جو یہ ہین بیمار ہا
اور ہون مہمان دو دن خانۂ زنجیر کا

اس سی آنکھون مین مری عظمت گناہونکی بہت
تیری رحمت سی ہی رتبہ منفعل تقصیر کا

۳۹	بسکہ میری دل مین ہی جوش صفا مین ان دنون اس مین ہین اور عاشق قصد ہی تحریر کا	۱۶

جو مصور کھینچ لے نقشا مری تقریر کا
جوش خجلت رنگ اوڑا دی یا بلبل تصویر کا

اور پردی سی ہوئی دونی تجلی حسن کی
تو نقاب روئی بت شیشہ بنی تصویر کا

ہو لطافت سی مرکب تیر سے نامی کی لپیٹ
حال اے کاتب صفا کھلتا نہین تحریر کا

ناتوانی دشت مین اوٹھنی نہین دیتی ہی پاون
گھانس جو بیٹھی تو عالم ہو گیا زنجیر کا

جو مسافر تیری کوچہ مین گیا مارا پڑا | راہزن ہونے لگا نقش قدم رہگیر کا
باعث سودا کسی کی کاکل پیچان نہین | تھا نہین آباد کرنا خانۂ زنجیر کا
قتل کرنے سے مری قاتل لہو روتی ہے تیغ | چشم خون افشان بنا جوہر تری شمشیر کا
دیکھکر صورت شب ہجر انکی رنگ ایسا اوڑا | مٹ گیا جو کچھ کہ لکھا تھا مری تقدیر کا
تیغ ابرو کے لیے سو ہو گئے جو سر کی جا | بال سے رتبہ بڑھا قاتل تری شمشیر کا
شعلے آنکھون سے نکلتے ہین تپ ہجران سے | ہو گیا عالم مری پلکون مین آتش گیر کا
ظالمون کی جھک کی ملتی ہین سراسر دغا | کاٹ ہوا اوتنا سوا جتنا ہے خم شمشیر کا
اس تن خاکی سے رونق کھوئی جوش اشک نے | رنگ اوڑ جاتا ہے باران سے گلی تصویر کا
باغ مین مجھہ ناتوان وحشی کا کیونکر دل لگے | موج بوی گل سے ہوتا ہے گمان زنجیر کا
اب کہان صحبتین رنگین اداؤن سے ہین | قسمت برگشتہ نے اولٹا ورق تصویر کا
اسلیے قرب کمان سے بھاگتا ہے دور تیر | ربط کب ہوتا ہے عالم مین جوان و پیر کا

۹

ناتوان وحشی سمجھ کر قید سے چھوڑا تو کیا
بیڑیون کی جا ہوا عاشق نشان زنجیر کا

۱۰

خط دیکے مجھ مریض کی گھر کا پتا دیا | قاصد کو اوس صنم نے مسیحا بنا دیا
سرخی نے لعل یار کی لاکھا جما دیا | عکس مژہ نے آنکھون مین سرمہ لگا دیا
جھولے مین ساتھ غیر کی تم نے چڑھائی پینگ | نالون نے میرے عرش معلا ہلا دیا
ہم زندہ زیر خاک ہین بستر کی گرد سے | سوز کمر کی یاد نے ایسا گھلا دیا
اشکون مین آتا ہے دل افسردہ لخت لخت | اس سیل نے اوکھیڑ کے مردہ بہا دیا

بجلی گرائی خرمن انجم پر آپ نے
شب کو جو پردۂ رخ تاباں ہٹا دیا

رونے سے نکلا اس دل افسردہ کا غبار
سیلاب چشم تر نے کنول سا کھلا دیا

ہیرا کھلایا فرقت دندان یار نے
اس زہر نے کلیجے کو ٹکڑے اڑا دیا

خود رفتگی سے ہمکو ملا اتحاد یار
دیوانگی نے پردۂ غفلت اوٹھا دیا

۱۴	باران کے زور شور سے عاشق یہ گھر گرا اشکوں نے میرا قصر تن زار ڈھا دیا	۱۵

اونکا بچپن کم ہوا تو اپنا سودا بڑھ گیا
طوق ادھر پہنا ادھر سنت کا گنڈا بڑھ گیا

گھٹ گیا زور اپنا زور ایسا جنوں کا بڑھ گیا
پاؤں سے جا جسقدر زنجیر کا حلقا بڑھ گیا

عاج کی شانے سے نکلے دانت مار زلف کے
آرسی دیکھی غرور حسن دونا بڑھ گیا

دشت گردی سے ترقی پر ہوا طوفان اشک
پھوٹے چھالے پاؤں کے سوتوں سے دریا بڑھ گیا

ایسا لٹکا کان کا بیتا کہ اوچھا پاؤں میں
آتش رخسار سے سونے کا بالا بڑھ گیا

دل نہ ٹوٹا بیوفائی پر وہ ہیں ثابت قدم
تمنے جتنی کی کشش الفت کا رشتا بڑھ گیا

وصل کی شب مہمان تھے ہم سرائے دہر میں
صبح ہوتے ہی چراغ زیست اپنا بڑھ گیا

کمائی عسرت میں فراغت ہوتے ہی پہنچی اجل
نعمتیں جب آئیں دسترخوان اپنا بڑھ گیا

ہوں وہ مجنوں ناتوانی سے قدم اوٹھتا نتھا
دشت گردی کی جو کثرت کی دم اپنا بڑھ گیا

عید کو اکلی نہ دیکھا اوسکے ابرو کا ہلال
سال بھر سے بھی زیادہ یہ مہینا بڑھ گیا

ایڑیوں تک آ پہنچی کنگھی سے تری چوٹی کی بال
جنتری میں جس طرح جو تار کھینچا بڑھ گیا

ہم نشیں کو آنکھ پر غفلت کی پردے پڑ گئے
مر گئے ہم تعزیت خانہ بھی اپنا بڑھ گیا

وحشت گردی سی جلش خارون کی وحشت مین ہی
بنگیا پاپوش پا اتنا پہپہولا اڑ گیا

آنکہہ سے قطرہ نہ ٹپکا موج زن ہی بحر اشک
کیچہ گہٹا پانی نہ دریا کا نہ کوزا اڑ گیا

۴۲

رہ گئی محفل مین کتنی رہ گئی در پر بہت
پہونچا اوس تک جبکا اے عاشق نصیبا بڑہ گیا

۷

بخت وارون کا اثر جراح تہوڑا اڑ گیا
فصد سی سودا بڑہا مرہم سی پہوڑا اٹہ گیا

شعلۂ آواز نے دکہلا یا گانے مین اثر
بنگیا زنجیر گرمی سے یہ توڑا اڑ گیا

زہر اب کہا کر مرینگے قتل لاکہون ہو چکی
سبز جوڑا اوسنی پہنا سرخ جوڑا اڑ گیا

نیش عقرب نیش بیٹہے کا شب ہجران بنا
صبح تک پہوڑی سی سو حصی دو وڑا اٹہ گیا

فصل گل کی جاتی جاتے عمر آخر ہو گئی
توسن باد بہاری سے یہ گہوڑا اڑ گیا

بیچ ہی یوسف سی گران قیمت کوئی یوسف نہین
دیکہی نقد جان خریدا مول تہوڑا اٹہ گیا

۴۳

عشق سی عاشق اجاری جب لیا ملک جنون
داغ پرنا سور عامل پر کڑوڑا اڑ گیا

۲۳

کیا بخت پیرہن ہی اوس یار گلبدن کا
حسرت ہی میری دل کو تکمہ ہو پیرہن کا

باد بہار رخ ہی ہر دم نفس دہن کا
[illegible] ہوا اس چمن کو پانی چہہ ذقن کا

زیور کی دہن نہ مائل آرائش بدن کا
بل خوب صورتی کا غمزہ ہی بانکپن کا

برق نگہ ٹہہرتے دیکہی نہ ایک جا پر
شوخی مین چتونون کی انداز ہی ہرن کا

جینے سے تنگ تہا یہ منزل گہ جہان مین
آئی جو موت سمجہا قاصد ملا وطن کا

ہوتا ہی دل پریشان غنچے ہین داغ تن کے
افسوس ہی او جہڑنا پہولی ہوی چمن کا

فریاد دی اوڑا دی باغ جہان کی رونق
تپتا ہوا ہی دم مین ہر پھول اس چمن کا

صندوق شہر مین ہی سوز جگر سے مرقد
ہی شمع کا فتیلہ جو تار ہے کفن کا

سر جھک گیا قدم پر اللہ ری ناتوانی
اوٹھتی نہین جو گردن ہی بوجھ لاکھ من کا

سہکا ہی باغ عالم گلگشت گلرخان سی
دیتا ہی پھول کی بو تپتا بھی اس چمن کا

عریان تنی ازل سی ہی سرنوشت انسان
دو روز جسم خاکی مہمان ہے پیرہن کا

برسون رہا ہون گریان ہی فصد خون تک
آنکھون سے بہ گیا ہے سارا لہو بدن کا

اب باغ زخم تن سے اوڑتا ہی طائر جان
نالہ ہی دمبدم کا کھٹکا مرے چمن کا

کیا جانے کس طرح کی صدمی اوٹہا رہا ہون
رہ رہ کی ٹوٹتا ہے کیون بند بند تن کا

مثل درخت سوکھی اعضا مری خزان مین
صدمہ ہوا یہ دل کو بربادی چمن کا

یہ چرخ نے دبایا مانگا جو رزق مین نے
آٹا ہوا ہی پیس کر ہر استخوان بدن کا

اے آسمان کہان تک اپنی آدشت غربت
خوگر ہے جسم اپنا آسایش وطن کا

جنگل مین بعد مجنون جھنڈی گڑی ہماری
ہر خار پر پھرا اٹکا ہے پیرہن کا

مصروف رہا ہمائل ہر وقت زندگی مین
ہی قبر مین بھروسا لکھی ہوے کفن کا

دین بت کی لاکہ قسمین ہاتی نہ ایک او
اللہ ری تکبر اوس طفل برہمن کا

کی ترک لاکہ الفت جاتی نہین لقا
برسون کی لاغری بھی کنبٹہ اہوا بدن کا

دیکھین جو ہیر سے منہ پر وہ آنسو بہار
پتلی پہ جھک کی پلکین گھونگھٹ بنی دامن کا

۱۵	عاشق حواس سب ہین وقت نفس شماری فریاد کو پہونچنا ہے کام پنجتن کا	۴۴

قد سرو سے ہے چمن کا منہ پھول یاسمن کا
تل مشک ہے ختن کا لب لعل ہے یمن کا

تکیہ بنا کے بازو لیٹے جو رکھ کے گیسو
دیتا ہے مشک کی بو جو رنگ ہے نور تن کا

وہ جان جان جدا ہے دل مردہ سا پڑا ہے
تابوت بن گیا ہے سب استخوان تن کا

شمشیر تیز ابرو ترچھی نظر ہے جادو
کالی بلا ہے گیسو اس ترک تیغ زن کا

ابرو کے پاس گیسو گیسو قریب ابرو
ابرو ہے شاخ آہو وہ پھاند ہے ہرن کا

ہر سون کا کیون ہے سامان جہان مین مہمان
کتنا غنی ہو انسان محتاج ہے کفن کا

مر جائینگے سفر مین پہنچینگے خاک گھر مین
ضعف آ گیا نظر مین بھولے پتا وطن کا

پتلی کا ہے تماشا بگڑے گا دم مین نقشہ
گیا روح کا سہارا گیا آسرا بدن کا

دل جسم سے جدا ہے اور لطف مین بسا ہے
سنسان یہ سرا ہے غم ہے بنائے تن کا

ہے جسم سست بنیان دل ہے بہت پشیمان
دو دن ہے روح مہمان پھر کوچ ہے وطن کا

قاتل فقط وہ کیا ہے ہر عضو اک بلا ہے
بھونچال ہے ہوا ہے بدنام ہے چلن کا

مرد جوان ہے جاہل دولت پہ ہے جو مائل
ایمان ہے مہر غافل دنیا ہے پیرزن کا

حافظ اگر خدا ہے بندے کو خوف کیا ہے
خالق وہ روح کا ہے صانع ہے وہ بدن کا

بندش بھی دلکش مضمون بھی ہے بدیل
شہرون مین آج کل ہے شہرہ مرے سخن کا

۴۹	تا صبح کا سہی بہانہ ہوتا ہون خود روانہ عاشق مرا فسانہ قصہ ہے تل دہن کا	۴۵

زلف کا خم ابروون کا بل گیا
لاکھ تنیے آپ جوبن ڈھل گیا

بد مزاجی سے تری سب چل بسے
آج جو جانے کو سمجھا وہ کل گیا

تا سحر تھا شب سے اونکا انتظار — صبح کیسی اب تو دن بھی ڈھل گیا
زندگی کل تک ہو کس امید پر — آج کا وعدہ بھی دیکھو ٹل گیا
جب گیا پہلے وہ یار جنگ جو — اسپ تیغ اوسپر تمنچہ چل گیا
سرکشون کا سر جھکایا تیغ نے — جو عدم پہونچا وہ سر کے بل گیا
راستی پر اب مزاج یار ہے — گیسوؤن کا ابروؤن کا بل گیا
شمع باندھا قامت دلدار کو — غنچہ پیری گرہیون سے جل گیا
داغ دل سے زلف کا سودا بنا — سایۂ داغ جنون بھی چل گیا
یاد مجھکو آسے کیا شام شباب — دن ضعیفی کا بھی اب تو ڈھل گیا
قبر انسان سے ہے در شہر عدم — جو سوار آیا یہان پیدل گیا
بعد میرے اوٹھ گئی ساری حیا — رو کے کیا آنکھون کا پانی ڈھل گیا
غیر نے باتون مین پھیرا یار کو — پیچھے کر بیٹھے وہ فقرا چل گیا
جب پھرے گرد آتش رخسار کے — جسم پروانے کی صورت جل گیا
گل کھلایا تو نے کیا باد بہار — نخل تن داغ جنون سے پھل گیا
ہونٹھ دانتون مین دبایا یار نے — دل مرا دکھتا کلیجا تل گیا
اوسنے ضد سے پھینکدی لوح مزار — میرے سینے سے یہ پتھر ٹل گیا
غیر کو اکثر ڈرایا یار نے — مجھکو جب تاکا تمنچہ چل گیا
آج جس بیمار کی ہے جستجو — راہی ملک عدم تھا کل گیا
زلف کو شانے نے سیدھا کردیا — بیچ مین کون آئیگا وہ بل گیا

چشم تر سے یون رہے ہم بحر مین
طفل اشک چشم آخر پل گیا

چشم گریان زلف کے غم مین گئی
اژدہے کی فکر مین باول گیا

تھا ہمیشہ بات کا تمکو نباہ
حکم میرے قتل کا کیون ٹل گیا

بانگ سیدھی کبھی ہوتی نہ تھی
اب تو تیوری کا بھی دیکھو بل گیا

جسنے دیکھا پاؤن کا میرے ورم
ہاتھ میرے حال پر وہ مل گیا

جب چھری پائی نہ پایا مجکو سات
وقت غصے کا تمہارے ٹل گیا

حسرت روز افزون گیا لیجے خبر
آفتاب نوجوانی ڈھل گیا

تیغ ابرو کا تو بوسہ دیجئے
قتل کیجے وار اپنا چل گیا

۴۶

اب ہے عاشق رہرو راہ عدم
آج یا راہی ہوا یا گل گیا

۳۰

بیڑیون کو سوز غم نے دم مین پانی کر دیا
میری نالون نے مجھے داؤد ثانی کر دیا

آہ نے یون گل چراغ زندگانی کر دیا
جان کو دم مین ہوا ایکر کو فانی کر دیا

عمر کھو کر حسرت دیدار مین پچھتائے ہم
داغ عشق یار کو داغ جوانی کر دیا

زلف کو ہمنے کبھی اژدر کبھی عقرب کہا
آفت ارضی بلائے آسمانی کر دیا

کھول کر آغوش لپٹے خوب سا میرے گلے
آپ نے وا آج باب مہربانی کر دیا

موت کا کھٹکا نہین جب تک امید وصل ہے
داغ حسرت کو چراغ زندگانی کر دیا

نیند آنے کے لیے سنتی ہو میرا حال تم
زار نالی کو مری تمنے کہانی کر دیا

سنکے میرے حال کو اوس بت کے آنسو گر پڑے
درد کی تقریر نے پتھر کو پانی کر دیا

منہ پہ منہ بیمار کر کھلکھلا ہنسا وہ لالہ رو
زرد رخساری کو میری زعفرانی کر دیا

حسرت عمر گذشتہ مین ہوے ہین ناتوان
تونے ہمکو پیراسے باد جوانی کر دیا

وہ عیادت کو کھڑی ہین آنکہ کھل سکتی نہین
خاک سارا ہو صبا اے ناتوانی کر دیا

خواہش دیدار روے یار مین ہم مر گئے
اس ہوا نے گل چراغ زندگانی کر دیا

سب جماعت عاشقون کی آج قربانی ہوئی
تمنے خطبہ عید کا شمشیر خوانی کر دیا

دل مین میرے جوش ہے خاموش رہ اے ہمنشین
مر گیا مین تونے کیون ذکر جوانی کر دیا

کم سنی کا یار کی غفلت مین لازم تھا لحاظ
تونے بیخود اے شراب نوجوانی کر دیا

دیکھکر تمنے نگاہ ناز سے مردے جلاے
تیغ کی پانی تو آب زندگانی کر دیا

جو گیا ملک عدم مین وہ تو نالان رہا
مجکو قسمت نے دراے کاروانی کر دیا

عکس جام چشم ساقی نے بدل دی ہے نقاب
پارچہ آب روان کا جامدانی کر دیا

نامہ کیا لکھتا مرا محبوب ہے نازک مزاج
مثل مصحف خط کو پیغام زبانی کر دیا

۴۷

کھینچتا ہون روز عاشق فکر سے تصویر یار
عشق نے طبع رسا کو میری مانی کر دیا

۲۳

بے بادہ یار باغ مین مست سرور تھا
ہر پھول دست شاخ پہ جام بلور تھا

دیکھا تو وجہ روشنی دل قصور تھا
نقطہ سواد مردمک چشم حور تھا

دل مین کبھی نہ کبر نہ سر مین غرور تھا
افتادگی کی راہ سے مین بے قصور تھا

آنکھون مین میری جلوۂ روے حضور تھا
ہر سنگ راہ ضعف مین اک کوہ طور تھا

آئی جو سنگ حادثۂ دہر سے شکست
پہلے بناے خانۂ تن مین قصور تھا

طوفان اشک چشم کا ہی مختصر یہ حال | ہین نوح وقت تھا تو یہ آب تنور تھا
کیا جلد خسروان جہان کے نشان مٹے | ہر قصر مثل سایۂ بال طیور تھا
وحشت جو لے گئی تھی مجھے کوہسار مین | ہمراہ کوہکن تھا مگر دور دور تھا
ٹھہرا نہ باغ دہر مین کھٹکے سی سوت کے | ہر مو کی جسم صورت بال طیور تھا
ہے بت کدے مین بندۂ شاکر لقب مرا | کعبے مین تھا خلیل جو عبد شکور تھا
دکھلائین ان بتون نے بہت دینیا زیان | میرے خدا سے کون زیادہ غیور تھا
عاصی ثواب کار کو یکسان کفن ملا | طاعت کی طرح قابل خلعت قصور تھا
ہوتا غنا حرام نہ کیون شرع خاص مین | مصحف مین نسخ حکم کتاب زبور تھا
دیکھا تو غرق خون ہی خجالت سے ہی صنم | داغ جگر مین مہر قیامت کا نور تھا
رولتی ہین استخوان سر دست خاک مین | جو دست ظلم تھا جو سر پر غرور تھا
مجکو قدم قدم پہ تجلی نظر پڑی | ہر سنگ رہ مین مرتبۂ کوہ طور تھا
مسکن سبا تھا غیرت بلقیس تھا حبیب | کیا لطف شہر طیب و رب غفور تھا
گو سلطنت ملی مگر افسردگی رہی | سر اسر پہ تختۂ چوب قبور تھا
محتاج ہم جلوس کی ہوتی نہ بعد مرگ | مردے کے ساتھ قبر تک آنا ضرور تھا
آیا کبھی نہ برہمنون مین وقار بت | بندون مین یہ صفات خدا کا ظہور تھا
تھا مغفرت کا لطف گناہ شباب مین | مانند جرم رحمت حق کا وفور تھا
بیعت کرینگے موسی عمران حضور سے | پہلے سے اسلیے ید بیضا مین نور تھا

ہوتا جو انفعال گنہ قرب کا سبب

٤٨	عاشق یہ کیا کریم کے نزدیک دور تھا	٢٥

موسے کو یعنی ہین جو سر طور تک گیا	شوق وصال شمع تجلی چمک گیا
اے قیس ہم کو بھیج صحرا نوردیان	سایہ پڑا ہے راہ مین ہرا وتھک گیا
کیونکہ بیان لطافت پوشاک یار ہو	مخمل کو فرش خواب مین ہمن اٹک گیا
یہ غم ہوا کہ دل پہ مرے داغ پڑ گئے	پہلو سے یار شب کو جو تل بھر سرک گیا
دو بار چار آنکھ جو ساقی سے ہو گئی	دو چار جام ایسے چڑھائی کہ جھپک گیا
دل کو چرا کے آہ سے میری ہوا یہ خوف	طرار زلف کان کے پیچھے دبک گیا
تمنے ملا جو دل کو مرے بڑھ گیا فروغ	دیکھے جلا سے آئینہ کیسا چمک گیا
کاکل کا بوسہ لیکے بیٹھے اضطراب مین	مچھلی کی طرح ہونٹھ مین کانٹا اٹک گیا
پہنا جنہے کفن تو بہت منہ چھپا گئے	جو جیکا آشنا تھا لب گور تک گیا
پہلو بدل بدل کے وہ لیٹے جو وصل مین	بائین طرف سے دہنے طرف دل سرک گیا
اعضا کی لاغری سے نکلنے نہ پائی روح	کانٹون مین اور تار رگ جان اٹک گیا
لطف وصال صبح چمن خوب یاد ہے	آنکھیا مسک گئی کبھی غنچہ چٹک گیا
نکلی لہو کی دھار چھری چل گئی یہان	قاتل نے فصد لی تو مرا دم پھڑک گیا
معشوق چھین لائے بہت جبر و قہر سے	ہم بھی وہین اڑے کہ جہان دل اٹک گیا
کیا ٹوٹتے مٹتے داغ جگر کا ہوا فروغ	بجھتا ہوا چراغ بھڑک کر چمک گیا
افراط شوق دید مین کم ہو گئی نگاہ	جس جام کو بہت سا بھرا وہ چھلک گیا
شاید یہ نسل آدم و حوا ہوے تھے خلق	دنیا سے زال جب سے شباب فلک گیا

اللہ رے شوق قرب فقط دل نہین رہا
ہر استخوان جوڑ سے آگے سرک گیا

اس غم سے لاغری ہے کہ روکا نہ یار کو
دبلا ہوا مین یار جو دامن جھٹک گیا

دعوت مین تم نہ آئی تو لذت نہ کچھ ملی
کھانا گیا شکم مین مگر بے نمک گیا

جس راہ سے طلب ہی چلین گے اوسی ہی ہم
مجنون سڑی تھا راہ طریقت بھٹک گیا

تک عدم کو لیگئی کاندھو نپہ لادکے
گیا رہ نورد منزل ایجاد تھک گیا

آنسو کے بدلے پیپ نکلتی ہے آنکھ سے
پتلی کا دل بتون کی محبت مین پک گیا

رہ رہ گئی جو ٹوٹ کی تلوون مین خار دشت
چبھتا نہین یہ پانون مین کانٹا کھٹک گیا

۲۶	تنہا جو مشورے کو بلایا نہ آئے وہ عاشق مزاج یار مین کچھ اور شک گیا	۴۹

تیز مضمون کرے کیون نہ طبیعت پیدا
وصف کرار سے ہوجاتی ہے جودت پیدا

دیکھ تفسیر تو ہوجاے حقیقت پیدا
کہ ید اللہ کے مضمون سے ہے قدرت پیدا

در مضمون مناقب کو لٹاتا ہون آج
بڑھ کے حاتم سے بھی کی ہین سخاوت پیدا

جو زبان کرتی ہے اوصاف گل عارض شاہ
اوس سے ہوتی ہے کلید در جنت پیدا

قطعہ

جنگ خیبر مین ہوا حکم خدا ناد علی
ہوگئی لشکر اسلام کو قوت پیدا

ساتھ آواز کے موجود ہوے شیر خدا
شاہ کیا آئے ہوئی فتح کی صورت پیدا

بعد خیبر کا مدینے سے ذرا غور کرو
معجزہ تھا جو ہوئی سیر مین سرعت پیدا

گیا آشوب پیمبر کی زبان چھیڑتی ہی
دیکھنی ہوگئی آنکھون مین بصارت پیدا

قطعہ

خضر نے دیکھا جزیرے مین کسیکو تا کم
اور اصابع سے ہوا آب کی قدرت پیدا

وہ علی تھے یہ کسی اور کا اعجاز نہین — قبل میلاد تھے آثار ولایت پیدا

آج ایثار کرون دل کو تو کچھ دور نہین — نظم اوصاف سے ہے دل مین شرر پیدا

قطعہ

کیا عجب لفظ کی جا روح دہن سے نکلے — ولولہ ہے کہ ہوے شاہ ولایت پیدا

فخر کرتے ہین ملک اور مباہات خدا — مصطفے خوش ہین ہوئی دین کی نصرت پیدا

کیون نہ اقطار جہان مین ہمہ گھیرے — جب علی سا ہو ولی پھر حمایت پیدا

دشمن و دوست مین تیرے جو نہوتی تفریق — کرتا خالق نہ کبھی دوزخ و جنت پیدا

معرفت تیری وہ دولت ہے کہ جسکا ہے یہ فیض — کثرت صرف سے ہوتی نہین قلت پیدا

اسد اللہ نہوتا جو ترا نام اسے شاہ — شیر صحرا مین نہوتی کبھی جرأت پیدا

حق نے ذرات سے اقرار ولایت کا لیا — ضلع آدم سے ہوئی جب کہ یہ خلقت پیدا

بحر کرتا جو نہ اقرار ولایت کا شور — آب شیرین مین نہ ہوتی کبھی لذت پیدا

نام کی تیرے جو پہلے سے نکرتی حرمت — غیر ناطق مین نہوتی کبھی حرمت پیدا

معرفت آپکی جتنی ہے جہادی کے لیے — اوسقدر اوسکی ہے دنیا مین شہرت پیدا

آپکا عرش کے پہلو مین چمکتا تھا نور — ابھی آدم کی نہ طینت تھی نہ صورت پیدا

لکھے کیسے ہین وہ منشور شکست اصنام — نقش پا سے جو کری مُہر نبوت پیدا

کسے ترکے مین ملی قوت ترک گندم — کسنے اجداد مین کی ایسی قناعت پیدا

قتل بیٹون کا گوارا ہو شفاعت کے لیے — ایسی کبھی ہوتی ہے دنیا مین مروت پیدا

۱۳	کثرت کار مین سے قلت فرصت عاشق مدح گوئی کے لیے کیجیے خلوت پیدا	۵۰

دنیا کو انقلاب ہی میری بیان سی کیا
کوس رحیل دہر بجایا فغان سے کیا

جب کر چکے حلال کیا عذر گفتگو
غصہ تو ہے حرام گلا تا زبان سی کیا

توڑا جو ضعف نی تو ہوئی روح بیقرار
آرام ہو مکین کو شکستہ مکان سی کیا

بٹھلا کے بزم غیر مین پوچھو نہ حال کچھ
دانتون مین ہون زبان کی صورت بیان سی کیا

یہ پستی پسند ہی دل کو وہ نازکی
کچھ طول و قصر سرو و گل بوستان سی کیا

بیٹھا ہون راہ گنج شہیدان عشق مین
بخشش ہی میری گرد رہ کاروان سی کیا

سیت پہ میری کہتے ہین وہ ہم بھی مر گئی
دل اوٹھ گیا جہان سی تم اوٹھی جہان سی کیا

قاتل سے پھیر لائے دل بیقرار کو
دیکھو جگر ہمارا کہ لائے کہان سی کیا

بت نی نہ بعد قتل بھی پوچھا گنشت مین
رتبہ خدا کے گھر سے ملی امتحان سی کیا

محمل مین دیکھتی نہین یوسف جمال کو
پردے پڑی ہین گرد رہ کاروان سی کیا

سب ہڈیان جلین تو ہوا داغ کا ظہور
ہی ابتدای سوزش غم استخوان سی کیا

سوز و گداز تھا جو کنہیا کی صوت مین
وہ بانسری بنی تھی مری استخوان سی کیا

۵۱	عاشق عروج خاک ہو میرے کلام مین فلک زمین شعر ہے کم آسمان سے کیا	۳۰

کیون نامہ بر اوس بت کا مری گھر نہین آتا
ناراض خدا سے ہو جو پیمبر نہین آتا

نقطہ دہن یار کا پائین جو پھرین گرد
پرکار کی صورت ہمین چکر نہین آتا

اللہ کی جا دل مین ہی پر شرط ہو اتنی
بے یاد کسی کے کبھی کوئی گھر نہین آتا

ہم مل گئی مٹی مین ہو کے صاف نہ سینے
آئینہ رخ آپ کا باور نہین آتا

کہتے ہو جنازے پہ ترے آئینگے اک روز
کیا کیجے بہانے سے یہ ہمین مر نہین آتا

بوسہ نہ دیا لب کا تو پچتاوگے ای یار
پھر چشمۂ حیوان پہ سکندر نہین آتا

شہباز نگاہ غضب یار بلا ہے
پہونچا کے کبھی نامہ کبوتر نہین آتا

یون آتے ہین غش ضعف مین پھیرے ہی نگہ کے
اونکے جو پھرون گرد تو چکر نہین آتا

کہتے ہو کہ تقریر کو دیتے ہو عبث طول
جو دل مین ہے شمہ بھی زبان پر نہین آتا

کیا وقت ہے ہنستی ہے اجل حال پہ میرے
مرتا ہون مین اور یار کو باور نہین آتا

بل جس سے ذرا سنبل گلشن کا نکل جائے
وہ پیچ تجھے زلف معنبر نہین آتا

بیوجہ کیے قتل کئی نامہ بر اوسنے
اب ہاتھ کبوتر کی جگہ پر نہین آتا

خال لب دلدار سے ہے مجھکو تعجب
سنتے ہین کہ کافر لب کوثر نہین آتا

پیری مین غش آتی ہین مجھے اٹھو بٹھائے
پھرتا ہے فلک ایک بھی چکر نہین آتا

وہ مال ہے تو ہم ہین کرامات سے مغرور
کیا پاس فقیرون کے تونگر نہین آتا

معشوق وفادار زمانے مین ہے نایاب
مین جسکا ہون طالب وہ میسر نہین آتا

روتا ہے دن کو سحر مین گھٹتی نہین قوت
دریا ہے روان آنکھ سے چکر نہین آتا

تاثیر ہے تقریر مین کیا اوبت بے مہر
درد دل مایوس زبان پر نہین آتا

اک روز گھڑی بھر تو سنو دل کی کہانی
رحم اوسکو بھلا دیکھین تو کیونکر نہین آتا

٥٢	عاشق کے جو مرتے تو مناتے ہین شب و روز کہتے ہین کہ قاصد تو کھلے سر نہین آتا	٣٧

نہ کریو دفن تم تو خاک مین مین خود سما جاتا
نہ دیتے غسل تو مین خون مین اپنے نہا جاتا

ہمارے نالۂ سوزان سے اونکا گھر کا کیا جاتا
اگر غیرون سے کوچے مین اگر مین اوسکو پا جاتا
لحد بہتر ہے سو درجے وہان پرسش تو ہوتی ہے
سما جاتا جو میرے دل مین اونکی آنکھ کا نقشا
صفا سے زیست ہے اپنی غبار آتا تو مر جاتے
ہوا اضطراب محشر مین یہ ہمین لگی ہے دل مین
نہ آتا اپنے وعدے پر اگر وہ پردہ پوش اپکے
ہمین یہ منہ رقیبون کا دبانین گالیان بکے
نہ دیکھا اسطرف تمنے رقیبون نے سکھائی ہے
اگر سنتا کسی سے چھپانے کا شوق ہے اونکو
محبت زلف کی بس چھوڑتی ہے جان ہی مین نے
بجز قاتل جو کوئی قتل کرتا سخت جانون کو
ہر اقائل ہو کھاتا جو روانی آب خنجر کی
نہ وہ شیرین نہ مین فرہاد ہون ونکو حیرت
رقیبون مین نہ ہوتی گفتگو نرم اوس بت سے
وہ کہتی ہین سنا کر درد دل شب کو جگا یا ہے
تیرے کوچے سے بھاگا غیر کو بجز کاٹنا اوسکو
نکلتی راہ جو آکیا آزاد شد تو ہو جاتی

غریبون مین کسیکا چھوڑا اپنا شک چلا جاتا
قدم پر گر کے ساری سرگذشت اپنی سنا جاتا
نہ پوچھا تمنے محفل مین بھلا پھر کوئی کیا جاتا
خراش نشتر مژگان سے دل کا آبلا جاتا
یہ بنکر قبر کی مٹی ہمارا جسم کھا جاتا
بتون کی کیا شکایت لیکے مین پیش خدا جاتا
کفن سے منہ لپیٹے قبر مین مین بھی چلا جاتا
جو وہ بوچھار کرتے ایک فقرہ میرا چھپا جاتا
ہماری جان جاتی مفت مین غیرونکا کیا جاتا
نگہ بنکر ابھی مین چشم روزن مین سما جاتا
جو تو بہ لا کہ کرتا سلسلہ کچھ بڑھا جاتا
لہو بھی رنگ بنکے تیغ کو دشمن کی کھا جاتا
لہو گردن سے میری حشر کے دن تک بہا جاتا
اگر مین چھپا نکلتا تو وہ سینے مین سما جاتا
اگر خلوت مین کہتا سخت تیغ ہے لے چڑھا جاتا
کہانی اور کچھ کہتے تو سنکو خواب آ جاتا
سے پاداش تھی جو وہ کرتے مین اوسکو پا جاتا
یہان تک وہ بار ہا آتے وہان مین بار ہا جاتا

عدم کی رہ میں تن کا ساتھ چھوٹا روح نے تو کیا
گھڑی بھر کو لیے آئی جان عدم سے جو آجاتی
لگا تو لاکھ منہ غیروں کو جو حق ہے وہ کہہ دیتے
ہماری قبر پہ سامان غربت میں کبھی ہو جاتے
ملا تیر اشک چشم تر جب سے سیاہی میں
پتا اونکا کہیں پایا نہ پائی پانو میں طاقت
بہت سمجھا کے محبوبوں سے میں اوٹھ کر گیا رو کر
فرشتے سے پری سے حور سے بہتر تو خوش گل
لٹا دیتے فقیروں کو اگر تم حسن کی دولت
نکلتے تو صحبت خط سے جو ہم تعریف بالوں کی
رقیب روسیہ کی بات کیوں تم نے اوٹھائی ہے
کیا سینہ فگار میں نے آخر چار نالوں میں
گھر وندا دہر کا نقش و نگار یک سے بہتر ہے
سنا ہے جھوٹ شکوے عاشق صادق کے ہوتے ہیں
مرے نالوں سے کچھ تو کارواں کی بھیڑ بڑھ جاتی
بدن سے سر اوتر وا کر چل جا شہیدوں میں
نہ تھا کچھ کام دنیا سے نہ کچھ حاصل تھا عقبے سے

اکیلا میں چلا جاتا جو کوئی قافلا جاتا
تمہاری بات رہ جاتی مرے دل کا گلا جاتا
بہت ہم ضبط کرتے پر نہ آئی پر رہا جاتا
جو شب کو چاندنی بجھتی تو دن کو ابر چھا جاتا
اگر میں نامہ بھی لکھتا تو خط کاغذ کو کہا جاتا
تجسس عمر بھر کرتے اگر ہم سے چلا جاتا
مری قسمت میں جو لکھا تھا کیا کوئی مٹا جاتا
زمیں سنہد میں خاک اور آنکھوں میں سما جاتا
ہر اک قارون بنکر دہر سے تحت ثری جاتا
حسد سے افعی گیسوی جاناں زہر کھا جاتا
اکیلے میں جو ملتا شیشہ کیا [illegible] کہا جاتا
چڑھا آتا تھا سر پر اس سے میں تک دبا جاتا
کوئی ایسا نہ آیا جو گرا جاتا اوٹھا جاتا
زباں سے کچھ نکل جاتا نہ جب ہم سے سنا جاتا
لحد کی سوتی چونک اوٹھتے جہاں شور درا جاتا
ہماری قبر پر جو کوئی آتا کچھ چڑھا جاتا
یہاں محو فنا آتا وہاں محو لقا جاتا

۵۳	ہوئی کل تعزیہ خوانی گھر میں اوٹھا شور

جو کوئی رحم دل ہوتا تو محفل میں بسا جاتا	۴۳

دل مجنوں مرا عاشق ہے کس لیلی شمائل کا
تجسس ہے اسی قرآن کی منزل میں محمل کا

نظر آیا جو عالم حسرت دیدار بسمل کا
دوبارہ قتل کرنے کو نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا

یہ وہ در ہے کہ لب ہلتے نہیں دیکھا ہے سائل کا
شکستوں پر صدا دیتا نہیں کاسہ میاں دل کا

غلاف خنجر قاتل سیہ جا حال پر میرے
ہوا جو سر میں بیتابی سے نقشہ رقص بسمل کا

گذر چاہ زنخداں میں نہیں ہے میرے فرشتوں کو
بھلا کیونکر کہوں نقشا ہے اس میں چاہ بابل کا

کہوں کیونکر نہیں دیکھا ہے تجھسا میں نے عالم میں
کہ ہے آئینہ دل میں حسیں تیرے مقابل کا

سنا ہے فرقت حوا میں یہ سو برس ابو البشر روئے
ملا تھا جسم آدم میں مگر ریزہ مری گل کا

دکھایا چرخ نے بربادی بلبل کا یہ صدمہ
کہ غنچہ بن گیا سوکھے سے منقار عنادل کا

ہوا میری وفا کا بعد مردن اسقدر شہرہ
گلے میں اپنے ہیں معشوق سب گنٹھا مری گل کا

وہ گریاں ہوں اگر خاک شفا میں خاک مل جائے
ابھی آنسو نہ تسبیح میں دانہ مری گل کا

لحد میں ہو گیا سوز دروں سے خاک میں گریاں
لگا دھبا فرشتوں کو بھی دامن میں مری گل کا

عبث کاٹی ہیں ضد سے باغباں پہ اسکے گلچیں نے
نہ دیکھا کوئی شاکی باغ میں شور عنادل کا

اگر سامع بھی ہو تو گوش گل کر آپ ہو جائے
کہ اوٹھتا نازکی سے بار کیا شور عنادل کا

اندھیرا گھر میں میرے قبر سے کچھ کم نہیں ہوتا
وطن میں بیٹھے بیٹھے کھل گیا سب حال منزل کا

ملا آرام مرقد میں تو غفلت ہو گئی دونی
چلا جو چار سو کے کاندھے تھکا وا کیا ہو منزل کا

عدم سے آنے والوں میں جو تو ہوتا تو ہم سنتے
مجھے واعظ بتا دے حال کیا ہے پہلی منزل کا

غریبوں کی ضعیفوں کی وہاں قبریں ہیں لاکھوں ان
ملا آرام تکیہ بن گیا سے کو ہی قاتل کا

فقط دیکھے سے ناقے کے ہوا تھا قیس دیوانہ
حریم پردۂ چشم پری تھا پردہ محمل کا

ہوئی پژمردہ گل جب سے ہوئی قید قفس بلبل / گئی رونق چمن کی یہ ہوا صدمہ عنادل کا
خدا جانے کہ جل کر مر گئی فصل خزانی میں / نہ پایا باغ میں گلچین نے اک پر بھی عنادل کا
تصدق ہوتی ہیں جو لوگ اوسکی شمع قامت پر / نظر آتا ہے فانوس خیالی رنگ محفل کا
ہوئی بے خاست اہل بزم مست حسن جو شب کو / شرابی بنکے گھر جانے لگا ہر شخص محفل کا
نہیں آنکھوں پہ ابرو بلکہ دو پنبہ پہ کتا ہے / عجب مضمون تازہ ہے لکھا ہے شعر کامل کا
یہی آنکھیں ہیں جس سے موج زن تھا نوح کا طوفان / وہ ایسی خشک ہیں دھوکا ہوا دریا پہ ساحل کا
تصور ہے جو بوسے کا زبان کچھ اینٹھ جاتی ہے / تمہارا خط ہے میرے واسطے کانٹا ہلاہل کا
اوٹھائی داغ شوق قتل میں اس رنج سینے پر / گریبان میں ہمارے رنگ ہے داماں قاتل کا
ہمیشہ زندگی میں تاکتے تھے خوب رویوں کو / ہوئے جب خاک ہم تودہ بنے خود تیر قاتل کا
ہوا ہوں قیدی رشک سے میں تیری محفل میں / بنا ہے مجمع دیوانگان حلقہ سلاسل کا
اگر میں قید سے چھٹتا بھی ہوں پھر قید ہوتا ہوں / سوا ہوتا ہے میرے ہجر میں نالہ سلاسل کا
تن زخمی کو غم ہے اشک کا پانی چرانے کی / بدل جائیگا فوارے سے پنجہ راسری گل کا
یہی سمجھا بگولا خاک کا جب دشت میں دیکھا / مسافر کو نظر آنے لگا مینار منزل کا
پھنسکر زلف میں یہ دل نہ کیونکر ٹھوکریں کھائے / مسافر کو نہایت قہر ہے اندھیر منزل کا
عدم کے جانے والے قبر میں رہتے ہیں شب تک / بہت دلچسپ ہے شاید تماشا پہلی منزل کا

۵۴ — دیگر — ۲۳

عشق قد و عارض گل رنگ جانان چھٹ گیا / شمع سے پروانہ بلبل سے گلستان چھٹ گیا
اسلئے جب قید کو ربط تن و جان چھٹ گیا / کنج مرقد میں چھپے بسمل بیابان چھٹ گیا

مردہ دل ہوں اوڑ گئی سر سے مرے ہوش و حواس
طائروں سے گنبد گور غریبان چھٹ گیا

اشک حسرت سے گریبان کفن بھیگا نہیں
قبر میں دامان دل سے داغ عصیان چھٹ گیا

ناتوانی سے مرا دست جنون بیکار ہے
ہاتھ سے سو مرتبہ تار گریبان چھٹ گیا

زلف اوس حور کی دشمن ہے دل پر داغ کی
سو رہے وہ ربط مار باغ رضوان چھٹ گیا

بہ گیا بیداغ دل طوفان آب اشک میں
دیکھیے بیڑا ہمارا بے چراغان چھٹ گیا

دل نکل آیا گریبان کفن سے بعد مرگ
روح کی مانند یہ محبوس زندان چھٹ گیا

راہ نکلی میرے دہوکے سے جو روکا غیر کو
ہر طرف دربان ہو سارے نگہبان چھٹ گیا

ناتوانی سے قدم تکلیف گردش سے بچے
پھر جفا سے دست وحشت سے گریبان چھٹ گیا

تیر تودہ سے پہ لگا پا مین نمکدان ہو گیا
زنگ میرے دل میں آیا زنگ پیکان چھٹ گیا

سر کے نکلی خانۂ زنجیر سے ثابت قدم
کوہکن سے کوہ مجنون سے بیابان چھٹ گیا

پنجۂ نرگس کا مضمون فکر سے جاتا رہا
غوطہ زن کی ہاتھ سے یہ نخل مرجان چھٹ گیا

لیکے بوسہ کیا رقیب روسیہ رسوا ہوا
منہ میں کالک لگ گئی جب خال جانان چھٹ گیا

یاد آتا ہے لپٹ جانا گلے محبوب کے
نخل قد یار سے کیا عشق پیچان چھٹ گیا

خون کی قطرے جو ٹپکی سرخ آنکھیں ہو گئیں
لعل لب کی غم میں لعلوں سے بدخشان چھٹ گیا

رنج سے جب پھسلی قدم پر یار کے پہونچی نگاہ
تشنۂ دیدار سے چاہ زنخدان چھٹ گیا

دم جو نکلا خانۂ تن سے مرا سودا گیا
اہرمن کی قید سے آخر سلیمان چھٹ گیا

دل جو توڑا آپ نے مجھ پر ہوا بھر حسن سوار
لوگ سمجھے شیشۂ دست پری خوان چھٹ گیا

خط زیر لب کا جب سودا گیا ہم مر گئے
زہر کھایا سمجھے خضر آب حیوان چھٹ گیا

گورا گورا چاند سا رخسار جسکا یار کا ۔ زلف جب کی گھن سے ماہ تابان چھٹ گیا
جب اوٹھایا دام گیسو ہاتھ نازک چھل گئے ۔ طائر رنگ حنای دست جانان چھٹ گیا

۵۵ ۔ میری غربت دیکھکر عاشق کسی گھر یا دہی
آہوون سے دشت شیرون سے نیستان چھٹ گیا ۔ ۱۷

آپ کا ظلم سہت صبر ذرا سا اپنا ۔ آپ ہم بانٹ لین حصہ یونہین اپنا اپنا
بیٹھ جاتی ہے مری قبر بنائین سو بار ۔ کھوئے رہتا ہون مین آغوش تمنا اپنا
خنجر یار سے مقتل مین ہوے پہلے شہید ۔ لڑ گیا یار کے ابرو سے نصیبا اپنا
شوق تنہائی کا ایسا ہے مری دلبر کو ۔ کبھی آئینے مین دیکھا نہین چہرا اپنا
نہ رہی تن کی عناصر مین مری روح کبھی ۔ نہ اوٹھا چار کے کاندھے پہ جنازا اپنا
ظلم کرتے ہین یہ بیچون خدا کی قدرت ۔ کیا خدائی کو یہ بت سمجھے ہین بندا اپنا
تیغ ابرو سے کیا قتل تو فرماتے ہین ۔ اپنی تلوار سے اب تک نہین قبضا اپنا
عکس آئینے مین دیکھا تو ہوئی لن تقیض ۔ آپ کی شکل سے پہونچا یہ نتیجا اپنا
بے خطر کوچۂ قاتل کی طرف جاتا ہون ۔ خوف سر کا ہے مجھے آج نہ دھڑکا اپنا
منہ دم سرد کو کھولا تو گئے صبر و قرار ۔ راہ پاکر لیا ہر ایک نے رستا اپنا
زلف کو ہاتھ سے لی دیکے یہ فرماتی ہین ۔ طائر روح کے پڑ جاتا ہے پھندا اپنا
یہ سبب تن پہ مرے داغ اوبھر آئے ہین ۔ کسکا سودا ہے جو یون اوٹھتا ہے پیسا اپنا
حال کہتا ہون سواری مین تو فرماتی ہین ۔ کیسے اب جائے کہین ورنہ یہ کھٹکا اپنا
ہاے حشمت ہوا آباد مرے سودے سی ۔ ہے زر داغ پہ ان روزون مین سکا اپنا

ہاتھ تلوار کا مجھ پر جو لگایا پہلے
پاؤن مین ملکی حنا پھرتی ہین کیون کچھ چین

ہاتھ بھر بڑھ گیا اسے جان کلیجا اپنا
آپ چورون کو دکھاتی ہین محلا اپنا

۵۶

نام عاشق کا جو سنتے ہین تو فرماتے ہین
وہی عاشق وہی دالہ وہی شیدا اپنا

۱۶

گلچین کے دست ظلم سی ہی گلستان خراب
صیاد نے کیے ہین ہزار آشیان خراب

گردش سی جسکی نگاہ کی ہی اک جہان خراب
میری طرف پھری ہی وہی خانمان خراب

ملکِ عدم سی دہر مین پھر دہر سی عدم
تیر نگہ لیے پھری ہین کہان کہان خراب

پلکون مین جوش گریہ سی رونق نہین رہی
برسات کی وفور سے ہی سائبان خراب

غسل و کفن مین کیجیے تکلیف آپ بھی
مردہ ہمارا ہو نہ کہین مہربان خراب

دعوائے ہمصفیریِ مرغان قدس ہے
بلبل سی کیجیے بحث کے اپنی زبان خراب

نالے کے ساتھ گرنے لگی اشک آنکھ سے
آواز پر جرس کی ہوا کاروان خراب

ابرو مین بل پڑا ہی مری اشک وآہ سے
برسات کی ہوا سی ہوئی ہی کمان خراب

بنت العنب کو کھینچ کر لایا ہی بزم مین
کرتا ہی کیا جوانون کو پیر مغان خراب

ہر وقت کس کی یاد مین قلزم سی شور ہین
پھرتی ہی کس کے شوق مین ریگ روان خراب

ٹھوکر بھی کھا کی شکر کی سجدے کو مین گرا
تو نے کیا ہی مجکو سے امتحان خراب

ہی چاٹ مجکو بوسہ حسن ملیح کی
افراط سی نمک کی ہوئی ہی زبان خراب

رزق ہما ہوے نہ سگ یار کو ملے
مٹی مین رل کی میری ہوئی استخوان خراب

نام رقیب لیجیے نہ اسے شکرین دہن
لینی ہی مجکو منہ مین نہ کیجیے زبان خراب

بھلائی گو رہے شش سیلاب اشک نے
بعد از فنا بھی مجھکو ملا ہی مکان خراب

٥٧

آہ رسا سے دل میں تمہارے کریگا گھر
کب تک رہیگا عاشق بے خانمان خراب

١٠

ہے سیہ بالوں سے اوس ابرو خمدار کا روپ
راست تو یہ ہے کہ جوہر سے ہی تلوار کا روپ

کیا ہو وہ آئینہ رو ہم سے مکدر دل میں
خط سبز اوسکا دکھاتا ہے جو زنگار کا روپ

چشم مخمور سے نرگس کا نہی رنگ نہ کیون
مست کا اور ہی کچھ اور ہے ہشیار کا روپ

موسم گل ہے گھٹا چھائی ہے میکش ہیں جمع
دیکھیے چل کے ذرا خانہ خمار کا روپ

روپ بالی سے دو بالا ہے قد بالا کا
بجلی چمکاتی ہے اوس چاند سے رخسار کا روپ

بل ہیں سو سو کمر یار میں زلفون کی طرح
بار کاکل نے دکھایا کمر یار کا روپ

رو ون الماس سے ہو دانتون کی تصویر میں اگر
گوہر اشک مٹا دین در شہوار کا روپ

رنگ ابرو کا مٹا دے نہ پسینا دم قتل
ڈر ہے ای ترک نہی کھوے نہ تلوار کا روپ

نشہ مے سے ہوا اور بھبھوکا رخ یار
رنگ لایا ہے غضب شوخ طرحدار کا روپ

٥٨

دیکھا دم توڑتے عاشق تو وہ پرفن بولا
مکر کرتا ہے بدلتا ہے یہ عیار کا روپ

١٣

ہے دہن غیب کی دیتی ہے خبر تیری بات
جفر کا حکم ہے ای شعبدہ گر تیری بات

جو سر تیغ زبان صنعت دندان کھولے
ہو جو مفتاح در گنج ہنر تیری بات

منہ سے کٹ کٹ کے نکلتے ہیں جگر کے ٹکڑے
سوتھ جادو کی ہے او شعبدہ گر تیری بات

گتھیہ سخن کا نہ کھلا درج دہن سے مطلب
عقدہ بستہ ہے ای رشک گہر تیری بات

حال دل سنکی مرا رحم سی بولا وہ صنم | دل مین پتھر کی بھی کر دیتی ہی گھر تیری بات
چشم جادو کی سخن گوئی سی آنکھین ہین بند | کیا نظر بند ہی ای شعبدہ گر تیری بات
برق دندان کی چمک جاتی ہی چھپ جاتی ہی یہ | شب کو دکھلاتی ہی آثار سحر تیری بات
چھیدتا ہی مری دل کو سخن طعن آمیز | تیر سا کرتی ہی سینی سی گذر تیری بات
بی ثمر سرو گلستان ہی نہین تجھ مین یہ نقص | سرو قد کا تری گویا ہی ثمر تیری بات
گلشن خلد کی ہم سیر کرین گو مقبول | پائینگی حشر کو حورون مین اگر تیری بات
بات اولٹی ہی کہ تنگی ہی دہن ہی معدوم | ایسی رنگین ہی آتی ہی نظر تیری بات
نور دندان سی دہن ہی چہ نخشب گویا | چاند بن جاتی ہی ای رشک قمر تیری بات

٥٩

لاکھ پوشیدہ ملاقات کسی سے ٹھہرے
چھپی عاشق سے رہیگی نہ مگر تیری بات

١٤

پروانہ شمع رخ کا رہا دل تمام رات | پہلو مین تھا وہ رونق محفل تمام رات
ٹکڑے ہوا کتان کی طرح دل تمام رات | تھا سامنے جو وہ مہ کامل تمام رات
رشک ارم رہی مری محفل تمام رات | بیٹھا رہا وہ حور شمائل تمام رات
جیتے ہین صبح وصل کی ہم انتظار مین | ہو گی کبھی تو ہجر کی ای دل تمام رات
نیند اوس پری کی وحشیون کی ہتھل ہو گئی | برپا رہا یہ شور سلاسل تمام رات
حیرت ہوئی یہ تیرے رفتار دیکھ کر | کاٹی نہ ہم نے ایک بھی منزل تمام رات
خورشید منہ چھپای پھرا ہی تمام روز | آیا نہ ماہ اوسکے مقابل تمام رات
دیکھا نہ رخ بھی وصل مین کاکل کے پیچ سی | پائے نظر مین تھی یہ سلاسل تمام رات

فرقت کی شب تصور نوک مژہ رہا — پھوٹا کیے ہین آبلۂ دل تمام رات

گردن مین سیر ہاتھ نہ پڑجائین وصل مین — رکھتی ہو ڈر سے تیغ حمائل تمام رات

وہ بےخبر ہین نیند سے بھی چونکتے نہین — فریاد اتنی کرنے سے حاصل تمام رات

وہ خال رخ کا سرمۂ آوازہ ہو گیا — مین ہو سکا نہ بوسے کا سائل تمام رات

٦٠ — ١٨

عاشق خوشی سے نیند شب قتل اوڑ گئی
آنکھون مین تھا تصور قاتل تمام رات

بتون کے غم مین تن گھلکر ہوا زنار کی صورت — نہ دکھلانا خدا اس طرح کے بیمار کی صورت

بنائی پھر تو ہین آنکھون سے خونخوار کی صورت — نہین بنتی کبھی بگڑے ہوے دو چار کی صورت

رہی گو لاکھ صحبت فرق ہے ادنی و اعلی مین — نہ خارون مین ہے رنگ گل نہ گل مین خار کی صورت

دکھائی کو وہ میرے گھر مین غیرون کو بلاتے ہین — کھڑا ہون سامنے اندھا بنا دیوار کی صورت

لگایا تیر وہ کاری کہ ہونٹون کو نہین جنبش — کھلا منہ رہگیا مجروح کا سوفار کی صورت

لب شیرین کو دو بوسے جو مانگے ہو کے جھنجھلا کر — نکلتی ہے تمہاری بات سے تکرار کی صورت

علامت موت کی پہلے مری چہرے سے ظاہر تھی — نہ دیکھی وصل کی شب صبح کے آثار کی صورت

لپٹتے پھاڑ کر تار گریبان سر مین وحشت سے — بنا ہے داغ سودا طرۂ دستار کی صورت

مسیحائی کا دعوی آج مجکو دیکھکر بھولے — وہ خود کہتے ہین بچنے کی نہین بیمار کی صورت

جوانی پر جو غرہ ہے نہین رہنی کی دو دن مین — نہ یہ دربار کی صورت نہ یہ سرکار کی صورت

دکھاؤن تمکو کیا درد دل مایوس کا نقشہ — متشکل ہو نہین سکتی کبھی آزار کی صورت

پر و بال ہما شوق لینگے دستگیری کو — اوڑینگے قوت بازو سے ہم پردار کی صورت

نظر تجھسے لڑی رہتی ہی گو مین گہ دیکھتا ہون
نہین ہٹتا مرا پا ہی نگہ پرکار کی صورت

الٰہی میکدہ کی جس طرح رونق بگاڑی ہے
نہ گھر محتسب کا خانۂ خمار کی صورت

وہ زہرہ ہین کہ شکل مشتری سمجھی نہین واقف
وہ یوسف ہین کہ دیکھی یک نہین بازار کی صورت

تن لاغر سی وحشت مین ہمارا دل وہ بھٹکتا ہے
پھنسے ہین جو امن صحرا مین نوک خار کی صورت

نہ بیٹھی تا سحر وہ غیر کی موشکاف وانی سی
سفیدہ صبح کا بنجاے سم الفار کی صورت

٦١	ہزارون گل کھلائی روز عاشق داغ سودانی مگر تحریر قسمت تھی خط گلزار کی صورت	١٤

کھا فقر مین نہ گردہ نان جوین اولٹ
دستار خوان نعمت دنیا و دین اولٹ

مسند کو لات مار بچھا بوریا ہی فقر
اے دل بساط فکر جہان و چنین اولٹ

کو وہ حجاب کو بھی اوٹھا درمیان سی تو
اے بت ذرا نقاب رخ شرمگین اولٹ

مردم کی چشم بد کا جلے گا سپند خال
اے شعلہ رو نقاب رخ آتشین اولٹ

بنجاتا قیس ناقۂ لیلی کا ساربان
دیتی ہوا جو پردۂ محمل کہین اولٹ

مین نیم جان ہون کھینچ نہ تلوار میان سے
ساعد سی وقت قتل فقط آستین اولٹ

سر سی نکال اپنے ہواے چتر تاج کی
ٹھوکر سے اپنی مسند خاقان چین اولٹ

کھینچون اگر جریدۂ عالم مین مد آہ
دون یک قلم مین دفتر دنیا و دین اولٹ

مجھ سے اوٹھا تعلق دنیا کی تو حجاب
غفلت کا پردہ دل سی جہان آفرین اولٹ

اپنا یہ قصر تن نہ وبالا کیا تو کیا
اے جوش نالہ گنبد چرخ برین اولٹ

فرقت مین جوش گریہ سی یون اولٹی سانس اگر
جوش قلق سی جا تو دل ہمنشین اولٹ

اقرار وصل تھا شب مہ مین مگر نہ اب
اندھیرے ہے زبان نہ اوس مہ جبین اوٹ

دیدار یار آہ سے ہوگا شب وصال
دگنی ہو انقاب رخ شرمگین اولٹ

۶۲ | عاشق کو کہہ نہ تو لب شیرین سی تلخ بات
یہ میٹھا زہر وسے نہ کلیجا کہین اولٹ | ۱۶

قتل کرتا ہی نہ ہی جرم نہ تقصیر عبث
نوجوانون کا ہی دشمن فلک پیر عبث

بیوفا ہی وہ خبر سنکی نہین آنی کا
میری میت کی اوٹھانی مین ہی تاخیر عبث

لکھتے ہین نیک عمل بھی ورق عالم پہ
ہم زمانی مین نہین صورت تصویر عبث

کہتے ہین عدہ خلافی کی شکایت جو کرون
کوئی سنتا نہین تم کرتی ہو تقریر عبث

وصل مین ہین نہ کبھی بین نہین ٹیڑھی باتین
مجھسے بل کرتی ہی وہ زلف گرہ گیر عبث

یہی دو باتین ہین اقرار کرو یا انکار
اسقدر کرتے ہو تم طول کی تقریر عبث

گردش چرخ کا شکوہ مری عادت مین نہین
مجھسے برعکس ہوا تھی مری تقدیر عبث

ناتوانی کا یہ ہی زور کہ خود مرتا ہون
قید کی قتل کی تم کرتے ہو تدبیر عبث

چار دن کے لیے دنیا مین تجھے ہی منعم
طلب عزت و ملک و زر و جاگیر عبث

اوسکو سودا ہے جوانی کا جو دم بھرتا ہے
ساتھ پھرتا ہی ہمارے فلک پیر عبث

نہین ملنے کی جگہ قبر مین دو گز سی زیاد
چار دن کے لیے کرتے ہین یہ تعمیر عبث

یہ نقاہت ہی کہ زانو سے نہین اوٹھتا سر
مجھسے دیوانی کو پہناتی ہین زنجیر عبث

عمر بھر مین نہین قدمون سی جدا ہونیکا
نالہ کرتی ہی مری پاؤن مین زنجیر عبث

چاند نے روشنی بخشی نہ سیہ خانی مین
کام اپنے ہی نہ آئی تو ہی تنویر عبث

دیکھکر اور مری زیست کا بگڑا نقشا
خاک ہو جاینگے عنصر بخدا ای عاشق ٦٣

بہیجدی آپ نی میری لیے تصویر عبث
چار دن کے لیو ہی خواہش اکسیر عبث ١٦

نام سرور سنتی نہین ہم سوای رنج
یارب چلی زمانے مین کیسی ہوای رنج

طول شب فراق سی ہون مبتلای رنج
سودای زلف لایا ہے سر پر بلای رنج

دیکھا نہ آنکہ بہر کے کبھی روی زشت کو
پہونچی کبھی نہ کان مین اپنی صدای رنج

تنہا شب فراق کا کٹنا محال ہے
یارب بیان کس سی کرون ماجرای رنج

بی التفاتیون سی تری ہم گذر گئے
منصف ہو اپکے دل یہ کہانتک اٹھای رنج

شام فراق سی ہمین لائی ہین زیست سے
آخر ہوئی جو عمر ہوئی ابتدای رنج

طول شب فراق کا شکوہ نہ کیجیے
دیکھین تو صبح حشر تک آزمای رنج

راحت خلاف خواہش دل سی ہمین ملی
تسخیر دیو نفس سی بھاگی بلای رنج

بی لطفیون مین عمر ہماری گذر گئی
صدمی سی جگر کو جلایا اوٹھای رنج

مر کر چھٹا ہون کاکل پرخم کی پیچ سے
دست قضا نی کھولدی عقدہای رنج

بحر فنا مین موج حوادث کا ڈر نہین
راحت طلب ہوی نہوی آشنای رنج

تشویش مجکو رہتی ہی انجام کار کی
ہین اپنی طول فکر سے ہون مبتلای رنج

رفع الم ہی حاصل لذات دنیوی
ہی عیش کی طلب سی جہا ہین بنای رنج

سالک ہین راہ عشق کی ہم کس سرور سے
جس سمت منہ اوٹھائیے کوسون تک آئی رنج

شادی پیام وصل کی سننے سے ہو گئی
پیغام بر ہمارا ہی مشکل کشای رنج

عاشق کشود کار گرا سیدا ہین ٦٤

جا سی زیادہ غم ہی ہوئی انتہای رنج ١٩

ردیف حای حطی

جھکا جو فکر مین سے نخل بارور کیطرح
تو شعر شاخ قلم سے گرے ثمر کی طرح

ہمارے شعر کا تکلے سے بھی سوا ہو رواج
کہ دل سے پھر نہین مٹتا یہ نقش زر کی طرح

تمہارے رخ کو خم پیچ زلف مین ہم نے دیکھا
کبھی ہلال کی صورت کبھی قمر کی طرح

لیا نہ ضعف مین احسان غیر کا سر پہ
کبھی جھکی نہین گردن مری کمر کی طرح

کبھی رقیب سیہ رو نہ بل کی لینے پاے
کہ بڑھ نہ جائے یہ سر چڑھ کے موے سر کی طرح

بکھرا جو آئینہ سے عکس برق عارض کا
فرشتے کا نہ ہون کے غش ہو گئے بشر کیطرح

ہزار ہو رخ محبوب غیرت خورشید
سواد زلف نہ روشن ہوا سحر کی طرح

تمہاری تیغ نگہ سے نگہ جو لڑنے لگی
اوٹھایا پنجۂ مژگان نے تل سپر کی طرح

یہ قرب و بعد مین اوس آفتاب کی گذری
گھٹا بڑھا کیا مین سایۂ شجر کی طرح

بط شراب مین رکھدی گزک ہو وہ عیسی
کباب مرغ کا اوڑ جائے سیخ پر کی طرح

ہمیشہ بعد ہلال و قمر سے حیرت ہے
یہ ایک سا نہین کیون تیغ اور سپر کی طرح

وہ کم سنی کہ سب اعضا بدل گئے لیکن
دہن دہن کی طرح ہے کمر کمر کی طرح

کہین ہماسے نہ غفلت ہے مجکو مرنے پہ
یہ استخوان نہ اوڑ جائین مشت پر کیطرح

ٹٹا نہ اور کا تاکا جو اسے کمان ابرو
ہم اوس کے تیر کی آگے گئے نظر کی طرح

پری وشون کو بلا کر وہ گرم پہلو ہون
جلے رقیب کا دل بھی مرے جگر کی طرح

لباس عاریتی سے سفید پوش نہ ہو
نہ سر پہ اور کا احسان لو قمر کی طرح

کڑے جو یار کے پہنائے دست نازک مین
کلائیان بھی لچکنے لگین کمر کی طرح

ہمارے قتل سے یہ رنگ رو کیا یار اوڑا
سفید خال ہوے دانۂ گہر کی طرح

١٤	چلو جدھر سے ادھر گرم رو نہو عاشق پھرو نہ گھر کی طرف تم کبھی شرر کی طرح	٦٥

عکس رنگ جسم سے ہو جائیگی پوشاک سرخ — خون عاشق میں عبث کرتا ہے او سفاک رخ

کیون نہ پانی تو کرون مین گھولکر تریاک سرخ — خال چشم مست کی فرقت مین پیتا ہون لہو

فرش مخمل کا بچھایا جیسے زیر تاک سرخ — سبز مینا مین جو ہے ساقی شراب لعل فام

ملکے مہندی دست و پا کرتا ہے وہ بیباک سرخ — پنجۂ مرجان کو خجلت سے کریگا کیا سفید

ہو گئی ہے شیشۂ گردون مین ساری خاک سرخ — قتل سے مجھ بیگنہ کے کچھ شفق پھولی نہین

کیف مے سے جب ہوا وہ روئے آتشناک سرخ — صاف قندیل در میخانہ کا دہکا ہوا

دشت وحشت مین ہوئے گر خار و خس و خاشاک سرخ — سیل خون دل مری آنکھون سے یہ جاری ہے

نیم کی تنکے سے ہو جاتی ہے جسکی ناک سرخ — بار غصہ کا کیونکر اوس نازک بدن سے اوٹھ سکے

کیا غضب تیر نیم ہین آنکھین تیری سفاک سرخ — خون مین عاشق کے ڈوبی رہتی ہین پلک چشم

سیل خون یہ رنگ لائی ہو گئی پوشاک سرخ — حلق بسمل نیلگون حلقے رکاب یار کے

سیکڑون کو خون سے ہے خاک زیر تاک سرخ — خون مینا حسن ساقی پہ فقط گریان نہین

کیسۂ مخمل سے نازک تن ہوا [illegible] سرخ — برگ گل سے بلبل و سرگل کی پھوڑا جا ہے

خون [illegible] مین [illegible] سرخ — ہین یہ سمجھا [illegible] انگشت فندقی [illegible]

١٥	شعلہ ہائے آہ آتش زا سے عاشق بن گیا ایک گنبد اور زیر گنبد افلاک سرخ	٦٦

تعویذ ہین جو سر کو قران مہ و خورشید — دکھلاتی ہین وہ شوکت و شان مہ و خورشید

ہر نقش قدم پر ہی گمان مہ و خورشید
مستی ہین بلا دیتے ہو شان مہ و خورشید

مہمان ہون کسیا شیخ کہ مدت سے ہین بہکے
اِس شیخ ان ہین دو گرده نان مہ و خورشید

رخساروں پہ افشان چنو پرده اوٹھا دو
مٹ جاے ابھی نام و نشان مہ و خورشید

تیرے رخ تابان کی ثنا کرتے فلک پر
ہوتی جو مری طرح زبان مہ و خورشید

دو نور رخ تابنده ترے زلف سیہ مین
چھپتے ہین نکلتے ہین بسان مہ و خورشید

آئینہ ہین وہ دیکھ کے رخسارہ روشن
کرتے ہین حقارت سے بیان مہ و خورشید

جب داغ مرے سرد ہی بازار جنون سے
گردون پہ ہوئی گرم دکان مہ و خورشید

کس شان سے سیما کی فلک کرتا ہی دعوت
لاتا ہی شب و روز جو خوان مہ و خورشید

١٤	نقش قدم یار کی تصویر سمجھ کر عاشق بھی ہوے مرتبہ دان مہ و خورشید	٦٧

رخسار سے تو مہر نے لین گرمیان پسند
کرتا ہی کج روی کو تری آسمان پسند

اپنا ہی صاحبان تقرب کے واسطے
کرتا نہین کسیکو وہ بے امتحان پسند

رنگتی ہی کیون انگرکھے کو خون شہید سے
پوشاک پہنو وہ کہ کرے اک جہان پسند

لذت ملیگی خاک سگ کوی یار کو
جب اپنی پوست نے کیے استخوان پسند

مجنون نے سنگ جبر اوٹھایا نہ اوٹھ سکا
آیا ہی میرے ضعف کو بار گران پسند

سر سبز ہی دست شوق کو دامان یار کی
پائی جنون کو ضعف مین ہین بیڑیان پسند

شہرون کا سیر لطف اوٹھاتی ہین قیس روان
کہانا وہی ہی کرتی ہے جسکو زبان پسند

افشان چہرے کو مانگ پہ آسمان حسن
اوس کہکشان سے ہی کو یہ کہکشان پسند

خود جام آفتاب مین جیسی شفق بھری
ہمکو جو ہو شراب غم آسمان پسند

یون اپنی اپنی وضع کی لاکھون حسین ہین
انداز آپکا ہی مجھے مہربان پسند

بھڑکانے سے رقیب کی کھلوائی گل بھی
ہمکو نہ آئین آپ کی یہ گرمیان پسند

ضد ہی فلک کو ہمسی تو ہمکو فلک سی ہی
رفتار پیر کی نہ کرینگے جوان پسند

ہوتی ہین کیون مقیم جہان خراب مین
کرتا ہی اس مقام کو کیون کاروان پسند

۱۲	درد فراق کا ہے مزا کب وصال مین عاشق بہار سے بھی سوا ہی خزان پسند	۶۸

اوٹھا کے لکھے جو وہ غیرت چمن کاغذ
حروف گل ہون بنیں برگ یاسمن کاغذ

ہوا ہون زار یہ مین انتظار مین خط کے
کہ استخوان ہین خط مسطر اور بدن کاغذ

ملے جو سرمے کو اوس بت کی خاک نقش قدم
لگائین پڑیون مین پوچھیگا برہمن کاغذ

خیال تھا کہ وہ لکھین گے اپکے خط کا جواب
اسی گمان ہی کیا صرف لاکھ من کاغذ

حساب گور مین لکھنا پڑیگا تل تل کا
مداد لب ہی قلم اونگلیان کفن کاغذ

خبر کسے ہی کہ وہی جان دشت غربت مین
ادھر سے آیا نہ پہنچا مرا وطن کاغذ

شکن شکن ہوئی کاغذ کی رشک نافہ چین
لپیٹا بالون مین تمنے جو جان من کاغذ

رقیبو خیر سری ہوتی ہی مشق تیغ زنی
تراشا سامنے قاصد کے لاکہ من کاغذ

جواب ایک نہ لکھا ہزار نامے کا
ملا نہ آپ کو تھوڑا سا جان من کاغذ

فسون گری ہی نہوگی جو وہ پری تسخیر
طلسم لکھ کے ہلا دینگے لاکہ من کاغذ

جو نامہ لکھا بہار یہ ایک گل رو کو
بنا وہین خط گلزار سے چمن کا کاغذ

۱۹	کسی کے کب ورق دل میں نقش الفت ہے عبث ہی لکھتے ہو عاشق پئے وطن کاغذ	۶۹

آئی فصل گل چمن پر چھائے ابر
ہیکشی کے چھڑی دکھلائے ابر

لاکھ برسے لاکھ گھر گھر آئے ابر
لطف کیا جب غم کا دل پر چھائے ابر

ہجر میں مینہ بھی اگر برسائے ابر
چار دیوار عناصر ڈھائے ابر

بہے باران کی ہوا اشکوں کی جھڑی
آہ سوزان کا دہوان ہو جائے ابر

دیکھتے ہی بدلیاں برسات کی
اور دل پر درد و غم کے چھائے ابر

پیاسے ہی مر جائیں منت کش ہوں
آب حیوان بھی اگر برسائے ابر

نالۂ سوزان سے بجلی منہ چھپائے
چشم گریان سے مری شرمائے ابر

آتش دل پر ہے روغن ہجر میں
زور سے گو مینہ بہت برسائے ابر

روکش طاؤس ہو داغوں سے دل
چشم تر میری بکیوں بن جائے ابر

سرد ہو بجلی بھی آہ سرد سے
گرم نالوں سے مری جل جائے ابر

اپنی چشم تر سے میں تشبیہ دوں
زور سے جب خوب مینہ برسائے ابر

دیکھئے کیا کیا لطف اس برسات میں
کیسے کیسے برسے کیا کیا آئے ابر

ہے سبزہ ہی چمن سے نہر سے
میکشوں پر اب کرم فرمائے ابر

خاک برسے ایکے مینہ برسات میں
دود دل نے گھیر لی ہو جائے ابر

چشم تر سے کیا کریگا سامنا
آبرو اپنی نہ کھونے آئے ابر

میکشوں کا مزرع دل سبز ہو
بادلے مینہ کے سنا اگر برسائے ابر

کشتی مے پر چڑھے ہین بادہ نوش
خوف کیا دریا اگر برساے ابر

اوٹھے ہے دریے جو دل سے دود آہ
آسمان تک ابر ہے بالاے ابر

۷۰

عاشق اپنی گور پر سایہ کہان
ہان کبھی برسات مین جب آے ابر

۲۴

زار سے اپنے ملا وہ شہ خوبان کیون کر
ہو گیا رابطۂ مور و سلیمان کیون کر

دیکھین ہو جاتی ہے صبح شب ہجران کیون کر
ہاتھ آتا ہے جنون مین یہ گریبان کیون کر

رگ اشارے سے تری سوتی ہین بیجان کیون کر
دل مین سر کاٹتا ہے خنجر مژگان کیون کر

باد صرصر سے کہین آگ نکل جاتے ہین
دامن گرد مین او جھپین مہ جولان کیون کر

ڈر ہین سو دیکھ تو آنے دو مجھے دیکھون تو
سامنا کرتے ہین مرغان غزلخوان کیون کر

نالہ ہاے شب ہجران کو کسی نے نہ سنا
یار کے ساتھ ہوے گوش عزیزان کیون کر

چشم روزن سے نکلجاتا ہون مانند نظر
روک رکھین گے در یار کے دربان کیون کر

بیوفائی کا گلہ سنکے یہ فرماتے ہین
چھوٹ جاتا ہے بھلا ربط تن و جان کیون کر

تشنۂ شربت دیدار جو لین بوسۂ لب
دیکھین پھر رہتی ہے آب دندان کیون کر

یا خدا جانتا ہے یا مرا دل واقف ہے
کیا بیان کیجے کاٹی شب ہجران کیون کر

دامن کوہ کے ٹکڑے ہین مرے نالون سے
دامن گرد سے ٹانکون مین گریبان کیون کر

ضعف سے ہل نہین سکتی قدم ادھر جوش جنون
دیکھین طے ہوتا ہے وحشت کا بیابان کیون کر

سانس آنکھون مین ابھی تک ہے گرہ حسرت سے
پھر گئی سینے تمہاری صفت مژگان کیون کر

جو شگفتہ ہوا ایک شان اسے تیر فگن
ہو گیا دل صفت غنچۂ پیکان کیون کر

کثرتِ خوف گنہ سے مرے آنسو سوکھے
دیکھکر شامِ شبِ وصل کو گھبرائی بہت
قتل کے بعد مکدر جو ہوئے کیا حاصل
پاکدامن ہون رکون گا نہ مثالِ یوسف
وحشیون کو جو ملے زلف تماشا دیکھو
شہر زنار جہنم بھی دکھائی دیگا
ثمرِ شام لگا ہے شجرِ قامت مین
کیونکر آہِ شبِ فرقت مین اثر پیدا ہو
گوسے چوگانِ صنم سر کو بنایا مین نے

تیرہ روزون کا مٹے نامۂ عصیان کیون کر
خیر سے پوچھتے ہین کرتے ہین سامان کیون کر
خاک ڈالی ہے چھپے خونِ شہیدان کیون کر
دیکھو کھل جاتا ہے قفلِ درِ زندان کیون کر
باتین کرتے ہین پریشان سے پریشان کیون کر
آتشِ عشق سے جل جاتے ہین انسان کیون کر
سرخ بوسون سے کرون سیبِ زنخدان کیون کر
ہاتھ آجائے کلیدِ درِ جانان کیون کر
جان پر کھیل گیا مین سرِ میدان کیون کر

۱۹	مصحفِ رخ نہ اگر ہیچ مین ہوتا عاشق ہندوِ زلف سے بچتے یہ مسلمان کیون کر	۷۱

خون مین ڈوبی شفق وہ سرخ انگیا دیکھکر
پاؤن پھیلا رہا ہین اوس گل کا چہرہ دیکھکر
حلقۂ کاکل نہ آئینے مین دیکھا اے شوخ چشم
کیا گلِ نظارہ بوٹے عارضِ بنجار کے
مُردے زندہ ہون مگر بیمارِ عشق اچھے نہ ہون
جوشِ وحشت مین طبیعت بسکہ ہوا شیدا
کچھ ہمین کو مے کشی کی آج کل خواہش نہین

چرخ صدقے ہو گیا آبی دوپٹا دیکھکر
ہاتھ پھیلانے لگی گرتی مین کانٹا دیکھکر
یہ ہرن وحشی ہین رم کرتے ہین شیدا دیکھکر
بخت میرے جاگ اوٹھے اونکو سوتا دیکھکر
ڈالنا ہاتھ ان مریضون پر مسیحا دیکھکر
خار خارِ دل سے ہین خارِ صحرا دیکھکر
جام ہاتھون سے چھٹے ہین مینا دیکھکر

وصل کی شب بند محرم کی نہ ہمسے کھل سکی
تیرے تلوے رشکِ گل ہیں نازنیں یاد آگئی
ساقیا مے سے چھکا دے باغ ہے اور ابر ہے
اور گرمی سے بڑھی رنگِ طلائی کی بہار
تنکا تیری ناک کا تنکے ہمیں چبوائیگا
دیکھی جب انگیا کی چڑیا پھر گیا سر پر ہما
بعد مردن بھی اگر پابندِ وحشت رہ گیا
قد تھا بوٹا سا پڑی رہتی تھی سُندی کان میں
بے ثباتی سنکے دنیا کی ادھر آنا نہ تھا
کان کے جھمکے کی فرقت نے جلایا رات کو
مل نہ ہاتھوں میں حنا انگیا طلائی ہے اگر

توڑیا ہاتھوں کو اوڑھی انگیا کی چڑیا دیکھکر
مجکو سودا ہو گیا نقشِ کفِ پا دیکھکر
آج تو لانا کوئی اچھا سا شیشا دیکھکر
سونے کے پانی کا دھوکا ہے پسینا دیکھکر
زہر ہم کھا جائینگے کانوں کا سبزا دیکھکر
تختِ شاہی مل گیا انکو تکا چوکا دیکھکر
طوق سمجھونگا درِ جنت کا حلقا دیکھکر
اب فلک ہمکو نظر آتا ہے بالا دیکھکر
اس خرابی میں بنایا ہمنے گھر کیا دیکھکر
دل میں چھالے پڑ گئے عقدِ ثریا دیکھکر
چور سب رہ جائینگے سونیکی چڑیا دیکھکر

۷۲	مدتوں سے ربطِ شعر و شاعری جاتا رہا پھر غزل تحریر کی عاشق نے چرچا دیکھکر	۹

تغافل جو گوشِ دل سے سنے تو صدائے گور
کیا جانیں جس مقام کی مطلق خبر نہیں
ہر چیز کا ہے رزق معین جہان میں
دیوانہ کر دیا ہے مجھے شوقِ مرگ نے
پہنچا نہ خاک سا کوئی میری گرد کو

کہتی ہے خاک زیرِ قدم ہے یہ جائے گور
پھرتا کوئی تو پوچھتے ہم ماجرائے گور
ہوتا ہے ایک دن تنِ انساں غذائے گور
عریاں ہوں اسلیے کہ پہنوں قبائے گور
کیونکر نہ تنگ مجکو لگے سینہ ہائے گور

کھل جائی زندگی میں اگر لطف خواب مرگ
بدلی مکان کی چاہیے انسان بنائی گور
جز شکر حرف شکوہ نہ آیا زبان پہ
پیسا فلک نے زیست میں اب آزمائی گور
رہتی ہے مجکو ہجر کی سختی سے یاد مرگ
طول مرض سے کہتا ہے انسان کہ ہائی گور

۷۳
مردوں کا قرب بھی ہے جو وحشت میں ناگوار
عاشق ہونگی خاک میں تجویز جائی گور
۸

بیٹھے ہو بیٹھ سہہ کے تم کس قصور پر
فقرا چلا رقیب کا کوئی حضور پر
پھر وہم تیرے کوچے سے رکھا ضعیف نے
گلشن سے عندلیب کے کاٹے ہیں دور پر
سمجھا ہیں خط مضطرب داؤد لحن کو
لکھا ہے حاشیہ پہ کتاب زبور پر
سودا ہی زلف یار کی بہتان بندہ گے
کیا کیا نہ بندشیں ہوئیں مجھ بے قصور پر
تعویذ سر کا آپ نے دیکھا جو ضعف میں
تجلی کا احتمال ہوا کوہ طور پر
بنت العنب کی عشق میں دنیا ہی دین
پیریوں میں پر اپنی آئی طبیعت نہ حور پر
عرش آشیانہ طائر فکر رسا کا ہے
انسان کے لیے ہیں یہ عقل و شعور پر

۷۴
بجھر کا ہے لاکھ آتش داغ جنوں سے تن
ہے سیل اشک چشم بھی عاشق و فور پر
۱۲

دریا ہو اشک بعد فنا بھی ہو زور پر
چادر کے بدلی پانی کی چادر ہے گور پر
احسان بعد مرگ کیا ستم نے ہجر پر
رکھوا سکے کفن کو اتروا کے گور پر
وہ آئینہ میں ہیں اگر اہل زور پر
بیٹھے نکل کے خاک سے بہرام گور پر
رخسار یار کا جو مقابل ہے چاند سے
دھوکا ہوا ہے طائر دل کا چکور پر

بوسہ لیا ہے شعلۂ رخسار یار کا
انگلی جو تھا بنی قول کی چھلّے کو دیکھکر
تھی شمع رات بھر میں نہ پروانوں کا ہجوم
دیکھو جو پشت خار کو بیٹھی نگاہ سے
دریا بہایا اشک کا تجھ تیرہ بخت کی
تا زم میں اشک گرم جو ٹپکا ہے آنکھ سے
دل میں ہمارے چھید ہیں تیر نگاہ سے

۶۵	عاشق کو ایک کان ملاحی کی یاد ہے

مردہ جہد کو لگا ہیں جو وہ تیر گور پر
وحشت میں اتحاد یہ پہنچا کہ بعد مرگ
ہمسے جو زنگ آئینۂ دل نہ اوٹھ سکا
اسباب ظاہری سے نہیں اشتہار نام
غارت کے بعد بیٹھ لگی ہے زمین کو
غرّہ رہا کسیکا نہ دنیا میں اے پری
بعد فنا نجات تپ غم نہ کم ہوا
رحمت کو قطع کرتی ہے تر دامنی مری
بے مایہ مر بھی جائے تو حاصل نہو فروغ
میری چراغ داغ میں روغن بڑھا دیا

تعزیر کوئی شمع کی ہوتی ہے چور پر
کیون حکم قتل کرتی ہو کاکل کی چور پر
اک مشت خاک صبح کو بھی اور گرور پر
آنکھیں ہوں مثل کیطرح پور پور پر
مستی ہی تھم گئی لب دریا سے شور پر
تنہا الٹ پڑ گیا لب دریا سے شور پر
ابرو کمان کی مشق ستم ہے جو زور پر

۶۶	افزون ہو شور اشک سے عنبر کے شور پر

قربان اپنے غیرت بہرام گور پر
روشن چراغ وادی ایمن سے گور پر
بیٹھے فقیر ہو کے سکندر کی گور پر
آئینہ کب لگا ہے سکندر کی گور پر
تکیہ لگا کے بیٹھے جو تم میری گور پر
کیا بیکسی ہے آج سلیمان کی گور پر
رہتا ہے ابر سایہ فگن میری گور پر
چھٹتا ہے ابر بھی اگر آتا ہے گور پر
جلتا نہیں چراغ بھی مفلس کی گور پر
پانی کو بعد دفن چھڑکو اسکے گور پر

ہر شب چراغ ماہ جلاتا ہے آسمان
لاتی ہے بوے گل کو صبا میری گور پر

میت پہ اپنی ابر نے آنسو بہائے ہیں
باد صبا نے خاک اڑائی ہے گور پر

افسردہ دل کو چرب زبانی سے کیا حصول
مردے کو کیا جو شمع بھی روشن ہو گور پر

مرنے کے بعد قطع محبت نہ کیجیے
اسے ماہ آئیے کسی تاریخ گور پر

میرا پری وش آئے اگر بہر فاتحہ
تاریخ ہو عزیمت تسخیر گور پر

شمع مزار صاف ہوں گوری کلائیاں
رکھو جو بہر فاتحہ تم ہاتھ گور پر

بیوجہ آج بوسے دیے ہیں جو اے صنم
کیا آئے لات مار کے عاشق کی گور پر

ظاہر ہے میری قبر سے سوز دروں کا حال
سبزی کے بدلے آگ کا ہے ڈھیر گور پر

چادر چڑھاؤ موتیوں کی اشک چشم سے
بجلی جو تم نے ہنس کے گرائی ہے گور پر

سامان اپنا ہے مہ کامل کی مہر سے
چادر نہیں تو چاندنی چھٹکی ہے گور پر

ہمدرد کو بھی ہے مری صحبت سے احتراز
پروانے تک نہ آئے کبھی شمع گور پر

۴۷	کیا چین آ گئی کہ اوتارا مزار میں دو پھول بھی چڑھا گئے نہ عاشق کی گور پر	۴۰

پس جائے یوں نہ حسن ملیح نگار پر
چھڑکوں اگر نمک میں دل داغدار پر

دل لوٹتا ہے سینے میں رفتار یار پر
بلبل فدا ہے آمد فصل بہار پر

یارب نہ شیفتہ ہو کوئی قد یار پر
ہر وقت جان رہتی ہے بندے کی دار پر

مرکر بھی مرتبہ ہے یہ سودائے زلف کا
سنبل فدا ہے دود چراغ مزار پر

پرسش نہ ہوگی ایک گنہ کی بھی دیکھنا
میری نظر ہے رحمت پروردگار پر

سو دی ہین یہ کھلا ہون کہ صورت بدل گئی
نیچہ ہے عنکبوت گریبان کے تار پر

اوڑ کر مکان یار کو ڈھونڈھونگا چار سو
امید و شوق و عشق و تپش ہین یہ چار پر

یہ لطف در گذر ہی یہ رحمت کی ہے صفت
دشمن پہ بھی نہ جبر کرے اختیار پر

نالہ ہمارا کان تک اوس بت کے گو نہ جائے
ہین لو لگائے قدرت پروردگار پر

دیتا ہی لطف کیا عرق شرم وصل ہین
شبنم پڑی ہے سبزۂ رخسار یار پر

روکا ہے اپنے سر کی دلا کر مجھے قسم
کھاتا تھا زہر سبزۂ رخسار یار پر

کوٹھے پر آپ ہو کے مکدر چڑھے نہین
اک آسمان ٹوٹ پڑا خاکسار پر

زندہ رہی تو جائیگی گلشن ہین لاکہ بار
صیاد عندلیب کے نوچے ہزار پر

ثابت کرین لو اپنے ہوا خواہ کا قصور
آندھی کی طرح آئے وہ مجھ خاکسار پر

لذت کو ترک کر کے جو کھاتی ہین نان خشک
گھی کے چراغ جلتے ہین اونکے مزار پر

ملتا ہی رزق مومن و کافر کو شام تک
دشمن پر التفات ہے جو دوستدار پر

ادس بت کی جستجو نہ کیا اسقدر ضعیف
چڑھنا پہاڑ ہونے لگا کوہسار پر

ذاتی جو ہرش ہے ابرو قاتل کی تیغ مین
رکھی گئی نہ باڑھ کبھی ذو الفقار پر

دنیا ہین ضرب دست خدا کی تھی پناہ
کافر پھڑکتے تھے جو ہرش ذو الفقار پر

۱۴	عاشق امید عفو کی سے ہے انکسار سے مغرور ہو نہ طاعت پروردگار پر	۷۷

چشم قاتل نے کیا دیوانہ مایل دیکھکر
سمجھے ہین مرد کو میدان ہین دل دیکھکر

آئنہ چھوٹا نشان حسرت دل دیکھکر
میری آنسو گر پڑی طاقت کو زائل دیکھکر

جہانتک آیا قبر کو بیمار شوق وصل یار
پڑھ گیا دل راہ رو کا آج منزل دیکھکر

قید کیوں ہوتا اگر میں بہاگ جاتا دشت کو
پانوں بیماری ہو گئے میرے سلاسل دیکھکر

کیجیے بلبل سے شرح گلشن داغ جگر
درد پہلو کا بیان ہو صاحب دل دیکھکر

دل ہوا خوش جب ہم جب بچا کنارے گور کو
اہل کشتی ہوتے ہیں مسرور ساحل دیکھکر

جب تخیل ان میں ہوتا ہو زلف وہ زیر جبین
لکھا ہین کاندہوں کے فرشتے چاہ بابل دیکھکر

غیر کو خال و خط رخسار کی ہو کیا تمیز
پڑھ نہیں سکتا کبھی مصحف کو جاہل دیکھکر

اپنے دل ہی پہ چرخ نے آخر گرایا برق کو
تیر پھینکے سے اوپر کو مقابل دیکھکر

خنجر غم سے کیا ہی چاک پہلو اس لیے
مارک مژگان ہی قاتل تاک لی دل دیکھکر

لطف کیا دنیا میں دل سوزان کو ہو بیٹھا ہی حشر
انکا دو رخ اوٹھا یا صورت دل دیکھکر

عکس رو ہی صاف لیکن کچھ نظر آتا نہیں
آئینہ حیران ہی آئینہ مقابل دیکھکر

خاک مجہ کا سجدہ کی پیرتی ہی کوسے یار میں
خوش ہی وہ سفاک دیواروں کو بسمل دیکھکر

۳۰	گو ہر مضمون عاشق کی جگہ ہو گا نہیں	بیچ موتی کوئی شبد ہی کو قابل دیکھکر	۱۹

وصلت تیرا خلد میں موقوف ہی کب حور پر
تہ گیا مشکل زبان ہر برگ نخل طور پر

پر چھپے مو سے نور جلوہ رخسار یار
ہو گیا خورشید شمع روز کوہ طور پر

ہر دو ان یکسان رہے جو چیز اون میں لطف کیا
زال دنیا ناز کرتی ہے شباب حور پر

پیروی مجنوں کی کرتے آئی عاشق آج تک
اب قیامت تک چلینگے سب اسی دستور پر

کیوں نہ ای سفاک مائل ہوں صف عشاق کی
کیا جھکی پڑتی ہیں پلکیں چشم بد مخمور پر

بہ گیا مرہم پگہل کر زخم [illegible]
جل گیا پہاہا اگر رکھا مرے ناسور پر

چھوٹے وعدون مین تمھین ونکا تماشا منظور ہے
اے مسیحا رات کٹنے کی نہین بیمار پر

جام بھرنے مین جو عکس ابروی ساقی کا پڑا
شیشۂ مے نے گلے کو رکھدیا تلوار پر

اوس میں چھاٹے سبزۂ رخسار جانان کی اگر
زہر سے چھالی پڑین لاکھون زبان مار پر

چور کی ہاتھ صفا ہے خانۂ دلدار سے
گر پڑا سایہ پھسل کر جب چڑھا دیوار پر

کب بھلا کوئی کسی کے گہ مین ہوتا ہے شریک
گل ہنسا کرتے ہین حال نرگس بیمار پر

بزم عشرت مین جو آیا وہ مسیح شعر و
جتنی تصویرین تہین وہ پھرنے لگین دیوار پر

گفتگو کرتی ہے کیا بل کی زبان حال سے
تیری زلف پر شکن آتی ہے مہرہ مار پر

چشمۂ حیوان دہن ہے ہو نہ کیونکر زندہ نام
بعد مردن ذکر ہے میرا زبان یار پر

تم وہ کافر ہو تماشے کا جو تمکو شوق ہو
بھیس مین پتلی کی ناچے آکی کالی تار پر

تیغ ابرو تیز ہوتی ہے ہنسے یار سے
جسقدر ہے باڑھ پر قدر باڑھ ہے تلوار پر

خالق حور و پری گاہک ہے ایسی جنس کا
ختم یوسف کی خریداری نہین بازار پر

اس برس جو فصل گل ہین چہچہے بلبل اوڑاکے
پر نہو کر آئین باز کی طرح منقار پر

مجکو سولی پر چڑہاتو جو عوض منصور کے
سر اوتر نے پر بھی حق رہتا زبان دار پر

قتل سے کیون تیغ ابرو رکگئی بل پڑ گئی
نقد جان ہم دیتے ہین کستی ہوئی تلوار پر

سخت جانی سنکے میری اونکو غصہ آگیا
کہتے ہین منہ کھول کر کیا باڑھ ہے تلوار پر

کچھ فقط وہ تیغ میری خون کی پیاسی نہین
جمع لپٹے بھی لہو پینے کو ہین تلوار پر

عکس جوہر سے در دندان کا ہنسنے مین پڑا
موتیون کا آج چونا پھر گیا دیوار پر

سر بھی چھوڑیگا اگر سمار سنکے کا نہین
رنگیا ہے خون ناحق ریختہ دیوار پر

۷۸ — پل مین ظاہر ہوگئی عاشق پہ ازدل کی تاب / دیکھکر مجکو نظر اونکی پڑی تلوار پہ — ۱۵

ہی صدمۂ فراق بہت میری جان پہ — اک آسمان ٹوٹ پڑا ناتوان پہ
ہو اکی شکل پر ہین نہ آدم کی شان پہ — یہ بت پڑے ہین او رکسی خاندان پہ
پتھر کی طرح آگ جھڑی جسم زار سے — جب میری استخوان لگے استخوان پہ
حسرت سے لوگ میری جنازے کو دیکھتے ہین — پیر فلک بھی رویگا ایسے جوان پہ
تیری مریض سے جو اوٹھائین ناتوان مین — جا کر مسیح بیٹھ رہے آسمان پہ
مین نے کہا کہ وعدہ خلافی سو کیا حصول — بولے کہ میرا صبر پڑے تیری جان پہ
وعدی کی معتبر ہو نہ ثابت ہو قول کا — ہر وقت ہی زبان تمہاری زبان پہ
خواہش ثبوت ہو جو سگ کو یار کی — ای شوق ابھی نکالین مری استخوان پہ
ملک عدم مین ہتی ہی کس جنس کی تلاش — ہر روز کاروان گیا کاروان پہ
بوسے جو یار کے غیر سی یار ہو شمار مین — دیکھو گے تم کہ کھیل گیا مین بھی جان پہ
حال تپ فراق طبیبون سی کیا کہون — پھیکا نہ ذائقہ ہے نہ تلخی زبان پہ
ای آہ تو نے پھونک کی جھگڑا اوٹھا دیا — لڑنے سگان کو ہضم استخوان پہ
درد فراق یار کی ایذا نہ پوچھیے — ہوتی ہین جیسے نزع کی صدمی جوان پہ
ابرو کا بل ہی آپکو غمزہ مژہ کا ہے — پیکان تیر مین ہے نہ چلا کمان پہ

۷۹ — عاشق اب اپنی خاک ٹھکانی لگاؤ تم / بیٹھو فقیر ہو کے کسی آستان پہ — ۱۶

وہ دانت پیستے ہیں باغ میں صنوبر پر
دبا کو ڈاسے لیتے ہیں سرو قد برابر پر

پڑی ہے آنکھ دم ذبح اوسکے خنجر پر
لکیریں خون کی پلکیں ہیں چشم جوہر پر

زمین سے فیض ہو کشت فلک کو مثل سحاب
جو رکھوں دامن دریا کو دیدۂ تر پر

تمہارے خندۂ دندان نما سے حیرت ہے
ہنسی کا شک ہے مجھے موج آب گوہر پر

غضب سے دیکھکے قاصد کو ہنس پڑا وہ بت
خدا نے آگ کو گلشن کیا پیمبر پر

یہ بعد ذبح نکالیں کدورتیں دل کی
کہ خاک ڈال دی خون شہید خنجر پر

وہ ناتوان ہوں کہ لیں جائیں استخوان ہما
تمہاری تیغ کا سایہ پڑے جو پیکر پر

برش کا تیغ کو غرہ مجھے ہے صبر کا ناز
ہر اک کو دونوں میں دعوا ہے اپنے جوہر پر

فلک ہوا ہے تری چشم مست پہ مائل
شکست کھائیگا شیشہ گرا جو ساغر پر

رہے نہ قید ملاقات آئیں جائیں مدام
جو گھر ہے آپ ہمارے ہم آپکے گھر پر

قیامت آئے تو ہو داد خواہ کو شادی
نماز شکر ہو دامان روز محشر پر

یہ اور بات ہے ناحق صنم جو قتل کریں
ثبوت جرم و خطا کا نہیں پیمبر پر

ذرا خدا کی قسم مار زلف یار سے ہیں
یہ خوف وہ ہے جو طاری ہوا پیمبر پر

وہ بادہ کش ہوں صراحی گلی کا ہے تعویذ
عوض کلاہ کے ہے جام کاسۂ سر پر

مآل مال ہے فقر و فنا ہے صاحب مال
رہیگا پاس نہ دم بھر یہ نقش ہے زر پر

گلا ذرا سا کٹا بانٹہ ہو گئی میٹھی
یہ دی لہو نے حلاوت زبان خنجر پر

سر اغیار رقیبوں کو سنگ باب ہوا
اوڑی یہ گرد کہ دیوار بن گئی در پر

یہ معجزہ ہے کہ روشن ہے پیر دیں کے نام
بنا ہے زیر ید بیضا کف تونگر پر

۱۸	نہین ہے غیر کا محتاج فقر مین عاشق بنا ہے موج سے اشکون کی بوریا در پہ	۶۰

قیمت لعل لب سے دلبر توڑ
دانت دکھلا کے نرخ گوہر توڑ

خاکساری سے کر صفا حاصل
اپنا آئینہ تو سکندر توڑ

آزماتا ہے کیا ہمین او ماہ
ہو جو مرضی تو لائین اختر توڑ

ہم نہ توڑینگے خاطر ساقی
زاہدا تو نہ طعن ہمپر توڑ

تیر مژگان کا ہے کمان ابرو
آزماتے ہین آپ ہم پر توڑ

سخت گوئی نکر صنم ہم سے
شیشۂ دل کو دیگا پتھر توڑ

تیر مژگان ہزار آ کے لگے
سب نے دل مین کیا برابر توڑ

جذب الفت کرے جو کچھ بھی مدد
غیر سے لائین اوسکو چل کر توڑ

دل کی قیمت اگر بنی نہ یہان
دیکھنا ہوگا روز محشر توڑ

ذبح باہر چمن سے کر صیاد
نہ یہان عندلیب کے پر توڑ

نازنین ہاتھ مین نہ موچ آجائے
بیدھڑک یون نہ تو گل تر توڑ

جان تک دیکے بوسہ لینگے ہم
اسکی قیمت کا کرلے دلبر توڑ

حرص نے در بدر یہ دوڑایا
پاؤن ڈالے مرے تھکا کر توڑ

حشر مین دیگا کیا جواب ستم
زعم باطل کو اے ستمگر توڑ

سرزنش ہو ذلیلون کو ہو نہ مفید
نکلین افعی کے دانت جون گر توڑ

ہوتا ہے جان نثار لاکہ مین ایک
ہے متاع وفا کا دلبر توڑ

عیش دنیا کے رنج ہے دنبال		جان ہی سے ناز چہ پرور تو نے
۸۱	سینہ شق کر فلق سے اے عاشق لوح دل سے طلسم پیکر توڑ	۱۶

ہین ہفتہ دوست آتی تھی یا ایکبار روز
ملتے نہین مکان پہ اب چار چار روز

کیونکر رہون نہ آٹھ پہر بیقرار روز
یکسان رہی نہ تمسے ملاقات چار روز

گردن مین ٹی الرہتے ہین لعلونکا ہار روز
رہتا ہی اشکو خون کے یکا سوار روز

پھٹتا ہے خط یار کا جو انتظار روز
کاغذ بھر اور گھٹتا ہی یہ جسم زار روز

برسا ہے ابر چار مہینے کبھی کبھی
آنکھین تمام سال رہین اشکبار روز

دونی ہوئی جو ابروون کی پیچون کی یاد
کٹ جائینگے یہ زیست کی جابدی ہی چار روز

دن کو ہمیشہ عارض روشن کی یاد ہے
شب کو بلا سے زلف ہی سر پر سوار روز

گھی کے چراغ اتنی جلاؤن اگر وہ آئین
بنجاے روشنی سی شب وصل یار روز

دن گن رہے ہین زندگی مستعار کے
گذرے قرار وصل کو اب بیشمار روز

ہوسون کی جیت ہار مین اپنا ہی فائدہ
کیون اوس قمر سی شب کو نہ کھیلین قمار روز

طفلی سے تیری در کی اوڑاتا ہون خاک مین
بڑھتا ہی چشم پیر فلک مین غبار روز

اقرار وصل کا جو کئے شب غلط ہوا
گھٹتا ہے آپکا بھی یہان اعتبار روز

قدغن ہوئی جو مے کی تو بڑھ جائینگے فسانے
تاڑی پہ اب کے سال کھینچنگے کٹار روز

شام شب فراق سے یون کانپتا ہون مین
لرزیکا جیسے آئے کسیکو بخار روز

کہاتے ہین شب کو ترک ملاقات کی قسم
پھر دن کو گھر پر آتے ہین کیون بار بار روز

۲۵	اونکے مزاج مین ہی تلون تو رشک کیا غیرون پہ التفات ہی عاشق پہ چار روز	۸۲

لیتا ہون چشم مست کی بوسہ تمام روز — دور شراب ناب ہی چلتا ہی جام روز

ہرجائی ہو نہین تمہین اکجا قیام روز — پھرتے ہو آفتاب کی صورت تمام روز

غیرون کا بار بار جو ہو منہ سے نام روز — تکرار میرے آپ کی ہو لا کلام روز

دن بھر تمہارے گھر مین ہی شرب مدام روز — گردش مین آفتاب کی صورت ہی جام روز

صاحب کرے سوال کہا تک غلام روز — کر دیجے بوسہ ہای لب سرخ فام روز

پیر فلک کی بادہ پرستی مین تنگ نہین — روشن ہی مہر و ماہ کی چلتے ہین جام روز

ہی چرخ چارمی سی لب بام طعنہ زن — خورشید سے لڑاتی ہو آنکھین تمام روز

کھٹکا اذان صبح کا رہتا ہی وصل مین — زاہد ہماری نیند نکر تو حرام روز

تو وہ عزیز مصر دل کائنات ہے — یوسف سے لیکے چھوڑ دی ہین غلام روز

ہم چھوڑتے ہین جاگ کے آنکھین تمام شب — وہ صبح تک پلاتے ہین غیرونکو جام روز

عاشق بنا ہو مجکو کسی چشم مست کا — برسون پلای مفت ہین ساقی نے جام روز

قسمت ہین فاقہ مست کی قسم خوشی کہان — برسون مین عید آئی ہی ماہ صیام روز

پوچھے کی سائلون کو یہ کہتے ہین دیکھکر — خالی نہین غرض سی تمہارا سلام روز

خالق ہی مہربان مددگار بخت سے — سنتے نہین وہ بھیجتے ہین یا پیام روز

واعظ دیا جو جنت نعیب کو طول — بڑھتا گیا نظر مین مری احترام روز

ہمنے ادب سے بات نہ کون ہم کبھی کی — سو بھی نہین کرین جو خدا سے کلام روز

مین تیرہ بخت دن کو گیا جب مکان مین
نکلا سمٹ کی روزن در سے تمام روز

زلف دراز و عارض نازک کو دیکھیے
کوتاہ نصف شب سے کہین ہے تمام روز

کی روز وصل یہ صرف سے طالع نے کوتہی
پہنچی شب فراق رہا نا تمام روز

جان حزین نے ساتھ دیا روز وصل کا
ہم ہو گئے اخیر ہوا جب تمام روز

راہ دہن جہی سے ہے خط سبز یار مین
سکتا ہے ہین یہ خضر علیہ السلام روز

پیری مین اپنے سر سے جب سے ہو سفید
ثابت ہوا کہ شب کا ہے قائم مقام روز

سودا سے زلف یار مین اولٹا سفر کیا
ہنگام سیر شب ہے تو وقت مقام روز

دم آ گئے مار زلف کی کشتے ہین جہان
ہو سکا کرین مسیح علیہ السلام روز

۴۳ — عاشق بیمار ہین یہ شب و روز ہجر کے
کاٹی جو مر کے شب نہین ہوتا تمام روز — ۱۵

وحشت رز کو لیکے نکلے بادہ خوار اب کی برس
کیا لیا قاضی کو شیشے مین اوتار اب کی برس

گہر سے کم نکلا ہے وہ رشک بہار اب کی برس
مر گئے اوس گل کی فرقت مین ہزار اب کی برس

قبر پر آتا نہین وہ شہسوار اب کی برس
خاکساروں سے ہے کیا دل مین غبار اب کی برس

جوش پر ہے ساقیا فصل بہار اب کی برس
میکدے مین گھس پڑینگے بادہ خوار اب کی برس

اے جنون ہین ضعف سے تہا شرمسار اب کی برس
پیرہن خود ہو گیا ہے تار تار اب کی برس

موتیے ای ترک گلشن کی بہار اب کی برس
طائر رنگ چمن کیجے شکار اب کی برس

وصل مین برسا ہے کیا ابر بہار اب کی برس
اے صنم ہے مہربان پروردگار اب کی برس

ہم آ گیا ہے یاد کسکا خندہ دندان نما
برق اگر لیگئی صبر و قرار اب کی برس

باغ مین وس روز تک کھیلا جو گیند ایارنی
ہو گل صد برگ پامال ہزار ابکی برس

قیدی کاکل ہون صدقہ نرگس بیمار کا
سکے پڑے ہو رہا تقصیروار ابکی برس

سیل اشک چشم سے سو بار ڈوبی ہے زمین
گر پڑیگا گنبد نیلی حصار ابکی برس

کار نشتر کرتی ہین پلکین ہماری ہجر مین
خون برسا دیگا رگ ابر بہار ابکی برس

ٹالتا ہے وصل کا وعدہ وہ آنے کا نہین
ہو گئی برسون یہی کہتا ہے یار ابکی برس

فصل گل مین ایکدن آجاؤ بہر میکشی
ہے مہینون سے تمہارا انتظار ابکی برس

۱۸	غیرت سرو چراغان رشک طاؤس چمن ہے تن پر داغ عاشق پر بہار ابکی برس	۴۴

نہین تھے جنکے زبان و لب و دہن خاموش
پڑے ہین قبر مین پہنے ہوے کفن خاموش

مثال شاعرون نے دیکے کر دیا حیران
تمہاری چشم سخن گو سے ہین ہرن خاموش

شب وصال گذر جائیگی غضب ہوگا
خدا کے واسطے بیٹھو نہ جان من خاموش

رموز خالق عالم مین فکر بیجا ہے
نہ ہو سکے گی کبھی مدحت حسن خاموش

جو معجزہ ہے قلم مین تو سحر بازو مین
صدا چھرون سے نکلتی ہے نور تن خاموش

فروغ چرب زبانی سے غیر ہین متانہ
مثال شمع جلاوینگے ہم بدن خاموش

سخن تو کیسی کھلی ہے زبان سوسن کی
کھڑے ہو باغ مین از رشک یاسمن خاموش

تمہارے دم سے یہ سب چہچہے ہین
جو اوٹھو تم ابھی ہو جاے انجمن خاموش

نہین گرفت دم تقریر لاکھ سخت کہو
سنا کرینگے ترے عاشق دہن خاموش

سنا جو ایک شکایت کا حرف عاشق سے
ہزار مرتبہ نکلا یہی سخن خاموش

رہ وہین ہین جو طرار زلف کا کھٹکا
کہین ہین بیٹھتے ہین اگر راہزن خاموش

شکستہ حال کی منہ سے نہین نکلتی بات
ہمیشہ رہتی ہے وہ زلف پرشکن خاموش

وہ کم سخن ہون کہ ہے میری پاؤن کی زنجیر
بسان سلسلۂ زلف پرشکن خاموش

خدا کے آگے گواہی قصور کی دیگا
رہیگا ایک نہ محشر مین بیخودون خاموش

زبان تیغ نہ گویا ہوئی کبھی افسوس
بغل مین رہتی ہے ہر وقت یہ دہن خاموش

کبھی نہ کلمۂ حق سامنے بتون کے کہا
مثال زلف ہے ناقوس برہمن خاموش

تمہارے آنے سے محفل ہے صفحۂ تصویر
یہ حیرتی ہے کہ ساری ہے انجمن خاموش

۸۵	کلام اور کا سننے مین لطف ہے عاشق سنا چکے ہو بہت اپنا تم سخن خاموش	۱۷

محتاج روشنی کی نہین تم برای رقص
روشن کریگا شعلۂ آواز جای رقص

گاتا جو اسے مسیح سنو تم برای رقص
زہرہ بھی آکے چرخ سے گائے بجای رقص

دل کو پکڑ کے بیٹھ گئے بتلای رقص
گالی جو آپ باندھ کے اوٹھو برای رقص

پہنچی قضا جو تمنے دکھائی ادای رقص
جو انتہای عمر ہے وہ ابتدای رقص

پھرتے ہین اہل بزم اشارے مین آپکے
ہے ناخدای کشتی محفل ادای رقص

مرے کفن کو پھاڑ کے نکلی زمین سے
ہے قطع تیری جامہ برای گل قبای رقص

ایک ایک بات اوڑائی حسینون نے آپکی
طاؤس کو کچھ اور نہ آیا سوای رقص

دونا ہے لطف رقص اگر دل لگا ہو
ہے نشۂ شراب محبت جلای رقص

جتنے شکستہ دل ہین وہ دم توڑنے لگین
گھنگرو ہزار رون بولین جو اوٹھو برای رقص

مرتے ہین اہل دل تہین الفت ہی رقص سے
اب ہاتہ اوٹھاؤ ایسی جفا سے برای رقص

جوڑا کھلا جو رقص مین کیا رنگ شب ہوگیا
تجھے شاہ حسن دام مین آیا ہما ہی رقص

بسمل تری نگہ ہین دل داغدار ہو
طاؤس کو چمن مین مبارک ہو جا ہی رقص

توڑے ہی ہزار رقص مین لیتے ہین سیم تن
ہم ناچ گہر کو کہتے ہین دولت سرای رقص

پتلی بھی رقص کرتی ہی تار نگاہ پر
جس روز سے کہ آنکہ ہوئی آشنای رقص

دامن بنت سے شعلہ جوالہ بن گیا
ایسا نہو کہ دور مین تیری جلای رقص

بیجا نہین بہار مین رندون کی ولولے
زاہد کے بھی دماغ مین ہوگی ہوای رقص

۸۶	عاشق یہ ابتدا ہی جو کرتے ہین لاکہ خون انجام کار دیکھیے کیا رنگ لای رقص	۲۳

اپنی کوچے کاٹتا ہون آپ سے زن کی عوض
سر ہتیلی پہ لیے پہرتا ہون دشمن کی عوض

اوس صنم کا حسن ہی معجز نما نام خدا
آتے ہین بت پوجنے کو خود برہمن کی عوض

کوہکن کی بیکسی پہ رحم آتا ہی مجھے
قہقہے کبک دری کرتا ہی شیون کی عوض

میری جرأت پہ بلیگا رستم دستان بہی ہاتہ
جائے تن ہی فقط مقتل مین جوشن کی عوض

میکدے کا کوئی شیشہ توڑتا ہی محتسب
سو گلے کٹ جائینگے جب ایک گردن کی عوض

لو لگی تھی دل سے جو اوس شعلہ رو کی بزم کی
جل گیا میرے کنول مین خون روغن کی عوض

صاف طینت دوسرا مجھسا نتہا آفاق مین
ہڈیان میری جلا کر لیجیے منجن کی عوض

روشنی میرے سیہ خانے مین تل بہر بہی نہین
حلقہ ہای چشم نابینا ہین روزن کی عوض

استخارہ قتل پہ میرے اگر منظور ہے
دیکھیے بالا سرو ہی کا ہی سمرن کی عوض

ایک شب بھی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہین
عمر بھر پچتاؤ گے دو دن کے جوبن کی عوض

ضعف سی سر تاب گیا وحشت مین کچھ نہین قدم
طوق میری پاؤن مین پہناؤ گردن کی عوض

دل جو توڑا سیکڑون کا ہاتھ کیا آیا اسے
توڑ دیتے قاضی کا سر شیشے کی گردن کی عوض

بیٹھے آکر جھروکون مین اوٹھا دیے حجاب
پردے آنکھون کے لگا دونگا مین چلمن کی عوض

چاک سینے کو کیا جائے گریبان باغ مین
پھاڑا دامن دشت کا صحرا مین دامنکی عوض

انتظار یار کب تک تین دن جیتا ہے کون
موت مجہ گریبان کی آئی کاش سیاونکی عوض

دل نہین رہتا ہے قابو مین کسی کی درد سے
حال ابتر کیا ہے دوست دشمن کی عوض

جہانکنی دو روزن در پہ کرتی ہو عبث
سیکڑون رخنے پڑینگے ایک روزنکی عوض

دشت دریا کوہ عریانی مین وحشت نے دکھائے
کسقدر دامن ملے ہین ایک دامن کی عوض

جہانکنی کو مین نے جب روزن کیا دیوار مین
تیر باران کرتے ہین وہ ایک روزن کی عوض

حاسدون کو قتل کیجے عاشقون کا کیا قصور
دوستون سے آپ کیون لیتے ہین دشمن کی عوض

سکتی ہین پیکر شیشے کو حیرت ہو گئی
قہقہہ کرتا ہے کیون وہ نے میرے شیشون کی عوض

خنجر قاتل کا بوسہ مانگتا تھا وقت قتل
اب زبان اسواسطے کٹتی ہے گردن کی عوض

۹	غور سے دیکھین اگر ٹکتے ہوے عاشق کے زخم اونکی مژگان ٹوٹ کر رہجاے سوزن کی عوض	۸۷

ردیف طاے مہملہ

کل بھی نہ آؤ گے نہین کہتے ہین ہم غلط
وعدے ہین جھوٹ آپکے قول و قسم غلط

تدبیر وصل یار سوا اور کچھ نہ کہہ
ناصح وہ بات کہہ کہ ہمارا ہو غم غلط

صورت دکھا دیا ہے جو مصحف کو درمیان
آیا خدا سے عہد کیا ہے صنم غلط

ہو جان سے عزیز اگر سر ہی کاٹ لو	ہین کہاؤنگا نہ آپ کی سر کی قسم غلط
کرتا ہون روز صورت حال اوس سے مین بیان	تصویر روی یار سے ہوتا ہے خصم غلط
ہمت کی ہے خلاف جو دینا جواب کا	سائل سے وعدی کرتے ہین اہل ہمم غلط
مانند صفر دہر مین خالی شکم رہا	قسمت مین میری رزق کی نقش سب قلم غلط
کیا قدردان ہو سکیگا انصاف آپ سے	سچے ہین غیر عرض کرین ہم کہ ہم غلط

عاشق یہ بیخودی مین شب ہجر کاٹ دے
ساقی پلا شراب کہ ہو جاے غم غلط

۱۸

سر جھکتے ہین یہ اوسکی ہے شمشیر کا لحاظ	سینے ہدف بنے ہین یہ ہے تیر کا لحاظ
بیت الصنم کا طوف پرستش صنم کی ہے	حکم خدا ہے کعبے کی تعمیر کا لحاظ
گو خاک مین یہ میری جوانی ملا چکا	مجکو ہے آج تک فلک پیر کا لحاظ
پل مین مٹاؤن دفتر عالم سرشک سے	پر اپنے ہے نوشتۂ تقدیر کا لحاظ
اقرار کل تھا وصل کا انکار آج ہے	کیجے ذرا تو پہلی بھی تقریر کا لحاظ
تم تک نہ آنچ آئیگی عالم اگر جلے	دیکھو ہماری آہ کی تاثیر کا لحاظ
سر پر رہا نوشتۂ تقدیر کی طرح	ایسا تھا حکم قتل کی تحریر کا لحاظ
ہے روز و شب کا فرق جو خورشید و ماہ مین	ہر اک کو دوسری کی ہے تنویر کا لحاظ
بت ہم سے پھر گئے تو خدا مہربان ہے	بندے ہین جسکے اوسکی ہے تقدیر کا لحاظ
بنتا ہے سر غبار در یار پر قدم	خاک شفا کا پاس ہے اکسیر کا لحاظ
صیاد صید کو پھیرے ہے سر کو جھکائے صید	قاتل کا وہ لحاظ نہ نخچیر کا لحاظ

وحشت مین توڑ ڈالتی ہوتا جو دسترس — کرتے کبھی نہ عرش کی زنجیر کا لحاظ

لذت سوال یار کی پوچھو کلیم سے — رہتا نہین جواب مین تقریر کا لحاظ

مطلب ہی نقد داغ سے مجکو نہ وشت سے — وحشت مین ہے نہ مال نہ جاگیر کا لحاظ

سینہ ہی نگاہ یار نہ ناوکی سے کھینچ سکی — حیرت مین ہے وہ دیکھ کے تصویر کا لحاظ

پابند ہے یہ سلسلہ حکم یار کا — دست جنون کو رہتا ہے زنجیر کا لحاظ

اظہار بھی گناہ کا کرنا گناہ ہے — اللہ کو ہے بندے کی تقصیر کا لحاظ

۸۹	عاشق یہ لطف دوستی اہل بیت ہے دوزخ کرے گا صاحب تقصیر کا لحاظ	۹

یہ روئی کر اشکون سے بہرا ہے لگن شمع — فریاد کرے کیا نہین گویا دہن شمع

پروانے یہ لپٹے تھے سراپا ہے تن شمع — شب کو پر پروانہ کا تھا پیرہن شمع

جل جاتے ہین پروانے جو عریان ہو تن شمع — ہے پردہ فانوس او نہین پیرہن شمع

کیا جلتی ہے خاموش یہ پروانے کے غم مین — گویا ہے زبان شعلہ نہ نکلا سخن شمع

پروانون کی خونریزی سے ہے بزم مین مشہور — ہے رشتہ فتیلے کا بجائے رسن شمع

کل بزم مین ہر شمع سے پروانے جلائے — مقتل تہا شہیدون کا تہی انجمن شمع

یہ سنخ ہبو کا سا بدن اور کہان یہ — ہے چربی کا پتلا تری آگ بدن شمع

ہے سوز یہان اور وہان خانۂ شیرین — رلواتی ہے کیا شمع کو یاد وطن شمع

۹۰	سوز غم فرقت نے ہمین ایسا گھٹایا گھل جاتا ہے جس طرح کہ عاشق بدن شمع	۱۴

عریان تنی مین رہگئی ثابت وفای داغ
اوتری نہ گل کی بھی مری تن سی قبای داغ

سودا ہمارا جاے جو صبح وصال ہو
مرہم سفیدۂ سحری ہو برا سے داغ

بہر لایا زخم مرہم زنگار خط سبز
کافور نور رخ ہوا تیرا دوا سے داغ

مجہ دل جلے کی خاک سے بنے لگی چراغ
مرنے کی بعد دل سے نہ نکلی ہوا سے داغ

آماج گاہ تیر ستم ہی یہ دل فگار
ناسور بھی جگر مین کئی ہین ورا سے داغ

سینے مین گل کھلائیگا ان گلرخون کا عشق
سودا ہی زلف لائیگا سر پہ بلا سے داغ

ہون تاجدار ملک جنون ہی یہی دعا
سر سے مری جدا نہو ظل ہمای داغ

دکھلا و منہ جلے کو جلاتے ہو اور کیا
الفت مین کیا ملا ہمین تمسے ورای داغ

پھونکا چمن کو خرمن گل پہ گرائی برق
گلشن مین جب بیان کیا ماجرای داغ

تہا جوش عشق ساتہ جوانی کی اب کہان
خواہش بدن کو گل کی نہ دل مین ہوای داغ

ساری ہی میری وحشت دل ناصحا کہ سر
سودائی ہو لگی جسے میری ہوای داغ

خورشید حشر کو ہو چکا چوندہ دیکہہ کر
میری سیاہ خانی مین یہ ہی ضیای داغ

تن پہنکے ہاے قبر مین درد کفن کہین
لیجائی آ کے ساتہ کفن کو قبای داغ

۱۵	سودا ہوا ضرور کسی مہ جمال کا عاشق جو تن پہ آپ کے ہین چاند جای داغ	۹۱

کیا دلجلون کی سینے کا مرہم بنا ہی داغ
ناسور ہو جگر مین جو تن پہ ہو بجای داغ

اپنا قبول غیر کا احسان ہے ناگوار
چہرکون نمک ہو منت مرہم اوٹہای داغ

دیوانہ تہا جو ایک [illegible] گل کی چشم کا
[illegible]

روز ازل سی ہمکو ہی سودای گلرخان
لالی کی طرح ساتھ عدم سی ہین لای داغ

جل جلکی جان جائیگی آخر کو ہجر مین
منعصف ہو ایک دل یہ کہانتک اوٹھای داغ

گل ہی چراغ زیست یہ روشن ہین بعد مرگ
تاریکی لحد مین مرے کام آی داغ

ہم تم چلین جو ساتھ تو لوٹ جای رنگ باغ
گل سے رخ آپ لالہ سی شبدہ لڑای داغ

اوس گل بغیر آتش گل نے جلا دیا
بدلے گلون کی ہمنی چمن سی اوٹھای داغ

تا صبح ہم چراغ کے مانند جل بجھے
فرقت کی شب یہ داغ کی اوپر اوٹھای داغ

کام آی ایسے شکنئہ امت کہ یک قلم
عصیان کی میری صفحہ دل سی مٹای داغ

گل ہاتھون پر دیے تری چہلون کی یاد مین
دل پر تمہاری چوڑیون کی غم مین کہای داغ

مرمر کی روز ہجر کٹے پوچھتے ہو کیا
صدمے سی ہی جگر کو جلایا اوٹھای داغ

تیزاب رکھون زخم جو مرہم پذیر ہو
خود آگ سی جلاؤن جو خشکی پر آی داغ

اوس شعلہ رو کی عشق مین پروا نہین مجھی
بھڑکے جگر کی آگ کلیجہ پکای داغ

۹۲
ہمسے جنون عشق چھپاتے ہو کس لیے
بیوجہ عاشق آپ نے دل پر اوٹھای داغ
۲۱

پھر جائے گی سخن مین بہرا ہی گزاف صاف
باتون سی دم نظر سے کھلا انحراف صاف

چہرہ ہی بدر صاف تو زہرہ ہی ناف صاف
مژگان یار چرخ کی جہاڑو ہی صاف صاف

کرتے ہین حق تن کو کافرون کی ایک وار مین
تا ناف دو ہیرہ عبد مناف صاف

اک اک مژہ ہی یار کی سینہ ہی چاک چاک
چاقو سے جس طرح ہو قلم مین شگاف صاف

دہوکا ہی شاعرون کو جو اونکی دہان مین
کرتے نہین کلام پئے خلاف صاف

مجھکو جو ایک آئینہ رو کا خیال تھا
مغلق تھی گو زمین کہی شعر صاف صاف

صاحب مری طرف سے تکدر نہ چاہیے
بندہ کرے گناہ کا جب اعتراف صاف

ثابت ہے ماہ نو سے تمہارا عروج حسن
ابرو کی تیغ کا ہے فلک پر غلاف صاف

وہ بت ہزار مرجع عالم نظر پڑا
اسلام و کفر کا نہوا اختلاف صاف

اعضائے تن سے نور کا دریا ہے موج زن
گرداب بحر حسن و صفا ہے وہ ناف صاف

گرد صنم پھرا تو مکدر ہے شیخ کیون
حج کر لیے کیا ہے ابھی سے طواف صاف

کیا انقلاب ہے کہ مکدر ہوے ہین دوست
جنکو غبار تھا وہ ہوے ہیں خلاف صاف

دل مین غبار ہو تو صفائی کی ہے عبث
اندر بھری ہے خاک ہوا گو غلاف صاف

لیتا ہون اپنے ساقی مہوش سے صندلی جام
مانگون جو درد دیتا ہے وہ بر خلاف صاف

کچھ بھیجیے تو سمجھون کہ دل مین نہین غبار
مدت کے بعد پھر ہو یہ اتحاف صاف

چھایا جہان کو مرے دود آہ نے
خورشید حشر کا نہوا انکشاف صاف

کرتے جو ہو وضو گل رخسار پوچھ لو
پانی ہوا عرق کے سبب سے مضاف صاف

بہکا طریق عشق مین مین خاکسار کب
تمنے رہ وفا سے کیا انحراف صاف

سنہ پیٹتا ہون یاد جو فرقت مین آتے ہین
وہ گورے گورے ہاتھ وہ رخسار کے شفاف صاف

تیغ علی سے کافرونکی دل مین تھی غبار
کر دیتی تھی صفون کو وہ بر قوم صاف صاف

۱۴	عاشق بجز خدا یہ بتون مین صفت کہان دم بھر مین جو گناہ کرے سب معاف صاف	۹۳

وصال یار اگر حشر پر رہا موقوف
مریض ہجر سے کی پاس سے دوا موقوف

وفور گریہ مین نالی نکر ذرا موقوف | غضب ہی مینہ مین اگر ہو گئی ہوا موقوف

ہمارے دشت خطرناک مین نہ آ مجنون | کہ تند تون سی ہوا ہی یہ رستا موقوف

عجب طرح کا لگا روگ سب کو ہوتا ہین | بتون کی یاد کو دل سی کری خدا موقوف

مین کیا تمہاری صفائی کا اعتبار کرون | وہ کون بات بڑہائی وہ کیا کیا موقوف

وفور خلق سے دیوار قد آدم ہے | گلی مین یک نظر کا ہی رستا موقوف

یہ عہد ہم سے لیا جب کیا ہی وعدۂ وصل | نہ آئی حرف شکایت رہی گلا موقوف

نقاب اوٹھائی تری رخ سی بادہ نوشی نی | وفور نشہ سے سی ہوئی حیا موقوف

پہنچ گئے تھے بہانے سی داد خواہون کے | ہمین جو دیکھا تو دربار کر دیا موقوف

کیا ملاحظہ جب بند نوملازمون کا | ہمارے نام کو دیکھا تو لکھہ دیا موقوف

مریض عشق کے بچنے کی کون صورت ہے | غذا مہینون سے ہی ترک اور دوا موقوف

جو ہوگا لقمۂ ثعبان زلف سب عالم | دہان گور کی ہو جائیگی غذا موقوف

ہمیشہ دل مین مری داغ عشق جلتا ہے | نہوگی روشنی خانۂ خدا موقوف

الٰہی دور بخیلون کا جای دنیا سے | کرین جو ایک ملازم ہزار ہا موقوف

اسی امید مین جیتی ہین دم فنا ہو جای | ابھی جو وصل کا ہو جای آسرا موقوف

بساط جسم مین اک مشت خاک رکھتے ہین | ہماری ہڈیون پر رزق ہی ہما موقوف

۹۴	سنا جو آپ کو رہتا ہے خوف بد نامی بیان عشق بھی عاشق نے کر دیا موقوف	۱۸

دل پر تمہاری نقش ہوا ہی بیان شوق | کاف قلم دکھاتی ہی مہری زبان شوق

وہ آپ دوڑے آئیں اگر جذبِ دل کھاؤں
او ٹے لگوں کروں میں اگر امتحانِ شوق

سینے میں داغ نبض میں تپ پاؤں میں ورم
سر میں جنون ہے خانۂ دل ہے مکانِ شوق

قاصد زبانی کہیو بیان کا ہے تمام
تحریر سے تمام نہوگا بیانِ شوق

نیند آئی تمکو نکلیں مرے دل کی حسرتیں
سن لو جو وقت خواب کبھی داستانِ شوق

ہے جستجو ہے منزلِ مقصود کو سے یار
نالہ جرس ہے سینے میں ہے کاروانِ شوق

قاصد کی شکل بنکے چاہیں لینگے خط کو آپ
پیغام بر سے ہو نہیں سکتا بیانِ شوق

سینے پہ آج ہاتھ وہ رکھتے ہیں بار بار
پاتے ہیں میرے دل کی تڑپ سے نشانِ شوق

سب خود غرض ہیں بندہ بیدام ہیں ہمیں
الفت کو آزماؤ کرو امتحانِ شوق

بہتا ہوں کوے یار کو طوفان اشک میں
ہے ناخدا ہے کشتی تن بادبانِ شوق

اس تیر کا نشانہ نہیں جز دلِ حبیب
سقفِ فلک کو توڑ نہ کیونکر فغانِ شوق

جلد آئیے تمام شبِ انتظار ہے
اب جان دیگا پاس ہے یہ نیم جانِ شوق

نکلے کی جان میری نہ نکلے جو گھر سے تم
منظور ہو تو کر لو ابھی امتحانِ شوق

باتوں میں ہم رلائیں ہنسائیں ہیں لطف ہے
سنئے ہمارا قصۂ غم داستانِ شوق

سلطانِ ملکِ عشق ہوں کہتا ہوں فتحِ غم
دل درد کا خزانہ ہے سینہ ہے کانِ شوق

کچھ منہ سے گو حجاب کے مارے نہ کہ سکے
بے چین ہو گئے وہ سنی جب فغانِ شوق

گستاخ ہو نہ ہاتھ اٹھا دیجئے نقاب
سو بار آپ کر چکے ہیں امتحانِ شوق

۹۵	عاشق بگڑ نہ جائے وہ نازک مزاج ہے لب پر نہ آئے آہ نہ نکلے فغانِ شوق	۳۰

ڈہا دیگی سقفِ فلک ہمتِ مردانۂ عشق | توڑ ڈالینگے عرش کی زنجیر کو دیوانۂ عشق

سخت پتھر سے سوا ہے دلِ بیگانۂ عشق | سنگ مین نشو و نما خاک کرے دانۂ عشق

ضعف مین سجدہ کرینگے مجھے دیوانۂ عشق | جھک کے بچھاؤنگا محرابِ درِ خانۂ عشق

جسکو دیکھا وہ ہے سرشار مئے الفت سے | دورۂ چرخ سے ہے دورِ خطِ پیمانۂ عشق

ساتھ الفت کی نزاکت سمایا دل مین | دوسری اور بلا ہو گئی ہمخانۂ عشق

آج پوری ہے کرامات تو بے عقلون مین | حال کہتے ہین پریروز کا دیوانۂ عشق

حسرت مملکتِ حسن مین سب جلتی ہین | شمع لکھوا کے نہین لائی ہے پروانۂ عشق

کیا ضرر ہو جو چمن سے نہ اوٹھا دے صیاد | بید مجنون کے رہین سائے مین دیوانۂ عشق

ہر گھڑی آتے ہین زہاد نصیحت کرنے | مجکو اپنا سا بنا دینگے یہ بیگانۂ عشق

غم مرض یاس تڑپ چپ ہے لحد دشتِ عدم | کوئی بے خوف نہین منزلِ ویرانۂ عشق

حالِ دل کہتا ہون تو ملتے ہو اوٹھ جاتے ہین | بخت سو جاتا ہے سنکر مرا افسانۂ عشق

اپنی وسعت کا سمندر کو بڑا ہے غرہ | حال کھل جائے چھلک جائے جو پیمانۂ عشق

جام سے دل کو کھلے حالِ جہان تیغ ہے کمال | مدتون جم کو پڑا یاد خطِ پیمانۂ عشق

[illegible] کی ہوئی الفت خالِ ابرو | آب شمشیر سے سرسبز ہوا دانۂ عشق

دیکھین محشر مین وہ سرسبز کسے کرتا ہے | لوگ تو تخم عمل بوتے ہین ہم دانۂ عشق

رقص طاؤس فلک کا جو تماشا دیکھو | دل پہ داغ آئے نہ [illegible] مستانۂ عشق

منزلِ گور مین اونہین تو فراغت ہو جائے | وحشت مین وہم نہین لیتے کہین دیوانۂ عشق

لین جدا ہوش شعلۂ عارض کی بلائین شب وصل | بن گئی ہاتھ ہمارے پہ پروانۂ عشق

دل کی منزل میں نہ ہونا تو نہ پہنچتی توقیر
سمجھیے ای مہر لقا ہی شرف خانۂ عشق

۹۶	نخل الفت دل سوزاں میں ہوا عاشق سبز	آپ نے بہار میں جو ہونکا تھا عبث دانۂ عشق	۱۵

جل جلکے تپ غم سے فلک کون ہوا خاک
ماتم ہے یہ کسکا جو اوڑاتی ہے صبا خاک

ہم ہو گئے آخر نہ طبیبوں سے ہوا خاک
زہر غم فرقت پہ اثر کرتی دوا خاک

کیا پیر ہوے ضعف سے اک طفل کے غم میں
سمجھے تو اوٹھایا نہ جوانی کا مزا خاک

پروا ہے غم عشق نہ کچھ قدر وفا ہے
درد دل بیتاب سناؤں تمھیں کیا خاک

کیونکر نہ جلاتا ہمیں داغ غم احباب
کیا کیا نہ ہوے اپنے عزیز و رفقا خاک

افسانہ دم صور سرافیل ہے مجھکو
تاثیر کریگی دم عیسے کی ہوا خاک

ہے گرد کدورت سے بھری شیشۂ دل میں
نکلے گی مرے سینے سے بھی آہ کی جا خاک

وہ زار ہوں گر پڑتا ہوں جھونکوں میں ہوا کے
دب جاؤں جو تھوڑی سی اڑا لائے ہوا خاک

دل خاک کے پتلوں سے لگانا نہیں اچھا
ہو جائینگے اک روز یہ پھر بعد فنا خاک

مُردے کی طرح گرد کدورت میں اٹا ہوں
جینے کا مزا فرقت جاناں میں ہے کیا خاک

ای دیدۂ تر چشم امید اور بھی ہوتی
جب کوچۂ دلبر سے اوڑاتی تھی ہوا خاک

ہشیار ہو مسکن ہے ترا ایک دن اس جا
ہر شخص کی یہ قبر بتاتی ہے صدا خاک

وہ سوختہ طالع ہوں کہ خرمن میں لگی آگ
دانہ مری قسمت کا کرے نشو و نما خاک

بیماری فرقت سے یقیں ہے نہ سنبھلنگا
ملتی ہے در یار کی کب بہر دوا خاک

۹۷	جاکر در آقا کو نہ آنا کبھی عاشق ہو جائیگی اک روز تری خاک شفا خاک	۲۳

بلبل کی طرح اوڑ کے ہزار آئی چمن تک
پہنچا نہ کبھی ہاتھ ترے گل سے بدن تک

شیرینی لب تیری ملاحت نے مٹادی
آئینہ جو دیکھا تو ہوا شور دہن تک

دلچسپ ہے کیا ایک سے بن رونق گلشن
پرواز کی خو بھول گئے مرغ چمن تک

بدنام کیا آپ کو اس دل شکنی نے
محبوب رہے خوب رہی عہد شکن تک

نافہ کو تری لٹ کے بالوں میں بساتے
یہ مشک پہنچتا جو کبھی ملک ختن تک

وہ آپ کو کنعان کے کوئیں میں نہ گراتا
یوسف کو رسائی نہوئی چاہ ذقن تک

ہو شمع کے شعلے میں اگر سوز ہمارا
پروانے کی صورت ابھی جل جائے لگن تک

جراح کوئی تازہ جراحت کو نہ ٹانکے
دیتے ہیں لہو میرے ابھی زخم کہن تک

پھر جائینگے ہم غیر کی تقلید نہ کیجیے
عاشق تجھے تری چال کے بسیار ختن تک

مجنون کو بیابان میں پیارا ہے تجسس
آوارہ وطن جاتی ہیں آوارہ وطن تک

گھیرے ہیں بہت راہ میں غربت کی بلائیں
مشکل ہے پہنچ جائیں سلامت جو وطن تک

یہ وحشت گیسوی معنبر کی ہے تاثیر
آتے ہیں مجھے سونگھنے صحرا کے ہرن تک

مر کر یہ مٹا زور رہی دست جنون کا
اس ہاتھ سے ٹوٹا نہ کبھی تار کفن تک

تقدیر نے وحشت میں بنایا وہ گھر اپنا
کالے ہوئے جس دشت میں گرمی سے ہرن تک

وہ کون ہیں کہتے ہیں جو فرقت کی کہانی
نکلا نہ مرے منہ سے شب وصل سخن تک

کیا داغ جنون مٹتے مری جامۂ تن سے
بیداغ میسر نہوا مجھکو کفن تک

عالم میں کوئی تازہ جوان ایسا نہوگا
جھک جھک کے جسے تاکتا ہے چرخ کہن تک

شکوہ نہیں غربت میں کسی نے جو نہ پوچھا
بیزار ہیں صورت سے مری اہل وطن تک

دل توڑ دیا دور سے مژگان نے ہمارا
قسمت نے پہونچنے نہ دیا ہیر فگن تک

بیری نے یہانتک چمن حسن کو لوٹا
باقی نہ حسینون کی رہی صورت حسن تک

برپا ہوا اک عالم بالا مین تزلزل
فریاد نہ پہنچی تھی ابھی میرے دہن تک

چہرے کو ترے غیر کے بوسون نے بگاڑا
داغی نظر آتا ہے مجھے سیب ذقن تک

۹۸ — پیچ نے زلفون کے ڈرایا مجھے عاشق
چھوٹا نہین ہین جان کے بازار رسن تک — ۱۱

ردیف گاف فارسی

کہتے ہین جان سبزہ رنگ خضر دو کلان سبزہ رنگ
خضر تہان سبزہ رنگ ہے وہ جوان سبزہ رنگ

کیسا لبون کا بوسہ تہا غم ہوا جی کی جانیکا
سہم تہا ہماری حق مین کیا آب پان سبزہ رنگ

عکس پڑا تہا گالونکا سبز ہوے نکالتے جو تہا
دیتا تہا دہوکا طوطی کا زاغ کمان سبزہ رنگ

ہوری چمن مین کہیلتے بہر گئی سبزے رنگ سے
بہتا ہے بدلی پانی کے آج میان سبزہ رنگ

چپ ہین ستم کے کرنے سے دیکھ لہو کو ڈر گئے
ہوگئی میری مرنے سے لال زبان سبزہ رنگ

طالب بوسہ ہون مین اس لئے مین خمونکی ہین غبار
زہر ہے مجکو خط یار رشک فشان سبزہ رنگ

غیرت گل ہین دونون گال اوسکے وہ طوطی کا نہال
پتے کی رگ کی ہے مثال جسے میان سبزہ رنگ

سنتے ہین سبزے کا نون کی جہکے زیادہ گالون
سبز ہے مین سب کو بڑھکے دیکہون بیان سبزہ رنگ

پان چبا کے ایک ابھی تیز ہی ہے بات اونکی
فاقل سرخ اثر مین تہی منہ مین پان سبزہ رنگ

دیتا ہے مے سے ہی بہار سبزی کی نشہ کا اوتار
سبز ہے پر لب جو ہین ہوا سبز خطان سبزہ رنگ

۹۹ — عاشق کیجیے اوسکے ڈر سایہ سے جسکے ہے حذر
زہرون کی سارے ہین شجر طفل و جوان سبزہ رنگ — ۱۲

ردیف لام

زلف میں تیرے ناؤں ہی ہے زندان آج کل
خوف سی تھمتی نہیں وو دن نگہبان آج کل

دامن صحرا گریبان تن عریان بنے
ای جنون اتنی اوڑا خاک بیابان آج کل

عشق پھر تازہ ہوا اک غیرت بلقیس کا
پاس ہی اپنی بھی سامان سلیمان آج کل

پھاڑ کر کپڑے لگا دی دامن صحرا میں گوٹ
کار سوزن کرتی ہیں خار مغیلان آج کل

گر بنایا ہی زمین کا جوش سودا نی ہمیں
ناپ ڈالی ہیں بیابان سی بیابان آج کل

پاؤن سی سر اوٹھ نہیں سکتا ہمارا ضعف میں
ہی گریبان دامن اور دامن گریبان آج کل

نغمہ پیرا ہی نہیں اب کوئی باغ دہر میں
بلبلوں سی ہو گیا خالی گلستان آج کل

غم گیا وحشت سی داغ ای دل علاج داغ ہی
داغ سودا سی مٹی داغ عزیزان آج کل

آتش تر تیز رو ای ساقی گلرنگ لا
بادہ خواری میں کٹے فصل زمستان آج کل

تیرا دیوانہ نظر بند اسے پری رو ہو گیا
دور سر پریوں کا ہوا دیوار زندان آج کل

کاٹی ہیں جل جل کی راتیں انتظار یار کی
سر سی پا تک ہو گیا سرو چراغان آج کل

جسکو دیکھا ای فلک وہ رنج سی خالی نہیں
خوش نہیں پایا کوئی جز زخم خندان آج کل

قامت و ابروی جانان کی الف بی یاد ہی
جانتا ہوں قیس کو طفل دبستان آج کل

شعر کیا موزون ہو کوئی قامت موزون نہیں
مرغ گلشن تک نہیں دیکھا غزلخوان آج کل

غم نہیں رہتا نشان سست قاتل جان کر
مجکو خوش کرتی ہیں تیرے زخم خندان آج کل

ہونٹ دانتوں سی چبائی کی اوہیں یا دست نہیں
کان سوتی کی دکھاتا ہی بدخشان آج کل

دور ایسا ہی خدائی میں ثبات ہند کا
ہی مکافات گنہ قتل مسلمان آج کل

نرم گوئی اختیار اپنا ہو دوران سی جو کی
منہ میں اپنی ہیں بن دندان سی نادان آج کل

پنڈلیوں تک آب خجلت مین پری غرق ہین
آفتاب حشر ہے وہ روی تابان آج کل

ہے وہ والی چشم سے لخت دل سوزان گرین
خانۂ زنجیر کو کیجے چراغان آج کل

روی روشن سے ذرا اوٹھو نقاب ای سرد مہر
گرمیون پر ہے بہت خورشید تابان آج کل

پیٹ پپیلی کی باون کی نمو ہونے لگی
ہو گی چشم جوہر آئینہ حیران آج کل

نرگس شہلا سے کبھی وحشت ہے یاد چشم مین
ہماو کھلاتا ہے کہیا آنکھین گلستان آج کل

دشت مین منزل مسافت ہے قدم کی ضعف سے
ہین ستاری کوس کی خار مغیلان آج کل

۱۰۰ — ۱۸

وصل عاشق سے تمہارا حسن پکا ہو گیا
سرخ بوسون سے ہوا سیب زنخدان آج کل

ایسا ہزار بار کھلا کب چمن مین گل
غنچہ ہے خامشی مین دہن پہرہن مین گل

ہین جسم کی چمک سے جواہر بدن مین گل
بازو پہ آکے مل گئی ہین نورتن مین گل

لب پر جو عکس رخ ہے تو رخ پر ہے عکس لب
نکلے عقیق باغ مین پہوٹے یمن مین گل

اک گل ہین ان کو وصل مین شادی سے جان بھی
سہرہ بنا و گوندہ کی تار کفن مین گل

باتون مین پہول جہڑتے ہین آواز خوش کی ساتھ
تنے پروئے رشتۂ صوت حسن مین گل

گیسو مین آج ہار نہ لپٹے سبب ہے کیا
مشاطہ کی خطا سے نہ پہنچے ختن مین گل

اوس گل کی چال باد بہاری سے کم نہیں
بنجاتی ہے بنت کی کلی پیرہن مین گل

ہر صبح بال کہول کے کنگہی اگر کرو
بنجائین مشک زلف سیہ کی شکن مین گل

دو گے جو ایک پہول سر سے اگر غیر کو
پہوٹے گا آج کوئی نیا انجمن مین گل

بجہ جاتے ہین حسین سر کے منہ کو دیکہکر
ہو جاتی ہین چراغ تری انجمن مین گل

گلچین کی ہاتھ خشک کریگا آہ عندلیب
اگلے برس تو پھولین خوشی سی چمن مین گل

سینے کی داغ دل کو نہ کیون کر عزیز ہون
مشہور ہے کہ خار ہین اپنے وطن مین گل

اسرار جیہ مدحتِ گل رخسار سی ہی خوش
ہی پھولا کر زبان ہمارے دہن مین گل

خوشبو جو بوسۂ گل رخسار سی ہی منھ
دانتون کی جا ہرے ہین ہمارے دہن مین گل

دنیا کی نیک و بد سے رہا مجکو احتراز
غربت مین کبھی خار نہ سونگھی وطن مین گل

کنٹھی کے دانی پھوٹے ہین جوش بہار سی
ناقوس ہو گیا ہی کف برہمن مین گل

دکھلایا رنگ یہ لب لعلین کی عکس نے
خال سیہ کا داغ ہی سیب ذقن مین گل

۱۰۱	عاشق بہار پھول کے ہارون کی مٹ گئی اوس گلبدن کی ملگئے رنگ بدن مین گل	۲۷

فصل منجواری ہی دیکھو رنگ گلشن آج کل
ٹیکا پڑتا ہی رخ ہر گل سی جوبن آج کل

عکس افگن ہی کسیکا روی روشن آج کل
لہ گل خورشید سی پھولا ہی گلشن آج کل

سوز ہی رونق فزائے خانۂ تن آج کل
سب تن کی استخوان ہین شمع روشن آج کل

آہین کرتا ہون جو تیری ہجر مین آٹھ پہر
مثل انجم پڑ گئے ہین چھت مین روزن آج کل

خودستائی سی بتون کا عرش پر پہنچا دماغ
پیر گردون بنگئے طفل برہمن آج کل

رخصت فصل بہاری ہی قیامت آگئی
صور اسرافیل ہی بلبل کا شیون آج کل

سیر ہو دلکو لو لگی ہی اک چراغ طور سے
خون تن مین جل رہا ہی مثل روغن آج کل

سیل خون مین تیرتی پھرتی ہین سر عشاق کے
موج زن ہی آب آہن تا بگردن آج کل

بے حجابی مین ہوا دارون کی وہ سینہ تھین
روی روشن ہی چراغ زیر دامن آج کل

شعلہ ور ہے دل جلون کو قتل سے قاتل کی تیغ
مثل روغن جل رہا ہے آب آہن آج کل

پرتو گلہای رنگین کی ہوا پر نقش ہین
بن گئے زاغ و زغن طاؤس گلشن آج کل

جھومتی ہین موج نکہت سے در و دیوار باغ
لڑکھڑاتے چلتے ہین مرغان گلشن آج کل

گل کھلے ہین دانہ تسبیح زاہد پھوٹ کر
غنچہ ہای گل ہین ناقوس برہمن آج کل

رہزنی کرتی ہین زلفین اوس مسیح وقت کی
لٹتی ہے راہ سواد شہر لندن آج کل

زاہدان خشک بھی پھسلے تری تقریر پر
چکنی باتون سے ملا دو تو فی روغن آج کل

ماہتابی آپکی بے چاندنی دیکھی نہین
چادر مہ ہے نقاب روی روشن آج کل

آستینون دار کرتی تھی کوئی محرم نہ تھا
چھپ نہین سکتا ہے نا محرم سے جوبن آج کل

بعد بربادی ہوا ہم خاکسارونکا ملال
کچھ مکدر ہو گیا ہے روی روشن آج کل

بے حفاظت کے کمر وہ قتل پر کستی نہین
حلقہ ہای زلف کا پہنے ہے جوشن آج کل

اندنون سو باف چوٹی مین نہین اس راہ سے
کیچلی جھاڑے ہوے ہے مار رہزن آج کل

مژدہ اے دل عشق بازی اب بہت آسان ہے
ہم نے کم دیکھے حسین پاک دامن آج کل

گھر جلتا ہے سوز نالہ ہای گرم سے
روزن قفل ہین دیوارونکے روزن آج کل

دل نکلجاتا ہے قابو سے فراق یار مین
اپنے اعضا ہو گئے ہین اپنے دشمن آج کل

ہین مکافات گنہ جو حادثات دہر ہین
مین بھی راضی ہون جو خوش ہے میرا دشمن آج کل

بت کی الفت مین خدا سے عداوت ہو گئی
سب نے مین آسمان ہین میرے دشمن آج کل

۱۰۲	قبر مین رونے سے پلکون کو نمو الیتی ہوئی چھپ گیا کانٹون سے عاشق اپنا مدفن آج کل	۴۶

ہم اے فلک نہ تھے وصل یار کے قابل
وہ جبر کر کہ جو ہو اختیار کے قابل

مثال شمع ہوے جل کے خاک فرقت میں
رہا نہ جسم کفن کے مزار کے قابل

دکھا دے گرمی خورشید حشر اے گردون
یہی چراغ ہے میرے مزار کے قابل

تمھیں تو دیکھ کے معشوق ہو گئے عاشق
وہ پیار کرنے لگے جو تھے پیار کے قابل

خدا کو بھول گئے ہم کہ یہ محبت ہے
بتوں کی عشق میں ہیں سنگسار کے قابل

رہے نشان تن داغدار گور میں بھی
چھپت کا تختہ ہے میرے مزار کے قابل

عبث ہے کثرت انجم پہ اے فلک نازان
ہمارے داغ کہاں ہیں شمار کے قابل

نماز چھوڑ کے زاہد بتوں کو سجدے کر
یہ بندگی نہیں پروردگار کے قابل

فلک دکھا یا نہ عہد شباب جانان کو
شباب ہمکو ہوے جب وہ پیار کے قابل

کبھی تو سبزۂ گور شہید کو روندو
حنا نہیں کف پائے نگار کے قابل

ہرا ہو ضعف کا ثابت نہ نکلی آہ کبھی
شکست گنبد نیلی حصار کے قابل

مرے جو آرزوے وصل یار میں گھل کر
زمین نے بھی نہ سمجھا فشار کے قابل

گرا دیا ہے لاغر نے مجھکو نظروں سے
وہ ترک چشم ہوے جب شکار کے قابل

بنا کے غصے کا چہرہ رلا رقیبوں کو
نہیں یہ چھیٹا ترا خاکسار کے قابل

کرو نہ صبح کا وعدہ کہ شب نہ گزرے گی
حریف عشق نہیں انتظار کے قابل

جو مانگتا ہوں اجازت میں گھر میں آنے کی
تو آپ کہتی ہیں اب تم ہو دار کے قابل

بہت کی غیر کا جامہ کرو نہ سمجھے کلام
رہو گے یار نہ بوس و کنار کے قابل

سنیں وہ رو کے جو ابر بہار کی صورت
نہیں یہ جھالا ابھی گوش یار کے قابل

تسلی دل مضطر کی کچھ کرو تدبیر
تمہارا قول نہین اعتبار کے قابل

یہ جسم زار کہان یار کو وہ مہر کہان
سزا بھی ہوتی ہے تقصیروار کے قابل

ہزار ہے سگ اصحاب کہف کی عظمت
نہین مثال سگ کوی یار کے قابل

وہ بے نشان ہون کہ گنتا ہے کون ایسی کو
نہین ہین پرسش روز شمار کے قابل

کسطرح نکلے گی شب دراز فراق
مگر ہے عمر خضر مستعار کے قابل

خوشی سے پہول کے ہون وصل مین جو شادی مرگ
ملے نہ دہر مین وسعت مزار کے قابل

چراغ داغ سے ہون کام کیون نہ فرقت مین
یہ ہے اسی شب تاریک و تار کے قابل

١٠٣	غبار خاطر افسردہ ہوگیا عاشق صفاے آئینہ روے یار کے قابل	٢٠

ردیف میم

بٹھلائین نقش دل مین تمہارے فغان سے ہم
کار قلم دکھاتے ہین زبان بیان سے ہم

کیا آپکے مزاج مین نخوت سما گئی
رکھتے ہین خود دماغ بلند آسمان سے ہم

بوسہ جو خط کا دو تو ابھی جذب دل کہائین
نقطہ اوٹھالین خال کا نوک زبان سے ہم

طوفان چشم نے تن لاغر بہا دیا
عاجز ہوے ہین کشتی بے بادبان سے ہم

ہم اونکی بات کاٹتے ہین شوق قتل مین
قاتل کو باڑ دیتے ہین تیغ زبان سے ہم

احوال حشر کہکے پہر اسے نہ زاہدا
غفلت مین اور آگئے اس داستان سے ہم

محفل تمام صورت تصویر ہو گئی
مانند روح جاتے رہے درمیان سے ہم

دی جان آہ کرکے فراق بہار مین
لٹہ گئے جرس کیطرح کاروان سے ہم

پیری نے لطف زیست ملایا ہے خاک مین
وہ ولولے جوانی کے لاتے کہان سے ہم

بلبل وہ ہین کہ رونق گلزار دہر ہین | بھڑکا رہے ہین آتش گل کو فغان سے ہم
پردہ اوٹھا کبھی نہ در جلوہ گاہ کا | آتے ہین اشتیاق مین پیاری کہان سے ہم
پلا دکھاہین کیون نہ تمہین تیر آہ کا | یہ ضعف سے جھکی کہ ہوی ہین کمان سے ہم
صیاد باغ دہر مین کیا مزے کرین | بچھٹین گے کبھی تو بلبل باغ جنان سے ہم
جب رو رہے دوستون کو ہوا چشم مین غبار | اندہے ہوے ہین گرد رہ کاروان سے ہم
افشان چھڑکنے کی جو اجازت ہمین ملی | تارون کو توڑ لاہین ابہی آسمان سے ہم
فصل بہار جاتی ہی مٹی مین مل گئے | تھے نقش پا کہ چھوٹ گئے کاروان سے ہم
پیاسی لہو کی خاک ہے جلاد چرخ ہے | عاجز ہین اس زمین سی تنگ آسمان سے ہم
سیر چمن سی ہاتھ اوٹھایا بہار مین | بلبل کی طرح بحث کرین باغبان سے ہم
شام فراق دیکھتے ہی موت آگئی | زیر زمین چھپے ستم آسمان سے ہم

١٠٤	عاشق عدم سے یہ دل پرداغ ساتھ ہے گلدستہ باندہ لائے ہین باغ جنان سے ہم	٢١

تمنے جگنو بھی باندہے آنچل مین | برق چھپتی پھرے گی بادل مین
پھول ہین اونکا فرش پا انداز | عطر جلتا ہے ساتھ مشعل مین
مے پچو ایسی مت کھینچو شراب | کاگ ٹھہرے کبھی نہ بوتل مین
پاؤن پر سر ہے ضعف سے اپنا | وہ اکڑتے ہین حسن کے بل ہین
سخت جانی سے میری گل یہ کھلا | پھول آتے ہین تیغ کے پھل مین
قتل ہوا چار دن مین جو آیا | چار قتل ہین تمہاری ہیکل مین

کیون یہ امروز اور فردا ہے — ہمتو آخر ہین آج مین کل مین

ساقیا ہے شراب آتش تر — وے وے شعلے کا کاگ بوتل مین

پتلیان ہول اوٹھین آنکھون کی — نسخہ سامری ہے کاجل مین

زلزلہ ہے تمھاری چال نہین — خفتگان لحد ہین ہلچل مین

روز رہتا ہے شغل آرایش — صبح ہوتی ہے مستی کاجل مین

گردنا ہے سیہ داغ جنون — نقش جب ہے تمھاری ہیکل مین

جل بجھین سگے بدن مین خون نہین — تیل اب ہوچکا ہے مشعل مین

دل جلا ہون جو ہون بغل مین شراب — چھالے پڑ جائین لاکھون بوتل مین

سے کشتی مین ہماری عمر کٹی — نہ دیا ہمنے کاگ بوتل مین

شرم سے وہ عرق عرق جو ہوے — پانی گھنگرو کی آیا چھاگل مین

بادہ خواری کا نقش بیٹھ گیا — کام آئین شراب کی قلمین

سوزش سینہ کم ہے پیری مین — آگ بجھتی چلی ہے منقل مین

رخ رنگین تک آگئین زلفین — خوب پھولین گلاب کے قلمین

سے بہی زہد خشک کی وارد — آتش تر بھری ہے بوتل مین

۱۷	لب شیرین کی گالیان عاشق تا و شیری مین شہد حنظل مین	۱۰۵

نزا ہو وقت بہار مین سیر شب مہتاب کہان — دور ساغر یہ کہان صحبت احباب کہان

ہو اوڑا جاتا ہے آگ سے تاب کہان — دل مضطر سے مری نسبت سیماب کہان

تیرے دانتوں کی تصور نے ڈبویا ہمکو — اسقدر گوہر یکتا ہیں بھلا آب کہاں

برہمن دیر میں جاتی ہیں تو سجدے کرتے — مسجدیں نام کو ہیں یہ ادب آداب کہاں

جھوٹ تہمت جو لگاتی ہیں تو جی جلتا ہے — ہیں کہاں آہ کہاں خرمن مہتاب کہاں

اوٹھ گیا باغ سے افسوس نہ مانا کہنا — میں نے ہرچند کہا او گل شاداب کہاں

شدت درد جگر سے نہیں بولا جاتا — شاید ہیں آنکھیں تصور میں مجھے خواب کہاں

ایک افسردہ دلی نے یہ مٹادی رونق — گل ہیں سب داغ بدن پر گل شاداب کہاں

رات دن یاد میں اس گل کی لہو روتا ہوں — نسبت ہجر بشر فرقت سرخاب کہاں

دیکھ دل کو تصور میں کرو نگار روشن — طاقت دید رخ مہر جہانتاب کہاں

پیاس بجھتی ہے تری تیغ سے قاتل پل میں — ہے چمک آئنہ مہر میں یہ آب کہاں

نیند اوڑ جاتی ہے وہ سیٹ جو یاد آتا ہے — ہے تصور مجھے مخمل کا مگر خواب کہاں

کشمکش دل کی سہارے سے چلا جاتا ہوں — دیکھوں لیجاتا ہے مجھکو دل بیتاب کہاں

نبض کو کہلا نہیں سکتا دل بیتاب کے ہاتھ — صورت شیش ٹھہرنے کی مجھے تاب کہاں

اسلیے ہے ترے ابرو کا تصور دل میں — یہ نہ کہنے کو ہو کعبہ تو ہے محراب کہاں

چاہیے ماتھے کی دکھا دیجے ابرو کو قریب — لوگ کہتے ہیں کہ تلوار تو ہے ناب کہاں

۱۰۴	کوہ فرقت کو اوٹھا کر ہوئے رستم عاشق ورنہ ہم زار کہاں اور یہ القاب کہاں	۱۸

رشتہ دل ہے اسیر کہتے ہو سب فن ہاتھ میں — انگلیاں دس ہیں چراغ اے ماہ روشن ہاتھ میں

طائر رنگ حنا کیا مرغ دست آموز ہے — شاخ گل کی بسے کرتا ہے نشیمن ہاتھ میں

سنگ دل بت ہین کبھی فرہاد کو سنتے نہین
کیون لیے پھرتا ہی ناقوس کے برہمن ہاتہ مین

کاکل پیچ سلجھانی کا مجکو حکم ہے
آج باری آگیا یہ مار رہزن ہاتہ مین

آنکھ مین ہاتہ کے پر تو جو دانتون کا پڑا
بن گئی کان صفا ہیرے کی معدن ہاتہ مین

سرخ ہو جاتی ہین گل توڑے سے دست نازنین
کیون ملین مہندی اوڑا یا رنگ گلشن ہاتہ مین

آتش رنگ حنا سے سا قیا بھڑکی شراب
ہی گلابی کیا کنول کی طرح روشن ہاتہ مین

ہاتہ منہ پر رکھکے جب مین نے کیا ضبط فغان
پڑگئی غربال کی صورت کے روزن ہاتہ مین

طائر دل ہاتہ اوٹھا کر قفس مین کرتا ہی صید
دام خط دست رکھتا ہی وہ پرفن ہاتہ مین

پاون مین مہندی ملو تم ابر ہی برسات ہی
چوڑیان منگوا کے پہنو آیا ساون ہاتہ مین

پنجۂ خورشید سے پنجہ نہین اوس مہ کا کم
کیا شعاع مہر ہین سونے کے کنگن ہاتہ مین

کام گو ناقص ہی نکلے غیر ممکن ہے کمال
ناطقہ پیدا کرے کس طرح الکن ہاتہ مین

اب گلابی بھر کے دو تم ہاتہ قابو مین نہین
ابھی پری تھمتی نہین شیشے کی گردن ہاتہ مین

شعلہ ور کیا آتش رنگ حنائے یار ہی
بن گئی ہر ایک انگلی شمع روشن ہاتہ مین

پاس الفت سے فقیر او سیر چشم اکثر ہو گئے
اس سے بیراگی لیے پھرتی ہی جوگن ہاتہ مین

جان شیرین ایک مرنے کی ہین سامان سب
زہر ہی ہر شخص کو ناخن کا دشمن ہاتہ مین

غیر حسرت مال دنیا سے کبھی حاصل نہین
کب سکندر لیگیا زر زیر مدفن ہاتہ مین

۱۰۷	کشت جان عاشق کی پہونچی ہاتہ کو مہندی یار کی شعلۂ رنگ حنا تھا برق خرمن ہاتہ مین	۱۱

پھری جو نامہ بر سے وہ یہ تقریر کرتی ہین
نہ وہ تقریر کرتے ہین نہ وہ تحریر کرتی ہاتہ ہین

وفور ضعف سی برسون ہوی بیٹھے ہین لب عصا
ہماری کاتب اعمال کیا تحریر کرتے ہین

پر پریونکا ایسا نقش بیٹھا صفحۂ ہستی پر
سلیمان کو طلسم حسن سی تسخیر کرتے ہین

مشبک کر دیا سقف و در و دیوار زندان کو
فغان و آہ و نالہ اپنی کار تیر کرتے ہین

گریبان ہاتہ مین آتا نہین جب جوش وحشت مین
گلے کی طوق کو ہم موڑ کر زنجیر کرتے ہین

سخن انکار کے آتے نہین وہ حرف مطلب پر
یہی تقریر کرتے ہین یہی تحریر کرتے ہین

بہار آئی ہی ہم بھی بھرتی ہین ساقی خم سی بوتلین
عجب عامل ہین شیشی مین پری تسخیر کرتے ہین

تمہارا مدعا مطلب ایک ہی فرق لفظی ہے
جو تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تفسیر کرتے ہین

وفور جرم سی لکھنے کی جب مہلت نہین پاتی
ہماری کاتب اعمال بھی تقصیر کرتے ہین

لگایا ہاتہ باتون باتون مین ادھر مار کاکل کو
ہماری حرف منتر کی طرح تاثیر کرتے ہین

۱۴	گلہ جب بیوفائی کا سنا کہتے ہین وہ عاشق ہمارے سامنے آپ اپنی تقصیر کرتے ہین	۱۰۸

فلک ظاہر ہوی میری جو کم آنسو نکلتے ہین
گھٹا ہی اسقدر دریا کہ اب نالے نکلتے ہین

رلاتی ہین مجھے دکھلا کی جب گیسو نکلتے ہین
دھوان گھٹتی سی آنکھون سی مری آنسو نکلتے ہین

جھپکتی ہین جو بیخواب سی آنکھین ستارونکی
شب فرقت مین انجم کی عوض جگنو نکلتے ہین

کنایہ ہے کہ شام وصل کو وعدی کو ٹالین گے
جو وہ شانون کی پیچھی ڈال کر گیسو نکلتے ہین

سیے جاتی ہین میری زخم وہ سفاک ہنستا ہے
لہو کی چشم سوزن سی بجای آنسو نکلتے ہین

یہ طفل اشک سمجھی ہین تماشا چرخ پوچھی کا
تری پتلی کی گردش سی مری آنسو نکلتے ہین

وفور غصہ و غم [illegible]
لہو اپنا پیا ہی جسقدر آنسو نکلتے ہین

تیور پر ہو جیسے عاشق کلیجا ہو جو پتھر کا
اگر چاہین پریزادون کو آتش خو نکلتی ہین

نہ بہو اور وہ رنگین پر کہ موسم خط کا آپہنچا
چمن مین حسن کی بھی خار اینگل و نکلتی ہین

غم و شادی بھی یکجا ہے زبانکی دو رنگی سے
ہنسی شادیت سے جب آتی ہے تب آنسو نکلتی ہین

کرین یون مختصر مضمون طول زلف گیا ہین
درازی مین شب فرقت سے بھی گیسو نکلتی ہین

اوتروا تا ہے وہ گل وصل کی شب پیرہن میرا
یہ پہولا آستینون سے نہین بازو نکلتی ہین

گرا رہتا ہے نقشا خال و زلف یار کا دل مین
کسی صورت نہین کعبے سے یہ ہندو نکلتی ہین

دکھائی شعبدہ اوس چشم نے سحر اپنا
دوالی مین جگا کر کے لیے جادو نکلتی ہین

زبان پر زلف کی مضمون دل مین طاق ابرو کے
مسلمان آتی ہین کعبے مین اور ہندو نکلتی ہین

۱۳	ترے ابرو جو دیکھے ہین تو اب عاشق کی نظرون سے ہمیشہ دو ہلال اے ماہ ہم پہلو نکلتے ہین	۱۰۹

صدی بھی اوٹھتی ہین یہ تاثیر ہے آواز مین
آپکی آواز کا اولٹا اثر ہے ناز مین

ایک ہو جاتا ہے ستار ونکا جیسے ساز مین
مل گئی آواز میری آپکی آواز مین

لب جو عیسی ہین صفت مریم کی ہے انداز مین
سبزہ خط خضر ہے داؤد ہین آواز مین

خالی خالی دو قدم چلے روش پر باغ کی
پانو نازک بھر گئے مشق خرام ناز مین

بات کا کرنا تعجب ہے دہن سے وہم ہے
ڈھنگ ہاتف کی صدا کا ہے تری آواز مین

بہر ناحق سے کبوتر کے لیے حسرت ہوئی
ضعف کا مضمون تھا صفت ہو گئی پرواز مین

توسن عمر رواں کاٹے جو عرصہ زیست کا
گور کے تعویذ کی ہیکل لگا دون ساز مین

شعلہ آواز سے ہم سینک لینگے آگ کو
دیکھین کیونکر چھپتے ہو تم پردہ ہائے ساز مین

قہر کا بنگلہ کٹوری پر ہے اوس صیاد کی
ورد گانے میں بھرا ہے درد سے واقف نہیں
کیا سنیں گا نارسائی طائر دل کی نہیں
گر میاں گانے کے پردے میں کہا ہیں یار نے

آ گئی انگیا کی چڑیا چنگل شہباز میں
آپکے دل میں نہیں جو کچھ کہ ہے آواز میں
اوس نہال حسن کی کھٹکا جو ہے آواز میں
شعلۂ آواز بھڑکا پردہ ہاے ساز میں

۱۱۰	سامری کا چشم کے جادو سے بس چلتا نہیں لب کو عیسے پر بھی عاشق فوق ہے اعجاز میں	۲۰

برگ گل تر سبزۂ گلشن میں پڑے ہیں
یاپوش میں عکس آپکے ناخن کی پڑے ہیں
خورشید سے سو بار مری داغ لڑے ہیں
کھلوا ای کمر کون سفر پر وہ اڑے ہیں
آتا ہی جواب ارنے دیکھیے کب تک
تار رگ جان چاہیے اون نرم ہو ونکے
میرے تن پہ داغ کو گلزار بنایا
جو رنگ کہ ہے چار عناصر میں جدائی
تکیے میں ہوا جوش جنون سے مرا مسکن
سرپہ شب فرقت کی بلا روز کھڑی ہے
اکسیر کی بوٹی ہے گل داغ جنون کیا
کچھ صرف بھی لازم ہے اگر جمع کرے مال

یاقوت کی رنگ کسنے زمرد میں جڑے ہیں
ہیرے کی نگینے ہیں کہ پتے میں جڑے ہیں
مقدار میں چھوٹے ہیں حرارت میں بڑے ہیں
دو ہاتھ میں رکھتا ہوں وہ گردن میں پڑے ہیں
موسی سے بہت طالب دیدار پڑے ہیں
بالے بھی تری کان میں سونے کی کڑے ہیں
گل کھانے سے کیا آپ نے ہنس کے پھول جھڑے ہیں
کیا نیمچۂ ابروے سفاک پڑے ہیں
بیڑی کے عوض پاؤں میں قبروں کی کڑی ہیں
زلفوں میں ارجھنے سے بکھیڑے میں پڑے ہیں
ہتکڑیاں نہیں ہاتھوں میں سونے کی کڑی ہیں
زر لیکے گل آتے ہیں خزانے جو گڑے ہیں

پہنا ہی اگر تمنے وہان طوق جڑاؤ — بیڑی ہی ہین یہان رو کی لعل جڑی ہین
حیرت ہی مجھے مردمک چشم صنم سے — تصویر سے نیئے کاتب اعمال کھڑے ہین
طول شب فرقت کی کرین کس سی شکایت — شب ہجر وہی ایام مصیبت کی گھڑی ہین
سمجھا ہین دم قتل گل کفش جو دیکھے — ابرو کی سر وہی سی یہ دو پہول جڑی ہین
دم ہونٹون پر اپنا ہی جو ہوتی ہین ترش آپ — جلتے ہین نہ مرتی ہین کہٹائی ہین پڑی ہین
تلخی گئی ساقی تری شیرین سخنی سے — سینجانے ہین جتنے ہین ہو سکی گھڑی ہین
گویائی جو فوارون ہین ہوتی تو یہ کہتی — سرکش ہین خزانے کی حفاظت کو کھڑی ہین

۱۱۱ — ۱۰

ہمراہ جنازے کے وہ گو آئے بہی عاشق
ہے دبیر جو گڑنے ہین تو غیرت سی گڑی ہین

دبلاپے ہین کبھی قدم انسی بڑہی نہین — چیونٹی کے پاؤن ہین کہ مروڑی جڑی نہین
مجنون سی نام عشق ہین اس سے بڑہی نہین — ہم ضعف سی کسیکی نظر پر چڑہے نہین
مصراع قد کو سمجھے نہ ابرو کی بیت کو — جاہل بہی ایسے ہین کہ الف ڈیڑہی نہین
لیجاتی ہین یہ چاہنی والون کو کھینچکر — سیماب کی کوئین ہین زنخ کی گڑہی نہین
اکثر بلند طبعون کو بہاتی ہے سادگی — اطلس ہین آسمان کی بوٹے کڑہی نہین
غافل نہین تو دیکھلے سختی کو قبر کی — مردون کے استخوان سی خالی گڑہی نہین
پندار اپنی حد سے سوا کیا ضرور ہے — گرنے کا ڈر نہین کہ ہم اتنا چڑہی نہین
غربت ہین جان دی نہوی بار دوش غیر — اوٹھے سبک کہ چار کی کاندہی چڑہی نہین
پہٹ کر جگر زمین کا دریا اوتر گئے — کب بام عرش پر مری نالے چڑہے نہین

٢٣	عاشق کی بات کاٹ کے کہتے ہین بات سے کہتا ہون کوئی تیغ زبان پر چڑھے نہین	١١٢

بابے ہین رنگ وصل کی شب بات بات مین — بہتیرے سانگ لائے وہ تھوڑی سی رات مین

ابرو مین بل ہنسی مین کنایہ نگہ مین کج — کاکل مین پیچ بات نکلتی ہے بات مین

مہتاب لاؤن چرخ سے جو تم بنو عروس — چھٹرواؤن آسمان کی چرخی برات مین

مُردے جلائے اوسنے اشارے سے آنکہ کے — ایسے کہان حباب ہین عین الحیات مین

بوسے متاع حسن سے دیجے نہ غیر کو — کچھ غیر مستحق کا نہین اس زکات مین

غنچے سے بات کر نہین سکتے جو خوف سے — شقے مین حال لکھ کے لگا دو قنات مین

میری ہوا بندھی جو وہ بلقیس ہو عروس — لیکر جلوس آئین سلیمان برات مین

صنعت کا نقش عشق کا بیمار کیا لکھے — خانہ ممات کا ہے دہان دوات مین

دو دن پہ آپ وعدۂ فردا نہ ٹالیے — ہوتی ہے صبح حشر یہان ایک رات مین

بنتا ہے قتل نامہ جو لکھو کسیکو خط — پانی پڑا ہے تیغ نگہ کا دوات مین

قاصد کو ہاتھ مین نہ دیا خط کو رشک سے — کرتی بکا اونکی صوف پڑا تھا دوات مین

بوسے لیے جو وصل کی شب خط سبز کے — لطف حیات خضر ملا ایک رات مین

ہے رشک خضر خط تو زبان غیرت کلیم — عیسی خجل ہین لب سے جلاتے ہین بات مین

اوسکی سحر و مہر کی لب و دندان سے ہے یقین — سمر وہی ذبح جمائی ہے آب حیات مین

سمجھا مین زیر لب نکل آیا جو خط سبز — رہتے تھے خضر چشمۂ آب حیات مین

لذت شباب مین ہے کہا دشمنان ہوا — سمجھے تو رنگ قدر نہ پایا ثبات مین

آئینہ بدن کو نہانے سے ہے جلا
سیارگان ہفت کے دور ہی گذر گئے
ہوتے ہو بوسۂ لب شیرین سی تلخ کیون
پتلی برنگ قبلہ نما پہر نہین پہری
اندہا ہی خود دکہائے اگرچہ ہر آئینہ
ڈورے کو نور تن کی نہ دانتون سی کہو لیے

کاتی جو بانہ ہی حسن ہوا اور گات مین
دیکہا اثر نہ ایک کا بہی ہمنے سات مین
کیا ہمنے کوئی زہر ملا یا نبات مین
ایسا جو آنکہ پر نچہٹر ہا کائنات مین
ثابت ہی نقص فی ذات ظلہ جو صفات مین
بازو کی مچہلی جای نہ آب حیات مین

۱۱۳	جب مر گئے کسیکو کوئی پوچہتا نہین عاشق سے چہٹے نہ گوشۂ غربت حیات مین	۱۴

گردش مین شعلۂ آواز کو دو تانون مین
جان آدم جو بہری ساقی نی پیمانون مین
ورد تسبیح پہ ایسا کیا اوس ماہ کا نام
مایۂ علم و ہنر باد یہ گردون مین ملا
کس پہ ٹپکا ہے جن کا ہی سایہ تیرہ دیوانی پہ
تمکو غرہ ہی عبث آئینۂ زانو کا
کان رکہکر جو سنو تم تو یہ بہولی آواز
تفاوت ہین حسینون کو جو خال خط رخ
اوس نہال چمن حسن نے پہنی محرم
گاؤ دیپک تو فقط آگ کا عنصر بہجای

بجلیان ڈالدو زہرہ کی ذرا کانون مین
روح قالب مین گئی جان پڑی جانون مین
رنگ سیارون کا گردش سی ہوا دانون مین
گنج بہی ملا نہ اگر آیا تو ویرانون مین
پہر گئے آ کے سلیمان بہی پری خانون مین
آئینہ خانہ نے بیٹہو جو حیرانون مین
سیری فریاد کرن پہول بنے کانون مین
رسم خط ایکسا ہوتا نہین قرآنون مین
کہنے ہین رکہنے ہین نارنگیون کو باغون مین
روح پڑ جاتی ہے جان کی انسانون مین

نالہ کش سینۂ پر داغ ہین ہین طائر دل
بلبلین چہچہے کرتی ہین گلستانون مین

لب جان بخش سے گا کر کبھی مردون کو جلاؤ
کھینچ لو روح کو قالب سے کبھی تانون مین

تیر اس درجہ ہوے میری لہو کے پیاسے
آب اے ترک ذرا بھی نہین پیکانون مین

طور پر سے ہے جو چراغ ایک یہان جو کا ہے
سچھوا محرم کا نظر آتا نہین شانون مین

سنسلیان پہنی ہین ہنت کی حسینون نے عبث
سنسلیان ڈہانک کی خلقت کی گریبانون مین

۱۱۴

قتل عاشق ہوا عکس مژۂ ساقی سے
موج مے خنجر بران ہوئی پیمانون مین

۱۷

یہ فائدہ ہے جو کسب کمال کرتے ہین
غنی فقیر سے آکر سوال کرتے ہین

کوئی سبب ہے جو دل پایمال کرتے ہین
یقین ہو کہ وہ کچھ مجھسے چال کرتے ہین

بھو رہ لاتے ہین دکھلا کے تیغ ابرو کو
یہ شوخ مرغ نظر کو حلال کرتے ہین

ہمارے ہاتہ سے کرتے ہین آپ نقل مکان
قدم کو روکیے ہم انتقال کرتے ہین

اونہین پسند نہین طاعت ریا آمیز
کھلے گا کل جو وہ صوفی کا حال کرتے ہین

وہ خاکسارون سے جو اپنی شراب خواری ہین
عبث کلام کلال و ملال کرتے ہین

حریر پردۂ چشم پری پسند آیا
نقاب چہرۂ حور اجمال کرتے ہین

زبان تیغ سے پھر دیجیے جواب انکو
دہان زخم دوبارہ سوال کرتے ہین

طلب نے اہل غرض کی کیا تھا نیست تنگ
فرشتے قبر مین آکر سوال کرتے ہین

عوض ہین ہاتہ کی لازم ہے پاؤن پھیلانا
نہ اونسے مانگ جو ردّ سوال کرتے ہین

چھپا چھپا کے گلوری خموش بیٹھے ہین
زبان اس سے یہ گلفام لال کرتے ہین

فقیر ہوگئے یکتا تھے جو زمانے مین
جواب دیتے ہین اعضا عبث بڑہاپے مین
دکہا کے دانت نکالی ہے روح قالب سے
گہٹا یا بدر کو نقص زوال ٹہہرا کر
خیال وصل کا اب دل مین خون ہوتا ہے

جواب جنکا نہ تہا وہ سوال کرتے ہین
شباب کا تو نہین ہم سوال کرتے ہین
ہمارے رشتۂ جان سے خلال کرتے ہین
تمہین بڑہاتے ہین کیا ہم کمال کرتے ہین
وہ طائران حرم کو حلال کرتے ہین

۱۱۵	بہت سا کہیل چکے اپنی جان پر عاشق پہر آپ عشق بت حر دسال کرتے ہین	۲۴

رشک پری ہو غیرت حورا ہو شان مین
کہدون قصور طبع سے کرسی کی شان مین
عیسیٰ وہ ہین جلائین ہزارون کو آن مین
رشک پری ہو بدر سے بالا ہو شان مین
رخسار پر ہے عکس کہ تارے ہین چاند مین
مٹی اوڑائی ہمنے ترے در کی اسقدر
کیون تم گلوریون کو بساتی ہو عطر مین
پہیکون جو تیر آہ ترازو ہو چرخ مین
رحمت ہے دو دآہ دل دردناک کو
تیوری چڑہی ہے تیر نگہ کہا گاؤ گے
آبی دوپٹا اوڑہ کے سوتی ہین صبح کو

ایسا حسین کون ہے دونون جہان مین
یا چرخ پر ہے یا ہے تمہارے مکان مین
ہوسکی وہ ہین ذرا نہین لکنت زبان مین
تمسا نہین ہے کوئی زمین آسمان مین
بجلی جو پہنی آپ نے ہیرے کی کان مین
نعمت کے بدلے خاک ہے گردون کے خوان مین
انگیا کے پان رکہدو ذرا پاندان مین
پلا بہت نہین ہے زمین آسمان مین
چہت بندہ گئی ہے ابر کی سارے مکان مین
بل پڑگئے ہین لاکہون ابہی سے کمان مین
لو آفتاب آج چہپا آسمان مین

سینے پہ آج زلف کو بکھرا کے کہتے ہین
مجھ زار نے جو بات شب وصل کہدیا
سچی ملی ہے رزق جو مانگا زبان سے
جلتا ہون ڈال ہی ڈال ہین تا کدہی یار کے
ثابت قدم رہے تری الفت مین اک ہمین
مژگان وہ گھورنے مین جو ابرو سے مل گئی
چھوڑو نہ مار زلف شب ماہتاب مین
مطلب ہو شعر مین تو فصاحت ہے کام کی
پوشاک کو جو سوجہ آب روان کہون
سوز غم فراق سے منہ زہر ہو گیا
تجھے اوس مژہ کے تشنۂ دیدار سے قدر
پلکون پہ اشک ہین در دندان کی یاد مین

ہمنے رنگین بنائین ہین انگیا کی پان مین
دہوکا او نہین رنگونکا ہی انگیا کی پان مین
نعمت سے کے بدلی زہر ہی گردونکی خوان مین
گودہی کی جا ہی خاک مری استخوان مین
تھا کون جو نکل گیا اسنجا ان مین
ثابت ہوا کہ تیر کو جوڑا کمان مین
کاسہ بھرا ہے دودہ کا گردونکی خوان مین
معنی بیان سے آئین نہ معنی بیان مین
چھنٹے پڑین سپنے ہوی گرڈ کی شان مین
جسطرح تپ سے ہوتی ہے تلخی زبان مین
ساہی کی طرح پڑ گئے کانٹے زبان مین
جہالر لگی ہی موتیون کی سائبان مین

۱۱۶

تعریف کم ہو شعر کی عاشق تو کیا عجب
افراط لطف کی نہین آتی بیان مین

۱۷

اور جان بخشتی ہو کیسی قاتل پی پیرہن
جب نقاہت سے جھکا سر شکر کا سجدہ کیا
وحشت گردی کی اذیت مٹ گئی شب قید مین
پاون سبھی پا دہر رکتی ہو اگر قید مین

سو رخنے اک قدم مین جیونٹی نکلیا شمشیر مین
ضعف نے مسجد بنادی خانۂ زنجیر مین
بعد مدت پاؤن پہیلے خانۂ زنجیر مین
شمع روشن کرتی ہو تم خانۂ زنجیر مین

بیڑیاں ہیں تنگ میرے پاؤں سوجے ہیں بہت
راہ مشکل سے ملیگی خانۂ زنجیر میں

اے پری رونق مکاں کی بے مکیں ہوتی نہیں
کوئی دیوانہ بسادو خانۂ زنجیر میں

باڑھ پر قد ہے دکھادو تیغ ابرو کا بھی گھاٹ
غرق عالم کو کرو آب دم شمشیر میں

ماہ نو کی پیٹ میں دیکھی جو تارے کی جھلک
ہیں یہ سمجھا پڑ گیا چھالا تری شمشیر میں

ایک تلوار اور اسے قاتل لگا مجروح ہے
اب فقط اٹکا ہے دم میرا دم شمشیر میں

تیغ ابرو تک اگر ہو دسترس تو چھین لیں
ہاتھ ڈالیں کسطرح قبضہ نہیں شمشیر میں

سلسلہ اونکے سخن کا مختصر ہوتا نہیں
زلف کی مانند بل ہیں پیچ ہیں تقریر میں

نقش ہے سطح ہوا پر جسم کا ہیولیٰ مرا
بستر غم بنگیا ہے کاغذ تصویر میں

ہجر میں دیکھا اگر ٹوٹے بھی تیر شہاب
تیر سے میری آہ کا ہوگا اثر نشتر میں

اعتبار اب آپکی لکھی پڑھی کا اوٹھ گیا
کر گئے ہو انکار جو اقرار تھا تحریر میں

بعد مرنے کے اگر آہیں کریں جنت میں ہم
خلد دوزخ ہو وہاں آ جائے جوئے شیر میں

ہونٹوں سے خنجر کے قبضے کو جو چوما بعد قتل
جڑ دیے یاقوت گویا نگیں شمشیر میں

۱۱۷	بے زبانی کا شگون کی پڑا عاشق صبر رہ گئی کٹ کر زبان شمع بھی گلگیر میں	۵۱

خامشی میری ادا ہوتی نہیں تقریر میں
میری حیرت کھنچ نہیں سکتی مری تصویر میں

ناتوانی سے ہے کثرت نالۂ شبگیر میں
کہتے ہیں بڑھ جاتی ہے قوت زبان پیر میں

قید خانے سے کبھی نکلی نہیں آواز بھی
کیا کڑے دن ہیں بسر کی خانۂ زنجیر میں

تنگیٔ زنجیر سے وہ کڑیاں اوٹھائیں قید کی
ہے نشان میرے قدم کا خانۂ زنجیر میں

عمر گذری گنتے گنتے سکۂ داغِ جنون
کسقدر دولت گڑی ہے خانۂ زنجیر میں

مر گیا کل قید میں جو تھا ہوادار آپکا
آج سناٹا پڑا ہے خانۂ زنجیر میں

دھجیاں عریان تنی ہیں جیب میری ہاتھ میں
پوست پنڈلی کا لپٹا حلقۂ زنجیر میں

پاس ابرو کے دلِ سوزان پھنسا ہے زلف میں
لٹکی ہے قندیل محرابِ حرم زنجیر میں

جوش وحشت سے بہار ہو دلکو ہوتا ہے سرور
شیرۂ انگور ہے کیا دانۂ زنجیر میں

ہمکو وحشت کی ہے شادی ہے کہ نیند آتی نہیں
رت جگا رہتا ہے شب کو خانۂ زنجیر میں

اپنی مژگان کی بہانتک سوچ کی روشِ شوخ نو
پڑ گئے کانٹے زبانِ شعلۂ تقریر میں

ناتوانی نے مجھے مُردے کی صورت کر دیا
بند آنکھیں ہیں زبان ہلتی نہیں تقریر میں

کاٹ دیتے ہیں ہماری بات کو وہ بات بات
صورتِ مقراض چلتی ہے زبان تقریر میں

شمع کو نسبت نہیں کچھ قامتِ دلدار سے
جل گئے لاکھون پتنگے شعلۂ تقریر میں

کوئی قاتل میں عجب رتبے سے کاٹا زیست کو
سایۂ دیوار میں یا سایۂ شمشیر میں

سینہ عالم میں نہ کیوں تیغ ابرو کی پناہ
ہے سند اس بات پر قبضہ نہیں شمشیر میں

تیغ ابرو سے ڈراتی ہیں بہت مریخ کو
آنکھ تارے دیکھتی ہے سایۂ شمشیر میں

کٹ سکا جب نہ میرا تو تیوری چڑھ گئی
سخت جانی سے مری بل پڑ گئے شمشیر میں

وحشت گردی ہمیں جو آیا تیغ قاتل کا خیال
آ گئی دم لینے کو وحشی سایۂ شمشیر میں

اشتہا اُنکا فقط سوز درون محتاج تھا
رال بنکر اوڑ گیا شعلۂ شمشیر میں

شیر مشکل سے چھٹے دیتا تمہاری تیغ کا
لگ گیا میرا لہو آبِ دمِ شمشیر میں

تیغ قاتل کھنچتے ہی کیا آنکھ احول ہو گئی
دو نظر آتا ہون میں آئینۂ شمشیر میں

دانت وہ تلوار سے لیتے ہیں میں حیرت میں ہوں | موتیوں کی کان ہے آب دم شمشیر میں

جسم لاغر ہی بہت تلوار کاٹیگی کیسے | غرق میں ہوجاؤنگا آب دم شمشیر میں

سیر دیکھو کاٹ کر بازو مرے تلوار سے | مچھلیاں چڑھ جائینگی آب دم شمشیر میں

پہلے سے ناسور تھا دلکو لب معشوق کا | اوس کمان ابرو نے کیا ہوں تلاش تقریر میں

زلف کے حلقے سے جانکا جسکو زخمی پایا | ہوگیا اس پیچ سے بل بلا کا تیر میں

قتل ابرو سے کرو بدلے نگاہ تیز کے | نسبت شمشیر ابی قاتل خطا ہے تیر میں

مر گئے پر خاک کو کر دینگے تو دہ میں ہدف | جا ہے پیکان دل لگا دینگے کسی کے تیر میں

کٹ گیا حسرت سے وہ جسکو سری ہی چہو گئی | بچ گیا پیکان سے تو ہے کاٹ چوب تیر میں

کانپتا ہے دور ہی سے کس در جب جام آفتاب | ہے مرض رعشے کا دست آسمان پیر میں

کیا گرفتار کمند موت ہوتے ہیں جوان | آسمان کرتا ہے عیاری لباس پیر میں

جب سنی فریاد میری ہونٹھ چابا یار نے | کیا مزا ملتا ہے دل کو آہ پر تاثیر میں

زہر غم کھا کر بتونکا اس سے میں مرتا نہیں | طالب حکم خدا ہے ہر دوا تاثیر میں

دیکھ کر مجھکو جو اونسے ہاتھ منہ پر رکھ لیا | سمجھے آئینہ لگا ہے یار کی تصویر میں

کیا نزاکت ہے کہ بار رنگ اوٹھ سکتا نہیں | جنبش لب دیکھتے ہیں یار کی تصویر میں

بڑھ کے کھینچا ہے کسی نے اوس سے بھی نہال کو | ہے تپا موئے کمر کا یار کی تصویر میں

اپنے جامے سے ہیں باہر جب سے دیکھی ہے شبیہ | جان پریوں کی لگی ہے یار کی تصویر میں

صاف عارض پر نشان بوسہ اغیار ہے | آپ کو دھبا لگا یا چاند سی تصویر میں

دیکھی حسن رخ جانان مری اشعار میں | صنعت اعجاز مصور کھلی ہے تصویر میں

ہے سفید ایسا ہو دنیا کا لبِ کوہ کن
آہ شیرین سے اوبال آیا نہ جوئے شیر مین

روز اول سے ہر اک انسان طبع ہے فکر معاش
چوستا ہے طفل انگوٹھے کو خیال شیر مین

خط رخ دلدار پہ دیکھا تو حیرت ہو گئی
متن قرآن سے بہت ایجاز ہے تفسیر مین

سیر ہر روز نے گرایا قہقہا دیوار کو
آہ پیر غم کی تو سوکھی زعفران کشمیر مین

بدر کو نسبت چہارم کی نہین اوس ماہ سے
حسن صورت مین صفا مین تنگ ہین تیغ پیر مین

وصل کی کیا رات کاٹی مین ہی آخر ہو گیا
ذبح کر ڈالا موذن پہلی ہی تکبیر مین

بچپنے مین وہ طبیعت تہی سبق کا ذکر کیا
صاف پڑہ لیتے تہے وہ لکہا ہے جو تقدیر مین

حال لکہتا تہا جو مجبور کی فریاد کا
درد پیدا ہے صریر خامۂ تقدیر مین

ناتوانی کا مری احوال لکہکر رہ گیا
اب روانی ہی نہو گی خامۂ تقدیر مین

پہیر دی تلوار اوسنے حلق پر سینہ پہیر کے
وقت آخر اتنی گردش تہی مری تقدیر مین

١١٨	کس سے عاشق درد فرقت کا بہلا شکوہ کرون ہر طرح پہنچے گی وہ ایذا جو ہے تقدیر مین	٩

زلفین قاتل کی نہین زنجیر ہے زنجیر مین
عکس ابرو تیغ مین شمشیر ہے شمشیر مین

چاند سے ماتہے کو چمکایا بہت افشان نے
بند آنکہین ہو گئین تنویر ہے تنویر مین

آنکہ کی پتلی جو آئینے مین دیکہی یار نے
ہو گیا حیران خود تصویر ہے تصویر مین

دودہکر رومال کرتا ہے وہ سیر چار باغ
لہ چمن مین ہے چمن کشمیر ہے کشمیر مین

پیچ مین زلفون کو دیکہو پہیر کے لگی پیچ و تاب
سلسلے مین سلسلہ زنجیر ہے زنجیر مین

ہیچ خمین وہ تکیں شتابیں تو سلتے ہین تیغ کو
قتل نامہ کسکا یہ تحریر ہے تحریر مین

آہ مضمون

آہ سوزاں نے کیا ہے خاک کوئے یار میں
اب مرا سیماب دل اکسیر ہے اکسیر میں

میری تیری ہو شبیہ اکجا تو یوں ہو جائے وصل
یہ بھی کہنے کو نہو تصویر ہے تصویر میں

۱۱۹	سینۂ زخمی ہیں عاشق کے دلِ مجروح ہے کہتا ہے وہ ترک یہ نخچیر ہے نخچیر میں	۲۷

جو لطف وصل نہیں تو غم زوال نہیں
شب فراق سے بہتر شب وصال نہیں

وہ بدر ہے کہ کسیوقت میں ہلال نہیں
وہ آفتاب ہے جسکو کبھی زوال نہیں

خرام کبک نہیں یہ رم غزال نہیں
کسی میں تیری سی آنکھیوں کی چال نہیں

سوال وصل ہے جاگیر کا سوال نہیں
علاقہ ہمسے جو رکھو تو کچھ محال نہیں

عطا کو ہاتھ سبنے ہیں طلب حلال نہیں
مکان شکر دہن ہے در سوال نہیں

تم اپنے شغل حنا میں ہو کچھ خیال نہیں
ہر ایک صوفی کا ہے قول ہم میں حال نہیں

ہمارے رنگ مٹانے کو کھیل سمجھے ہو
اوٹھا دو بزم سے ہمکو وہ کوئی چال نہیں

ہمیں رولانے کو چھٹتی ہیں آپ کو ٹھٹھے ہیں
عروج ماہ نہیں فصل برشکال نہیں

عجیب بات ہے سنتے ہیں بے زبانوں کی بیٹھ
وہاں زخم تو کچھ قابل سوال نہیں

مرے کریم ہر اک وقت بندہ عاجز ہے
غنی جو دل کو بنایا تو پاس مال نہیں

مزا دوام کا سرکار عشق میں پایا
جسے عروج ہوا پھر اوسے زوال نہیں

بنا و شوق سے گھر ہے خانۂ دل میں
عکس کو دخل نہیں آئینے کو توال نہیں

ہزاروں دور قیامت آپکی سواری میں
مجھی سے کہتے ہو چہرہ ترا بحال نہیں

نگاہ سے کہتی ہے میری نقش اوٹھی
یقین سب کو ہوا اس سے [illegible] نہیں

غرور زندگی مستعار بیجا ہے
جو اگلے سال تھے زندہ وہ اب کی سال نہین

کہڑے ہین سب ہمین گو کہ زبان سے نہین کہتے
سیاہ قلب ہین کھوٹے ہین غیر مال نہین

جو رائے ہی بھی یہ مضمون کم نہین ہوتے
کنوز فکر مین پیدا ہے جمع مال نہین

چلین ہین غیر کی گہر پوچھتے ہین لطف خرام
بہت سے آپ ہین گمراہ خوب چال نہین

یہان نہ آئینگے کیا آپ ہمسے اڑتے ہین
کچھ آپ حور شمائل پری خصال نہین

شراب چھوڑ کے خون جگر پیون زاہد
جو وہ حرام ہے یہ بھی کہین حلال نہین

جو خط مین یار کو لکھا ہے شوق بوسۂ خال
جواب لایا کبوتر تو وہ بھی خال نہین

تمہارے حسن مین یوسف کے حسن مین ہے یہ فرق
عزیز جان ہے یہ سوداگری کا مال نہین

زمین شعر سے پایا خزانہ مضمون
کسیکی ملک نہین یہ کسیکا مال نہین

بسا ہے اہل ایران مین عشق سیمین تن
خراب ہے وہ خرابہ کہ جسمین مال نہین

وہ سیمتن کبھی شام مین نہین آتا
عجب طرح کا خزانہ ہے جسمین مال نہین

دیا نہ اوسنے دوشالہ اوتار کے سر سے
مرے نصیب مین عنبر سری بھی شال نہین

۱۵	پسند طبع خلائق اگر ہو عاشق یہ فن شعر ہمارے لیے کمال نہین	۱۴۰

نہ آتے ہین نہ بلواتے ہین ہم جی سے گذرتے ہین
ابھی نادان ہین کمسن ہین شرماتے ہین ڈرتے ہین

سما جاتی ہے کیسی خودنمائی جب سنورتے ہین
کھڑے ہو کر اکڑتے ہین جب آگے پاون دہرتے ہین

اونہین وسواس آتا ہے جو ہم کہتے ہین مرتے ہین
سر اپنا کاٹتا ہے ان کے ہاتھ ہان صدقے اوترتے ہین

شہید اٹھتے ہین وہ جسسے اسکی ہم جی سے گذرتے ہین
جلا سکتے نہین ہمکو مسیحائی پہ مرتے ہین

لگاتے ہین اگر سرمہ کھٹک سی نیند اوڑتی ہی
جو بل دیتی ہین زلفون کو تو خوشبو سی اوڑتی ہین

چلے جاتی ہو کیا پروا ہی کسکی جان جاتی ہے
سسکتے ہین کبھی غش ہین کبھی جی سی گذرتی ہین

نہین آتا مقابل شرم سی اوس روی روشن کی
فلک پر چاند چڑھتا ہی وہ کوٹھی سی اوترتی ہین

وہان تک لوگ کیونکر نامہ و پیغام لیجاتی
تری نازک مزاجی سی حذر کرتی ہین ڈرتی ہین

زبان سی جو نہین کہتی ہین وہ کچھ کر ہی گذرینگی
کسی دن آزمایش اونکی ہو تم پر جو مرتی ہین

جگر ا سو سخت جانی کا کہ وہ سنکر یہ کہتی ہین
غلط ہی جھوٹ ہی مدت سی ہم سنتی ہین مرتی ہین

سر رہ منتظر بیٹھی ہین آمد ہی سواری کی
ادہر سی وہ نہ گذرینگی تو ہم جی سی گذرتی ہین

لبون پر جان آئی ہی تمہاری ترش روئی سی
کھٹائی ہین پڑی رہتی ہین جیتی ہین نہ مرتی ہین

ہزارون استخاری ہین ہمارے گھر کو آئی سی
وہ گھبرائی ہین کیا کیا وسوسی دل مین گذرتی ہین

زبان پر حرف رخصت ہی کسیکی جان لیجی گا
ابھی مر جائینگے کچھ کہا کہ ہم کیا آپ کرتی ہین

١٢١	پریشان حال ہی عاشق مگر اونکی بلا جانے وہان چوٹی ہین کنگھی ہی کبھی بیٹھے سنورتے ہین	١٧

صورت ہی نہین کبھی جانان کسی کہتی ہین
آئینہ رخ ہی کیا حیران کسی کہتی ہین

کب کشتہ امید ابھی سر سبز ہوئی ای دل
اک آگ برستی ہی باران کسی کہتی ہین

کیا دیدہ کا الجھن سی تم آنکھین لڑاتی ہو
پتلی سی نہین رکتی مژگان کسی کہتی ہین

سو جون کی زبانون سی آنسو مرا بتلایا
پوچھا جو سمندر سی طوفان کسی کہتی ہین

خبر رو ہو کہ نالی ہم ایمان نہین لاتی
صورت سی نہین واقف قرآن کسی کہتی ہین

دیکھو رخ ظلمت زا ادہر ہی نظر وحشت سی
اندھی کو خبر کیا ہی تابان کسی کہتی ہین

دوزخ سی بچا لینا جنت کا پتا دینا
مالک ہو وہان کے تم رضوان کسی کہتے ہین

زناری جسے کہتے ہین بر قید ہے یہ مذہب
دیوانے نہین واقف زندان کسی کہتے ہین

اب ناوک مژگان سی غربال ہے دل جسمین
کانٹا بھی نہ کھٹکا تھا پیکان کسی کہتے ہین

ہین شوق شہادت مین قاتل سی یہ کہتا ہون
خنجر تو ترا دیکھا بُران کسی کہتے ہین

کوچہ نہ ترا جانا دربان کو نہ پہچانا
جنت سی نہین واقف رضوان کسی کہتے ہین

زلفون کی محبت ہے زنجیر کی کیا حاجت
جب گھر سی نہ نکلے پھر زندان کسی کہتے ہین

جب کھل گئے جی پر پایا خم گیسو کو
گو تمنے نہ بتلایا چوگان کسی کہتے ہین

کہتا ہے ہسی ملکر وہ آئینہ رو ہمسے
بتلا دون سر مجلس حیران کسی کہتے ہین

جز زلف وخط جانان واقف نہین دنیا مین
سنبل کسی کہتی ہین ریحان کسی کہتے ہین

۲۸	یہ بندہ نوازی کے اوصاف نہین دیکھے جز شیر خدا عاشق سلطان کسی کہتے ہین	۱۲۲

گل مین ہے رنگ تن دلدار لیکن دل نہین
بے نمک ہے چہرۂ خورشید اوسمین تل نہین

کیون نہ مجنون ہون کہ پہلو مین ہمارے دل نہین
سینۂ خالی ہے محمل صاحب محمل نہین

دھوپ سے تپنیا گیا ہے رنگ لیکن تل نہین
کون کہتا ہے کہ دنیا مین مس لاطل نہین

جانتا ہون سحر چشم یار کو باطل نہین
عیسی لب کا ہون عاشق موت کا قائل نہین

جان دینا رشک سی آسان ہے مشکل نہین
تن سے سراسر جدا کر یہ کسی سے مل نہین

کونسا دن ہے نہین آفت کا مجکو سامنا
کونسی شب کو بلا سر پر مرے نازل نہین

سحر گو جا نہین فرشتے پر رسائی ہے محال
یار کا چاہ زنخدان ہے چہ بابل نہین

سالک شہر خموشان ہون ملی کیونکر پتا
رنگ اپنے قافلے مین ہی پرا ہمین دل نہین

دست وحشت سی اگر چاہون لو لٹے دولت کو کو
سنگ تعویذ لحد کچہ ایسی بہاری سل نہین

پرخطر ہی قبر تک دنیا سے کیا راہ عدم
دم نہین لیتے کہین ٹہیکا نہین منزل نہین

نیک نامی سے ہے لٹا دو دولت دیدار کو
مثل قارون فائدہ کیا مال ہی جب دل نہین

آفتاب داغ سودا کا عجب اشراق ہے
کوہ و صحرا کوئی مجہ مین یار مین حائل نہین

اپنے دل کی ہاتہ سی مین جان سی بیزار ہون
دیکہ لینا ایکدن پا مین نہین پا دل نہین

سخت جانی سی نزاکت سی نہایت بیر ہے
لاکہ مجہپر تیغ وہ کہینچے مرا قاتل نہین

آب تیغ تیز دکہلاتے ہین مجکو دیکہکر
تشنہ دیدار ہون پانی کا مین سائل نہین

آمد شام شب ہجران بہی سمجہے دیکہ لی
جسقدر دہشت تہی اوتنا اضطراب دل نہین

ہاتہ قابو مین نہین اللہ ری رعب حسن یار
یار سوتا ہی مجہے شک ہی کہ وہ غافل نہین

مرغ دل کو کیا نشانہ کہینچیگا دور سے
دیکہیے محرم کی چڑیا پاس ہی بسمل نہین

روز ہمسے روٹہیے غیرون سے ہو پیغام وصل
مفت مین دی مین جان کو ایسا ہی نادل نہین

جب نگاہ گرم سے دیکہا دہک اوٹہی زمین
آفتاب صبح محشر آنکہ مین ہی تل نہین

میری وحشت کی فسانے سے ہوئی بدنام آپ
مین تو دیوانہ ہون لیکن آپ بہی عاقل نہین

قد خم گشتہ سے میرے کیون چرایا آنکہ کو
آپکا ابرو ہے کج کیا چشم پر مائل نہین

قدر مسکن کو سوا ہے جان سے ہی دل کی
باغ مین دیکہو گلون کی پاس ہی ہمدل نہین

ہے محیط آسمان کی شکل یکسان ہر طرف
سیر بحر اشک طوفان خیز مین ساحل نہین

عشق بازی کی ہوس پیری مین باقی رہ گئی
وہ جوانی اب نہین وہ حوصلہ وہ دل نہین

نزا ہدون کو او سنی ہر بھر کر دی جام شراب
او سنی مسیحا کو اگر منظور ہو سیر چمن
ہاتہ رکھا او ر پر کا نپے اگر مستی مین پاؤن
عدل کی میزان مین کم ٹھہری ہو عقبی کی عذاب
اسقدر روشن ہے دل پر داغ غم اک ماہ کا
صبح پیری ہوگئی نکلا نہ اتبک آفتاب
ضعف نی بے حس کیا تصویر قالین کی مثال

دیکھنی ہے آج کم ظرفون کی کیفیت ہمین
نرگس بیمار بھی کہتی ہے کہ ہے صحت ہمین
بوجھہ ڈالا غیر پر تنے ہوئی خفت ہمین
باعث بخشش ہوئی عصیان کی کثرت ہمین
دشت مین ننگیا ہے وادی غربت ہمین
سوم کا شاید سمجھتی ہے شب فرقت ہمین
ٹھوکرین کھلواتی ہے کیا کیا تری الفت ہمین

۱۲۴

ایکدن اس خانۂ تن کو بھی ہے عاشق شکست
جو مکان ٹوٹا ہوا دیکھا ہوئی عبرت ہمین

۴۴

مشغول تین دن سے وہ سیر چمن کی ہین
پوچھو کھڑی تن پر داغ کا جو حال
شادی ہے بعد مرگ جو وحشت رہی ہمین
سو سی نہین جو خوف سے ہم کانپنے لگا ہین
سر کٹ گیا یہ آج سرافراز ہم ہوے
سودا خط یار ملاتا ہے خاک مین
محتاج وقت مرگ غنی ہین جہان مین
کیونکہ نہ استخوان بدن مین شکست ہو
کرتا ہون تہک کے مین ملک الموت سے خطا

کہدو کہ پھول باغ غریب الوطن کے ہین
سمجھون کہ آپ سرو ہماری چمن کے ہین
سہرہ ہے تار تار ہوا نیچے کفن سے کے ہین
زلفون کی مار سحر بہ ٹکڑے ہیں سن کے ہین
خلعت او نہین ملا ہے جو قابل کفن کی ہین
اس سے غبار خاطر اہل وطن کے ہین
خلعت جو بخشتی تھی وہ سائل کفن کے ہین
صدمے فراق زلف شکن در شکن کے ہین
پریشان حال آج غریب الوطن سے کے ہین

نالے کی طرح کوچہ سے نہین رہیگی روح
کشتے ہم اک حسین کی صوت سخن کی ہین

پاتے ہین مرتبے ترے کشتے شہید کے
محتاج غسل کے ہین نہ طالب کفن کے ہین

غربت مین دشت دامن مادر سے کم نہین
راحت رسان جو خاطر اہل وطن کے ہین

کعبے مین ہے ٹھکانا ہمارا نہ دیر مین
مردود شیخ راندے ہوے برہمن کے ہین

سودے نے گل کھلاے نہین جسم زار پہ
سب داغ بیوفائی اہل وطن کے ہین

کعبے کو غور کر تو بناۓ جلد یار سے
زاہد مقیم سب اسی دیر کہن کے ہین

ہے چاک جیب گل تری کشتی کے سوگ مین
لالے کو داغ غم اسی خونین کفن کی ہین

رنگین ہین طبیعت رنگین کے شعر بھی
سرسبز پھول آج ہمارے چمن کے ہین

دشت جنون ہوا مری وحشت سے سرفراز
دستار خار تار مرے پیرہن کے ہین

راحت طلب جو ہو وہ کرے شکوۂ سپہر
خوگردہ ہم مصیبت و رنج و محن کے ہین

پیری مین عشق ساقی مہوش کا ہے عروج
نشئے ابھی جوان شراب کہن کے ہین

کیسا کھلا دیا شب تار فراق نے
شاید نصیب زاغ یہ اعضا بدن کے ہین

اوٹھی ہوا سے خاک نہ مجھ خاکسار کی
پیاری بہت زمین کو اجزا بدن کے ہین

اکبر کے تھے جو قوت بازو کہان گئے
باقی نشان تک بھی نہین نورتن کے ہین

١٢٥	عاشق بہار گلشن ایجاد دیکھ لی ناپائدار پھول بہت اس چمن کے ہین	١٨

کوئی مریض عشق صنم کی دوا نہین
کیا ہو سکے مسیح سے بھی کچھ خدا نہین

اے دل جفاے یار مین شکوے کی جا نہین
منظور امتحان ہے وہ بیوفا نہین

دریا بھی کوئی دیدۂ تر سے سوا نہین
چشمے تو کیا ہین ابر بھی یہ گہٹا نہین

نقصان طول زلف ز رخ کا کیا نہین
اندہیر ہے کہ رات ٹہہی دن گہٹا نہین

ستون کو رابطے کا سبب کچھ چہپا نہین
یہ رند ہین تو دختر رز پارسا نہین

مصحف جو رخ ہے غیر کو صورت دکھا نہ یار
ایمان بہی نہین جسے مطلق حیا نہین

اچھے بہی ہون تو بخیۂ مژگان یار سے
زخم جگر مین سوزن عیسی کی جا نہین

دکھلاؤن زور دست جنون خاک ہی پری
افسوس ہے کہ گور کی تن پر قبا نہین

ظاہر مین ہے صفائی تو باطن مین ہے غبار
آئینہ رخ سے آپکا دل مین صفا نہین

حیرت مین ہین یہ تیغ تغافل سے دادخواہ
دم بہر مین لا کہ قتل ہوے خون بہا نہین

شاکر زبان تیغ نہ زخمون سے ہو سکا
کس کام کے دہن ہین کہ جنہین صدا نہین

انسان ہے جو اوس گل خوبی کرے ہے گریز
سب کچھ ہے اوسکے باغ مین مردم گیا نہین

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
فضل خدا سے خوف ہتونکا ذرا نہین

منظور ہو جو وصل تو کچھ منہ سے بولیے
دونون مین ایک بات ہو یا ہان ہو یا نہین

جب ہاتہ باندہتا ہون کہ جنبش سے تنگ ہون
فرماتے ہین یہ قبضۂ مشکل کشا نہین

کھٹے کیے ہین دانت رقیبون کے لاکہ بار
حاضر جواب ہم ہین کہین چوکتا نہین

بیکس وہ ہین کہ ہم ہی نہ ہوگا فنا کے بعد
مونس نہین رفیق نہین آشنا نہین

۱۲۶	قدرت خدا کی گل سے وہ بت رام ہوگیا عاشق غنی ہون آج مرے پاس کیا نہین	۱۵

بے حجابی نہین حجاب نہین
عکس زلفون کا ہے نقاب نہین

میکشی کا مزا انہین گھر مین — محتسب کا جگر کباب نہین
زلزلہ ہے مرے تڑپنے سے — اک قیامت ہے اضطراب نہین
تیغ کی کیا زبان چلتی ہے — دہن زخم مین جواب نہین
حال پر میرے اسے یم خوبی — موج کی شکل پیچ و تاب نہین
ڈر کے کہتے ہین مجسے وہ شب وصل — خوب ابھی نشۂ شراب نہین
ناز و انداز حد سے گذرا ہے — اور ابھی آمد شباب نہین
جا کے کھنچ کر جو گھر مین قاضی کے — ایسی بنت العنب خراب نہین
بام پر اپنے یار بیٹھا ہے — چرخ چارم پہ آفتاب نہین
پر تو حسن یار پھیلا ہے — در و دیوار کچھ حجاب نہین
شب کو زیور بڑھا کے کہتے ہین — اب تو وہ جان کا عذاب نہین
شب فرقت ہے بام پر اندھیر — ماہتابی ہے ماہتاب نہین
غم سے خالی نہو گا رونے مین — دل ہے کچھ شیشۂ شراب نہین
بوسے ہمنے لیے ہین گن گن کے — گالیون کا تری حساب نہین

۱۲۷	ہوس اکسیر کی نکر عاشق خاک نعلین بو تراب نہین	۱۷

دو نون گیسو جو رخ یار سے اٹھنے کے نہین — ابر بھی دامن کہسار سے اٹھنے کے نہین
بیٹھ کر ہم در دلدار سے اٹھنے کے نہین — گر کے ہم سایۂ دیوار سے اٹھنے کے نہین
عاشق رخ کو نہ کھلائیے بل زلفون کا — پیچ کفار کے دیندار سے اٹھنے کے نہین

قطع رونا ہوا بیٹھے گئین گو آنکھین
پتلیان کہتی ہین آنسو تار سے اوٹھنے کے نہین

روح رہجائیگی اوٹھ جائیگا مردا تو کیا
آپکے در سے یہ دو چار سے اوٹھنے کے نہین

مدعی خون کی عشاق نہین محشر مین
قتل ہوکر تری تلوار سے اوٹھنے کے نہین

گنبد کہیلو تو نقاہت کا ذرا دہیان رہے
پہول یہ نرگس بیمار سے اوٹھنے کے نہین

ہین بہی راضی ہون جو تکرار رہے بوسون مین
لطف بیفائدہ تکرار سے اوٹھنے کے نہین

طلب بوسہ کی مہلت نہ ملیگی شب وصل
ہاتھ اونکے لب اظہار سے اوٹھنے کے نہین

طائر دل سے نہ ٹوٹی کبہی زنجیر جنون
سخت دانے ہین یہ منقار سے اوٹھنے کی نہین

حسرت بوسۂ رخسار رہی اب دل مین
ہونٹ کہتی ہین لب یار سے اوٹھنے کے نہین

کاوش نوک مژہ کا جو مزا ملتا ہے
پاؤن کہتے ہین سر خار سے اوٹھنے کے نہین

گردش دیدۂ مخمور سے چکر مین ہے دل
تا رہے ہوش کہ ہشیار سے اوٹھنے کے نہین

شکل مردی کی بنایا ہمین حیرانی نے
بے اوٹھائے ترے دربار سے اوٹھنے کے نہین

ناتوان دل ہے نکلنے کا نہین دود جگر
اب دہوین خانۂ نادار سے اوٹھنے کے نہین

لب معشوق ترا تیر جو ہو تو سے ہین
ہونٹ میرے لب سوفار سے اوٹھنے کے نہین

٣٣	درد دل سے کہنے مین پر ہجر کہان تک عاشق اب یہ صدمے دل بیمار سے اوٹھنے کے نہین	١٢٨

مصحف رخ کا خیال آج جو آیا دل مین
صورت نجم چمکتا ہے سویدا دل مین

کوے قاتل کو چلے خوف نہ آیا دل مین
کثرت شوق سے باقی نہ رہی جا دل مین

شوق ہے آئی شب ہجر شب وصل کے بعد
آرزو جی مین سے ہے باقی تمنا دل مین

رشک فردوس گل داغ سے ہے تن میرا
غم ہے تیرا فقط اے سرو تمنا دل میں

بت پرستی تھی فقط سب کے دکھانے کو لیے
کلمہ پڑھتی تھی یوسف کا زلیخا دل میں

ما کاکل کی جو عاشق تھے وہ سب ڈوب مرے
لہرائی ترے دیوانوں کے یہ کیا دل میں

تیز ہی نوک مژہ کو مری دل سے پوچھو
دیکھا اس کانٹے کو آنکھوں سے تو کھٹکا دل میں

بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامند رہے
منہ پہ اچھا نہ کہے گا تو کہیگا دل میں

جی بھرا اسقدر اے گل تری بیقدری سے
آبلے ہیں صفت آبلۂ پا دل میں

اے بت انصاف کریگا تو بڑے ہیں گر سب سے
حق نے فرمایا ہے کیا کیا صفت عادل میں

میر الیس ہو تو نکلنے ہی ندوں پردے سے
یا تو آنکھوں میں چھپا رکھوں اسے یا دل میں

یار در خانہ و ما گرد جہاں سے گردم
عرش و کرسی میں نہ پایا اوسے پایا دل میں

ایک پل بھولی نہیں تیری نشیلی آنکھیں
پھر رہی ہیں صفت ساغر صہبا دل میں

منہ پہ اک بات نہیں آئی چھپایا سب کچھ
ان اشاروں کا ضرر ہمنے اوٹھایا دل میں

ایک سے سب نہیں ہوتی نگہ و ظلم و ستم
کوئی کیا دل میں کہے کوئی کہے کیا دل میں

قتل ہو جاؤں تو بہتر ہے نہ الزام اوٹھاؤ
سر بھی کٹ جائے جو میرا نہیں کٹتا دل میں

نمکیں ہوئے حلاوت جو ملی زخموں کی
ہم سروہی کا جپا کرتے ہیں مالا دل میں

پھر نکلتا ہے بجلیوں کی بھلا کیسے سے
رکھتے ہیں داغ بنا کر یہی بیسا دل میں

بت کا بھی گھر ہے پر یکا بھی خدا کا بھی ہے
نہ کلیسا ہے نہ شیشا ہے نہ کعبا دل میں

قتل کرتے ہیں نگاہوں سے مگر دل میں ہے رحم
ترک سفاک ہیں آنکھوں میں مسیحا دل میں

صاحب فکر رسا سیر سے ہیں مستغنی
شہر دل میں ہے چمن دل میں ہے صحرا دل میں

جن کا سایہ بھلے اونکا ہے سودا سر کو
جو نہو حسرت تک اوسکی ہو تمنا دل میں

کبھی دشمن ہو کبھی میرے لیے روتی ہو
خاک اوڑتی ہے کبھی بہتا ہے دریا دل میں

نہ نظر بھر کے کبھی دیکھا نہ دل صاف ہوا
آنکھوں پہ چلمنیں پڑتی ہیں تو پردا دل میں

ایک پل ضبط کیے اشک تو جی بیٹھ گیا
آج ساعت سے گئے کشور بچا ہے نقشا دل میں

خاک پیری میں کروں اوجلی کفن کی خواہش
آج تک داغ جوانی کا ہے دھبا دل میں

آئیے روٹھ چکے رات بہم کم سو رہیے
آپ کچھ دل میں نہ اب کیجیے نہ پیدا دل میں

تیغ بیداد سے وہ ترک کرے سو ٹکڑے
سر کے کٹنے کا ذرا غم ہے نہ ڈر کا دل میں

سختیاں ترک ہوں تجھ سے صنموں کا ہے خیال
نہیں مٹتا وہ کبھی نقش جو بیٹھا دل میں

عشق چمکا تری جھلکے کا تو یہ رنگ اوڑا
خون کے قطرے سے بنے عقد ثریا دل میں

جسقدر زخم ہوے مجھکے اونکو خوشی ہوتی ہے
دوست کے واسطے دشمن کو ہے پالا دل میں

موتیوں سے در دندان کو لڑایا نہ اگر
اوگ سمجھا کوینگے سامنے جھوٹا دل میں

۱۶	خوف آتا ہے مجھے سامنے بات نے عاشق بیٹھوں پہلو میں نہیں حوصلہ اتنا دل میں	۱۲۹

ہزار ہم مژہ اشک بار رکھتے ہیں
وہ خار کھاتے ہیں دل میں جو بار رکھتے ہیں

ضعیف ہو کے تن داغدار رکھتے ہیں
خزاں میں بھی ترے عاشق بہار رکھتے ہیں

یہ ضد ہے کان کی بجلی کی جب کروں تعریف
مری حیا نے کو وہ بھی اوتار رکھتے ہیں

جہاں میں کوئی زخمی ہے کوئی قیدی ہے
بچا نگہ سے تو زلفوں سے مار رکھتے ہیں

ہوا پہ آسے ہو کس طرح ہم نشوں برباد
بنا جسم میں مشت غبار رکھتے ہیں

نہ طمع مال ہی ہمکو نہ خواہش جاگیر
ہم آپ زند گی استغار رکھتے ہین

ہم اپنے دل کو سناتے ہین آپ قصۂ غم
کوئی رفیق نہ مونس نہ یار رکھتے ہین

کفن بنانے کو اک پیرہن کے مالک ہین
زمین ملک مین ہم قبروار رکھتے ہین

جو عمر کھوتے ہین تعمیر قصر عالی مین
بناے خانۂ تن پائدار رکھتے ہین

مقابل آئے ہین غزال حرم تو موت آجاے
یہ ترک چشم بھی آہو شکار رکھتے ہین

جلا کے خاک کرینگے فلک کو دم بھر مین
غبار اس سے تر ہو خاکسار رکھتے ہین

ہم اپنے صدمے سے غیرون کو بھی جلاتے ہین
مثال سنگ کو دل مین شرار رکھتے ہین

تصور اونکا ہے آنکھون مین کس حفاظت سے
چھپا کے پردون مین تصویر یار رکھتے ہین

ہم آگ کاشت ہستی مین کیا پہلین پہولین
دل حزین و تن داغدار رکھتے ہین

بخیل روح تھی چھوڑا ہے جامۂ تن کو
وفی لباس ہین کر او تار رکھتے ہین

١٣٠	زمین اشک ندامت سے بہ سکی عاشق وہ آج تک وہی دل مین غبار رکھتے ہین	١٢

مصور پہ گیا نقشے سے گو انداز آنکھون مین
نہ ہو وہ معجزہ لب مین نہ ہو وہ ناز آنکھون مین

اشارہ مین کبھی بخشش کبھی ہے ساز آنکھون مین
بھری ہین صانع قدرت نے سارے ناز آنکھون مین

سنا ایسا سخن دیکھا نہ ایسا ناز آنکھون مین
کرامت ہے لبون مین آپکی اعجاز آنکھون مین

تمہین کاٹی نہ دیکھا اپنی سے آنکھون سے جلتا ہون
سما جاتا ہے کیسا شعلۂ آواز آنکھون مین

کھلا مطلب نشانون کو فرشتون سے بھی محفل مین
ہوئی جب ہے سے اونسے گفتگو ہے راز آنکھون مین

مری آنکھون کو چوما اونے مین نے اوسکی آنکھون کو
لبصارت ہونٹون مین پیدا ہوے آواز آنکھون مین

اشارا وصل کا آخر ہوا گالی کی پڑی ہین
ابہی مضطرب سی ہو گیا ہی ساز آنکہون مین

مگر آئینے مین دیکہی ہی صورت اوس پری نے
خوشی سی پتلیان کرتی ہین لاکہون ناز آنکہون مین

غرور حسن تہا جنکو وہ سب پانی سی پتلی ہین
پیے لیتا ہی سب محفل کو وہ دمباز آنکہون مین

بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین
صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکہون مین

اشارہ ہی یار سحر کرتی نہین سو ہین ہی جادو کیا
نہین وہ پتلیان بیٹہی ہین فسون ساز آنکہون مین

۱۳۱

نہین کچہ سوجہتا جز دخت رز مستی مین عاشق کو
کہان باقی رہا زاہد کا اب اعزاز آنکہون مین

۱۶

چشم غزال چین نہین تن گل یاسمین نہین
دانت در ثمین نہین شکل تری کہین نہین

ابر ہی آفتاب ہی حسن ہی اور نقاب ہے
شمع ہی اور حجاب ہی ساعد و آستین نہین

چال مین بانکپن نہین بال کی بیت تن نہین
زلف مین پیچ و شکن نہین چشم مین سحر گین نہین

قابل سیر یار ہون داغون سی لالہ زار ہون
رشک صد بہار ہون نخل خزان مین نہین

شمع جہان فروز ہی برق زمانہ سوز ہے
ناوک سینہ دوز ہی آہ دل حزین نہین

جسکا کہین پتا نہو راہ او دہر ہی پا نہو
سیر اقدم پڑا نہو کوئی وہ سرزمین نہین

یار جو بی نقاب ہی دید کی کسکو تاب ہے
غیرت آفتاب ہی عارض مہ جبین نہین

یار نہ بانکپن دکہا بل نہ دم سخن دکہا
تو کمر و دہن دکہا کہتا ہی کیون نہین نہین

غم سی ہرا باغ ہی روکش خانہ باغ ہے
گہر کا مری چراغ ہی داغ دل حزین نہین

کہدو یہ قیس زار سی اور شور افزا سے
وحشت بہری ہین خار سی آبلہ پا کہین نہین

سینہ جو داغدار ہی دل ہمہ تن فگار ہے
سیر گلون کی خار ہی مجہسا کوئی حزین نہین

غیرون سے ہی شغل مین یار مجکو کیا شغل ہین یار
بیٹھے مری بغل مین یار بات یہ دل نشین نہین

بیٹھے ہین ہم نشین بنا کیون نہ مین جلکے ہون کباب
مجکو ملا ہی یہ جواب دُر دبھی ہم نشین نہین

چشم جو اشکبار ہی غیرت آبشار ہے
داغون کی وہ بہار ہی ایسا چمن کہین نہین

جو سبب جمع مال ہی اوسکو یہی خیال ہے
زیست ہزارون سال ہی دم دم واپسین نہین

۱۳۲ | ۲۶

عاشق امید کیا بھلا آئیگا روز وصل کا
بہہ گا دور چرخ کا زیست کہان ہے نہین

سرکشی دو دن ہی پھر ایک جا ہوتی نہین
دختِ رز وہ بیسوا ہی آشنا ہوتی نہین

جب کدورت دل مین ہو حاصل صفا ہوتی نہین
ظرفِ گل پر شکلِ آئینہ جلا ہوتی نہین

جنکو سودا ہو چکا ہے اونکی دل سے پوچھیے
زلفِ پیچان سے سوا کوئی بلا ہوتی نہین

رب ہونکی سائلِ وصلِ صنم اللہ سے
یہ دعا وہ ہے کہ مقبول خدا ہوتی نہین

منفعل ہون زلف کو مشکِ ختن مین نے کہا
اہی پیرو آدمی سے کیا خطا ہوتی نہین

باندہ کر ہم ٹکٹکی کیونکر نہ دیکھین آپکو
نیند جیسا ہم آنکھ ہوجاتی ہی وا ہوتی نہین

نکہتِ زلفِ معنبر کا بہت مشتاق ہون
پیچ کیا ہی اس طرف کی جو ہوا ہوتی نہین

کب تپش ورونکی سنیگا وہ سلیمانِ جہان
دل مین کچھ تاثیر نقشِ بوریا ہوتی نہین

زاہدو اسکی عبادت کو کیا مین نی سلام
بندگی جو چاہیے ویسی ادا ہوتی نہین

دختِ رزکی مدح ای ساقی فکر میری حضور
چار کے جو گھر گئی وہ پارسا ہوتی نہین

مہرون کی جب نظر پڑتی ہی تیری رخ پہ
ایک تل بھر وہشت روز جزا ہوتی نہین

سخت بیجا ہے اگر تمنے لڑایا آنکھ کو
چشم نرگس مین صنم مطلق حیا ہوتی نہین

طالع واژون سی اوس در تک پہونچی خاک بھی
یا ہوا ہوتی ہی اولٹی یا ہوا ہوتی نہین

ای مسیحا حال یہ پہونچا مریض عشق کا
آپ بھی جا ہین تو ابکو شفا ہوتی نہین

ای صنم حاصل جو تم کرتے ہوا ولٹی گفتگو
بات کچھ برعکس تقدیر خدا ہوتی نہین

دو قدم چلنے سی جیسی پاون ہو جاتی ہین سرخ
ایسی اینگل شوخی رنگ حنا ہوتی نہین

وصل کا پیغام دیتا ہون اوسی سو رنگ سے
گفتگو اپنی خلاف مدعا ہوتی نہین

نفع پہونچے خاکساری مین کسی کو چاہیے
ہے تو اضع خوب پر حاجت روا ہوتی نہین

گوہر دندان کی مستی سی نہین بڑہتی صفا
لعل لب پر پان کہانے سے جلا ہوتی نہین

شور بختون سی نہ رکہہ اہل ترقی کی امید
آب اشک چشم سی نشو و نما ہوتی نہین

اہل حاجت کو امیرون سے بہلا بہر ہو خاک
گوش زد منعم کے آواز گدا ہوتی نہین

صبح کی جب توپ چہوٹیگی نہ روکین گی تہین
یہ سمجھ لینا کہ عاشق سے دغا ہوتی نہین

نیمجان چہوڑا اسی کیون کنج شہید انہین سمجھو
تیغ قاتل سی کہو مشکل کشا ہوتی نہین

ہم غریبون کا بہی بیڑا پار کر دیگا خدا
گو کوئی کشتی روان بے ناخدا ہوتی نہین

حد معین کچھ نہین کیونکہ کمال عشق ہو
ابتدا ہوتی ہے اسکی انتہا ہوتی نہین

۱۳۴	خامس آل عبا نے جیسے عاشق سر دیا اس سے بڑہ کر اور تسلیم و رضا ہوتی نہین	۱۷

عاشق بیمار ہون مین جیسے وہی بیمار نین
نرگس بیمار جانان کی پرستارون مین ہین

آہ کہتی ہی کہ تنہا ایک مین یارون مین ہین
درد کہتا ہی شب فرقت کی غمخوارون مین ہین

بت پرستو نہین ہین نہ وہ نہین ہین سمجھاؤ نہین
وہ پہنچتی جائینگی جہان دل گنہگارون مین ہین

تیری کاکل کی قسم قوت نہین اسلام سے
بال بال اپنا ہی مجرم ہون گنہگار نہین ہون

ہم سبک روحون کو ملجانا لگے مشکل نہین
بو کی صورت ای پری پیکر تیری بار نہین ہون

سوتے ہین بستر پہ تیرے سامنے سامان عیش
وہ نہین ملتا ہی مین جسکے طلبگار نہین ہون

کیون نہین پھرتی مری جانب نگاہِ التفات
ای مسیحا مین بھی آخر تیرے بیمارون مین ہون

ہی بہت مشکل دلا اوس شاہ خوبانکا وصال
اسقدر مین زور رکھتا ہون کہ زردار نہین ہون

خواب مین بھی کیون تمہین یہ بھی نصیبون مین نہین
ایک مدت ہمکو گذری ہی کہ بیدار نہین ہون

تم جو کہتے ہو کرونگا ظلم مین حد سے سوا
مین بھی راضی ہون تمہارے ناز بردار نہین ہون

دل چرا کر عاشقان خانمان برباد کے
کہتی ہے زلف سیاہ یار طرار نہین ہون

اوس مسیحا کی توجہ ہو مریضون پر اگر
حضرت عیسی کہین آ کر کہ بیمار نہین ہون

بیٹھ کر کہتا ہی محفل مین حسینونکی وہ شوخ
چودھوین کی چاند کی مانند مین تار نہین ہون

رند و زاہد کیون نہ راضی ہون کہ ہون دل غیر
مست ہون تو نہین مین ہشیار نہین ہون

قرب ابرو سے ہے ظاہر سحر چشم مست کا
پتلی آنکھون مین یہ کہتی ہی کہ تلوار نہین ہون

خالد ہی بہتر ہو یار فن ہے جو کوچے مین ترے
حور کی خواہش نہین تیری طلبگار نہین ہون

۱۳۴	لیلی و یوسف کو وہ کہتے ہین عاشق طنز سے نجد مین بدنام ہون رسوا نہ بازارون مین ہون	۱۸

وفور شوق عدو کی فروغ داغ نہین
ہوا ہی تند بہی گل ہو وہ چراغ نہین

خیال زلف سے مٹتا فروغ داغ نہین
بہجے جو سامنے کالی کے وہ چراغ نہین

تمہاری فال نے دل کو نوید وصل نہ دی
مری کتاب مین حال شگون فراغ نہین

نہ مجھ تک آ سکے کبھی وہ نہ میں گیا اون تک
اونہیں فراغ نہیں ہے مجھے دماغ نہیں

ہمارے دل سے ہوا ہے فروغ بالون کا
سوا ہے داغ شب لطف میں چراغ نہیں

ملال ہوگا نہ دیکھو مرا تن پر داغ
شگفتہ جس سے طبیعت ہو یہ وہ باغ نہیں

فلک نے تفرقہ ڈالا یہ بعد مرنے کے
لحد میں جسم ہے اور روح کا سراغ نہیں

تنور سینۂ عاشق کا سوز سے ہے فروغ
بغیر آگ کے کچھ رونق اوجاغ نہیں

ارم میں پیکے شراب طہور میں لی کہا
یہ وہ چمن یہ وہ شیشہ یہ وہ ایاغ نہیں

لٹیں گے جاکے مسافر سرای دنیا کی
سنا ہے ملک عدم میں کہیں چراغ نہیں

وہ کون گل ہے جو گلزار دہر میں نہ کھلا
جو اور کچھ ہے وہان تو بہشت باغ نہیں

اوٹھا کے جبر سماجت کبھی نہ کی میں نے
کسی رقیب کا ایسا دل و دماغ نہیں

وہان مرون کہ نکیرین پھر کے عرض کرین
زمین پر تو کہین قبر کا سراغ نہیں

بہار داغ کو جی بھر کے دیکھ لے اے دل
کسیکی ملک نہیں یہ کسیکا باغ نہیں

عبث ہے پیر جو دعوی کرے جوانی کا
وہ دل وہ حوصلہ وہ فکر وہ دماغ نہیں

شب فراق میں آنکھوں کو رو چکا سر شام
کچھ اور جسم سے پہلے تھا اب ایاغ نہیں

فراغ و صحبت احباب و یار و عہد شباب
وہ کیا نہ تھا کہ مرے دل پہ جسکا داغ نہیں

١٣٥	بہار داغ میں تاثیر ہے نہیں عاشق کھلا کسیکا کبھی غنچۂ دماغ نہیں	١٨

ہم ضعیفوں کی عبادت میں کچھ اثر ہوتا نہیں
نخل جب کہنہ ہوا اچھا ثمر ہوتا نہیں

نا بالغان کوئی طفل سیمبر ہوتا نہیں
نخل باغ خردسالی میں ثمر ہوتا نہیں

اپنے نالوں تیشہ ہم فرہاد سے کچھ کم نہیں
سنگ میں گھر کرتے ہیں دل میں اثر ہوتا نہیں

عید غیروں کو سنو ہر روز دید یار سے
کیوں ہلال ابروِ جاناں قمر ہوتا نہیں

آبرو داروں کو پایا ہے ہمنے ممسک دہر میں
آب گوہر سے دہان خشک تر ہوتا نہیں

کس طرح پیش نظر رہتا ہے تصور یار کا
قابل بندش کبھی تار نظر ہوتا نہیں

جانے والوں کو عدم کی کیوں ہے توشہ کی تلاش
پاس کچھ مولود کے زاد سفر ہوتا نہیں

سخت جانوں کے جگر میں گرمی الفت کہاں
یہ وہ پتھر ہیں کبھی پیدا شرر ہوتا نہیں

دل شکستوں کو شکستوں پر شکستیں کیوں نہوں
داغ دل سنگ حوادث کی سپر ہوتا نہیں

برق روی یار کیا پھونکے تن پر داغ کو
خرمن جسم کو بجلی سے ضرر ہوتا نہیں

خشک مغزوں سے حلاوت اہل صحبت کیوں جدا
بانس کی پوروں میں لطف نیشکر ہوتا نہیں

یار سے آنکھوں میں باتیں خوب پوشیدہ ہوئیں
تا بہ برقی صورت تار نظر ہوتا نہیں

چاندنی کی سیر کو گھر سے نکلتے وہ ضرور
ہجر کی شب داغ دل شکل قمر ہوتا نہیں

زیور گوش سماعت دہر میں بے نقص ہو
قلزم فکر بشر میں وہ گہر ہوتا نہیں

بت کی طاعت کفر ایماں بندگی اللہ کی
رند مشرب کو خیال خیر و شر ہوتا نہیں

جوہر ذاتی سے قایم گرم و سرد دہر میں
تیغ کے بن جانے سے کچھ قطرہ گہر ہوتا نہیں

بس قلم سہا تا ہے حسینوں کو مرا حسن کلام
طالب زر کوئی مجھ سے سیم بر ہوتا نہیں

۳۲	دل سے میں کرتا ہوں باتیں شب کو زلف یار کی صبح تک قصہ یہ عاشق مختصر ہوتا نہیں	۱۳۶

دل کو عشق مژہ و زلف گرہ گیر نہیں
ہدف تیر نہیں بستۂ زنجیر نہیں

بے خطا مرگ جوانی کوئی تعزیر نہین
آہ کا قصد ہی اب جسمین تاخیر نہین
لاکہہ چاہون پہ نقاہت سے نہین اوٹہتی مہر
ضبط غم سے دل بیتاب ہی شوق سینے مین
خط کے چہو لینے کا لپکا نہین جاتا دلسی
پانون مین اسکے جو قوت ہی تو سر مین اوسکی
راست بازون کو نہین دہر مین پروا ہی کیا
ایک بہی قتل ہوا ابرو سے تو عالم نہ بچے
کوچۂ یار مین گرنے کی ہوس دل مین ہی
تم کو دروازے پہ آئی مین اگر دیر ہوئی
کیون ہی دیدار کی یہ ساری خدائی مشتاق
یار کو شور سلاسل ہوا افسانۂ خواب
منہ سے تقریر سمجہتے ہین تو خط بہی پڑہتے
قتل بہی تمنے کیا لاش کو بہی کہنچوایا
بات کرتا کوئی بت قبل ظہور اعجاز
عشق بازی کا مزا خاک سنین پیری مین
جان کا بار بہی ہوتا ہی ضعیفون پہ گران
بوسہ ہونٹون نے لیا گہورکے دیکہا ہو سفاک

رحم طینت مین تری کے افلاک پہ بہی نہین
اس سی بڑہ کر کوئی دیدار کی تدبیر نہین
یار کی شرم سی کہلتی کبہی تقریر نہین
اشک پیتا ہون کہ آب دم شمشیر نہین
زہر دینے کے سوا کچہ مری تعزیر نہین
ساکن اک دم قدم طفل و سر پیر نہین
دامن قوس کا پابند سر تیر نہین
خون کو چاٹ گئی دم سے یہ وہ شمشیر نہین
جسمین ہو نا سے ملے خاک وہ اکسیر نہین
روح کو تن سے نکلتی ہوئی تاخیر نہین
کون سی آنکہ ہی جسمین تری تصویر نہین
اور کچہ نالۂ شبگیر مین تاثیر نہین
شکل مصحف کے جبین پر کوئی تحریر نہین
میری شہرت ہوئی آفاق مین تشہیر نہین
سنگ بی پیرون مین گریہ کی تاثیر نہین
زور نالے مین نہین آہ مین تاثیر نہین
حائل روح بہشت دل بدن پیر نہین
لب شوق مرے منہ مین کوئی تیر نہین

دام سبزے کا اگر باغ مین بچھا تو کیا | طائر رنگ پھنسے وہ کوئی تدبیر نہین
کہین ڈر جائین نہ سینہ مین زبان پیچ کی | شمع رو بیٹھین جہان حاجت گلگیر نہین
جی کو بہلاؤ مرے بعد کسی صورت سے | اب مرقع مین جہان کی مری تصویر نہین
دل زخمی نہ کرو قیمہ ہے توڑا ہے ساقی | ہمین انگور ہین کچہ دانۂ زنجیر نہین
یاد ساقی سے دم زیج سفرت کیا ہے | حلق مین انکی وہ آب دم شمشیر نہین
سر ہی پہوڑی تو نہین لذت دنیا کو قیام | جوئی فرہاد سے موجود مگر شیر نہین
اہل جوہر متواضع ہین نہین منت کش | دیکہو بسمل کمر خم شمشیر نہین
نقش دیوار بنے دیکہ کے جسکو انسان | ورق دہر مین ایسی کوئی تصویر نہین
جسمین لذت ہے وہ نعمت ہے دہن کے لیے خاص | ناف مولود مین ہرگز اثر شیر نہین
سے تغیر جو زمانے کا تو ہوجائیگی صبح | شب غم حیرتیون کی شب تصویر نہین
بندگی بت کی رہی بندۂ اللہ سے | اب کہین عفو کے قابل مری تقصیر نہین
پہر وہی سامنا آیا شب تنہائی کا | اے اجل آج مناسب تجہے تاخیر نہین

۱۳۷ | یاد آتے ہین سبھے آتش و ناسخ عاشق
اونکو افسوس یہ تہا مصحفی و میر نہین | ۲۴

پیری بہی آئی غرق ہین شغل شراب مین | ہمنے سفید بال کیے آفتاب مین
مستی کہ چہوٹ پڑتی ہے جام شراب مین | گردون کا عکس ہے قدح آفتاب مین
کیفیت غضب نظر آئی شراب مین | تیوری سے اونکی موج پڑی تلخ آب مین
ٹپکے جو اشک گرم ہمارا شراب مین | پڑ جائین آبلے جگر آفتاب مین

گھٹتی ہے عمر پیر و جوان انقلاب میں
ہستی ہے لطف زیست جہان خراب میں

دامان زین سے اوڑنے لگا آپکا فرس
حلقے سے لگے ہیں چشم پری کے رکاب میں

بوی شراب تند سے آنسو ٹپک پڑے
نرگس کا عطر تمنے ملا یا شراب میں

کی ہمنے مدح عارض روشن شب وصال
حب کا عمل پڑھا شب مہ آفتاب میں

بوسے کا ہے نشان رخ پر نور یار پر
اک داغ پڑ گیا جگر آفتاب میں

پستان یار پر دل ہشیار پس گیا
عیار پھنس گیا ہے طلسم حباب میں

تیر نگاہ ترک فلک سے نہ رک سکا
سوراخ پڑ گیا سپر آفتاب میں

اللہ رے میرے دست جنون کی تعلیان
باقی نہیں ہے تار شعاع آفتاب میں

اصلاح خط روے کتابی سے یہ کھلا
کاٹے ہوے حروف غلط ہیں کتاب میں

دیکھا جو ہمنے چہرہ پر نور و خط سبز
سمجھے کہ بنگ ہے قدح آفتاب میں

یہ حال رخ کھلا دہن لاجواب سے
منطق کا کوئی حرف نہیں ہے کتاب میں

سو وار ہا کبھی تو کبھی شغل مے کشی
ساے ہیں بال بسر ہوئی یا آفتاب میں

دیکھا تو زیر چرخ حکومت کا ہے مزا
غیر از نہ ہوا کچھ اور نہیں اس حباب میں

پہونچا ہے خشک و تر میں اثر آہ گرم کا
سوتی ہیں ہے نہ آب نہ پانی سحاب میں

زلفوں سے اپنے رخ کے پسینے کو پونچھیے
کیا لطف ہے جو عود رگڑیے گلاب میں

ابرو ہے تیغ یار کی شہ ہے بارہ کا
بجلی لگا ہے برق کا جیب سحاب میں

دل کو یہ آرزو ہے کہ ہو عالم آشنا
سارے جہان کی ہے ہوا اس حباب میں

اندھیوں کی طرح چاہ زنخدان میں گر پڑا
[illegible]

عاضر ہین گل چلو مین چلو سیر باغ کو — زر دار دوڑتے ہین تمہاری رکاب مین

۱۳۸ — **دیگر** — ۱۸

سرو مین قد سے تیرا نازک بدن ہوتا نہین
غنچہ نازک تن سے نازک پیرہن ہوتا نہین

وصف تیرا کچہ رقم اے گلبدن ہوتا نہین
گلشن تصویر مین رنگ چمن ہوتا نہین

اپنی چادر دیگا وہ حور اتوجی اوڑھونگا مین
حلۂ جنت سے میت کا کفن ہوتا نہین

داغ تن کیونکر ہرے ہوتے ہین میرے اشک سے
شور پانی سے کبھی تازہ چمن ہوتا نہین

بیچ مین پلکون کے کیون رہتی ہے پتلی آنکہ کی
دہر مین مردم کا خارستان وطن ہوتا نہین

آبرو خالق نے جسکو دی ہے پہر جاتی نہین
خشک منہ مین ایکدم آب دہن ہوتا نہین

راہرو کیا چاہ سے گرتے ہین اے طفل حسین
گو کبہی خس پوش یہ چاہ ذقن ہوتا نہین

ہے بڑا مجکو تعجب الفت فرہاد سے
ناتوان بیمار فرقت کوہکن ہوتا نہین

جسکی طینت پاک ہے دہبا نہین لگتا اوسے
خاک مین سوتے ہین پر میلا کفن ہوتا نہین

بات اولٹی ہے کہ خاموشی مین ہے جادو بہرا
سامری سے سامنے تیرے سخن ہوتا نہین

جسم نازک چہل گیا تار نگاہ حور سے
حلۂ فردوس تک زیب بدن ہوتا نہین

جامۂ نخوت نہین سیتے ہین اکثر خاکسار
ٹھیک میرے جسم پہ پیرہن ہوتا نہین

دام موج ہو جو پیش چشم رہتا ہے مدام
تشنہ تیری آنکہ سے اس سے ہرن ہوتا نہین

ہجر مین پہولون سے ہو کیا خاک صحبت کا فروغ
یاسمن کا چاند سا اے گل بدن ہوتا نہین

جو رسیدہ ہی کا نہین ہوتا گرفتار بلا
ہاتہ سے بل دیتے ہین گیسو رسن ہوتا نہین

آنکھ کو نفرت ہے بوسوں سے تو کیا اسکا عجب ۔ رام کرنا چاہیے وحشی ہرن ہوتا نہیں

قید کی تشویش سے نازک جو ہیں بیخوف ہیں ۔ صید بے پر گر طائر رنگ چمن ہوتا نہیں

۱۳۹	میوۂ جنت میں عاشق کو نہیں ملتا مزا باغ میں فردوس کے سیب ذقن ہوتا نہیں	۲۷

پھر گیا زخم دل کی سخت جانی سے فغان برسون ۔ مثل مشہور ہے پتھر میں رہتا ہے نشان برسون

گلے سے طوق اوتر کر حلقۂ ماتم میں بیٹھا ہے ۔ قدم سے چھوٹ کر نالان ہی ہیں بیڑیان برسون

ہوا اوس سیم تن کو تو مہینوں ہاتھ کھجلایا ۔ ملا بوسہ اگر تو منہہ چباتا کی زبان برسون

رقیبون کو نشان کیونکر ملے گل سے کف پا کا ۔ یہان سونگھی ہے بوئی نقش پای رہبران برسون

مہینا بھر نہیں تم سے اگر تو شکر کی جا ہے ۔ دو رستے ہیں کلام آئی نہ تھی جو درمیان برسون

تلاش یار سے غافل رہے مر کر نہ دم بھر بھی ۔ وہ ہم ہیں بعد بربادی رہے ریگ روان برسون

اشارہ میری جانب کو نہیں ہوتا کسی صورت ۔ ترا ابرو ہے وہ جو سج نہیں کرتی کمان برسون

مصیبت ہجر کی جھیلی جو برسون وصل ہاتھ آیا ۔ نہ چھوڑون گا قدم رگڑین ہیں اپنی ایڑیان برسون

تلون ہے مزاج پیر گردون میں عجب ڈھب کا ۔ کبھی کے قتل کے در پے کبھی ہے مہربان برسون

خبر پوچھی نہ یاران گذشتہ نے کبھی اپنی ۔ عدم کو لخت دل بھیجا کیے ہم ارمغان برسون

شہادت سے ہوئی اوس ترک کو کثرت حیا ہو گی ۔ مثال تیغ سر کاٹا کیا آب روان برسون

کہون احوال تیغ ظلم یا سنگ حوادث کا ۔ بدن قیمہ ہوا چورا ہوئی ہیں استخوان برسون

تماشا دیکھنے آئے نہ اک دن میرے اشکون کا ۔ نہ پہونچا منزل مقصود تک یہ کاروان برسون

پھر وسا کیا ضعیفی میں بیمار جسم لاغر کا ۔ تمہارا رستا ہے جھک کر ڈگر ڈپھی کمان برسون

بتون کی وصل ہی گذری خدا ہی مرکے جا ملیے
کشش دم بھر وہان ہے اور کھنچتے ہین یہان برسون

جلایا زندگی مین اسقدر اسے شعلہ رو تونے
کہ بعد مرگ نکلا قبر سے میری دھوان برسون

غبار ناقۂ لیلی نظر سے چھپ گیا شاید
بگولا بنکے سرگردان رہا ہے ساربان برسون

لڑکپن سے تمہارے ظلم کا شہرہ ہے عالم مین
رہا جلاد پیر چرخ بھی آخر جوان برسون

مشبک خانۂ زنبور کی صورت کیونکر ہو
یہ وہ سینہ ہے میرا جس سے نکلی ہے فغان برسون

نہ سوکھی اشک میرے دیدۂ تر تک تعجب کیا
بہا کرتا ہے کیسے زور سے آب روان برسون

ہمارا مرغ مضمون دام مین غیرون کی آتا
رہا ہے سیرگاہ طائر دل لامکان برسون

تمہاری سرد مہری نے رولایا اسقدر مجکو
کہ مین اوڑھے رہا ہون چادر آب روان برسون

بسر کی دامن گل پر کبھی خار مغیلان پر
وہ بلبل ہون نہ دیکھا مین نے روے آشیان برسون

وہ بیکس ہین نہ چھوڑا دانہ انکو عالم مین
ہماری تاک مین بیٹھے رہے ہین باغبان برسون

کہان گرد رہ سرگشتگان وادی وحشت
ابھی چلکر گریگا اور لیسے آسمان برسون

جہان گھر مین گئی تیغ تغافل تیز ہوتی ہے
رہا ہے سنگ در اوس کا سنگ فسان برسون

۱۴۰	خدا کو رحم آجاتا ہے دو اک آزمائش پر یہ بت ہین سنگدل عاشق کرینگے امتحان برسون	۱۷

نرم دل جو ہے کبھی وہ سخت جان ہوتا نہین
گوشت تن مین خشک ہوکر استخوان ہوتا نہین

سیکڑون آہین بھرین نکلا نہ سینے کا غبار
گردباد اوٹھنے سے خالی خاکدان ہوتا نہین

بس نہین چلتا ذرا قاتل کا میرے ضعف سے
رک گیا ہے حلق پر خنجر روان ہوتا نہین

اتحاد عاشق و معشوق ہے دنیا مین جھوٹ
کستنے ہی تن کو الفت مثل جان ہوتا نہین

ہے جو کم مایہ نہیں پاتا وہ اعلےٰ کا فروغ
کچھ شہاب چرخ چڑھ کر کہکشان ہوتا نہین

آنسوؤن مین ٹہیان بہتی ہین جسم زار کی
بند تنکون سے کبھی آب روان ہوتا نہین

مجکو دم بہر بیٹھنے دیتا نہین شوق کمال
جسطرح ساکن گہڑی بہر آسمان ہوتا نہین

نشتر مژگان چبہ ہی ہو گیا کشش سے یار کی
تیر کا پیکان کہنچنے سے سنان ہوتا نہین

محفل دلدار جادوگر کا رکہتی ہے اثر
دیکہتے ہین لوگ پہرون کچہ بیان ہوتا نہین

حاجت مشاطہ کیا ہے باغ حسن یار کو
گلشن خلد بریں مین باغبان ہوتا نہین

پرورش ہے غم مین جسکی کیا ترقی ہو اوسے
طفل اشک چشم تر ہرگز جوان ہوتا نہین

تنگ دل سے غیر کو راحت نہین ہوتی کبھی
غنچۂ گل بلبلون کا آشیان ہوتا نہین

سوز الفت کا اثر کیا ہو دل بیدرد مین
خانۂ نادار سے پیدا دہوان ہوتا نہین

لخت دل جاتی ہین اشکون مین کہان کیونکر کہلو
مینہ برستے ہین غبار کاروان ہوتا نہین

ہے دغا دل مین تمہاری سخت گوئی سے کہلا
تجربہ ہے نیک طینت بدزبان ہوتا نہین

گوشۂ گیرون کو لیکہے نقص اظہار ہنر
مائل پرواز تک زاغ کمان ہوتا نہین

١١	عاشق اوس دست حنائی تک نہ پہونچا مرغ دل طائرون کا نخل مرجان آشیان ہوتا نہین	١٤١

ہمنشین ہے سوز درون اپنا عیان ہوتا نہین
جل رہے ہین استخوان لیکن دہوان ہوتا نہین

دل مرا کیون مائل آہ و فغان ہوتا نہین
خانۂ اللہ مین شور اذان ہوتا نہین

دیکہکر میری وفا کیون سر جھکایا آپ نے
بار احسان محبت کا گران ہوتا نہین

کاٹ کر سر کو بت کہتا ہے [illegible]
سر فروشون کا کسی دن امتحان ہوتا نہین

حال مجنون سنتے ہین کہتے ہین سب اسکے حال
ہیچ بیان کرنے مین لطف داستان ہوتا نہین

بام پر صحبت ہے ہم بیٹھے ہین نیچے خاک پر
کیون تلے اوپر زمین و آسمان ہوتا نہین

ذبح جب کرتے ہین ہاتھون سے ٹپکتا ہے لہو
پنجۂ مژگان کسی کا خون چکان ہوتا نہین

یار کے گھر مین لہو روتا ہوا جاتا ہون مین
لخت دل سے کوئی بڑھ کر ارمغان ہوتا نہین

اپنے دل سے درد کی باتین ہین کیا سنتے ہو تم
داستان کہتے نہین قصہ بیان ہوتا نہین

ٹھوکرین کھاتا ہوا جاتا ہون کوئے یار کو
پانون ناطاقت ہے دل ناتوان ہوتا نہین

١٤٢	ناتوانی کی یہ ہے تاثیر عاشق بعد مرگ ہون سبک تابوت پر جلدی روان ہوتا نہین	٢٤

ردیف واو

جب آنکھ ہو سیاہ نہو سرمہ گین نہو
افشان وہ چیز کہ جو خود جبین نہو

چلیے وہان سراغ جہان کا کہین نہو
جس جا یہ آسمان نہو یہ زمین نہو

بے نور عرش ہے جو وہ کرسی نشین نہو
کرسی مکان یار کی عرش برین نہو

وہ چال کیا کہ جس سے نہ برپا ہون زلزلے
قامت وہ کیا جو آفت جان حزین نہو

حیرت ہے اپنے خانۂ تاریک و تار سے
جو نور مہر و ماہ ہر اک جا یہین نہو

غصہ ہے کیون وصال مین اتنا نہ روٹھیے
آب روان نقاب رخ آتشین نہو

بے یار بام پر ہے مزا میکشی کا خاک
ہو آفتاب عیسی گردون نشین نہو

گھبرا گئے جو زلف مین کنگھی الجھ گئی
شرما کے کہتے ہین دل عاشق یہین نہو

ڈوبے جو بحر عشق مین کیا آبرو رہی
ہوتا ہے وہ حباب جو یہان تہ نشین نہو

کسکو امید صبح شب انتظار ہے
اقرار کل کا وعدۂ روز پسین نہو

ہو جائے جسم سنگ جو اوٹھ سے چور چور
لذت نہین کہ درد کہین ہو کہین نہو

اولٹا جواب وصل نہ دے قاصد صنم
آیا وہ قبض روح کو روح الامین نہو

رکھتا ہے جو کمال تنزلی ضرور ہے
بے عیب مثل ماہ کے عزلت گزین نہو

آہ دل حزین سے حذر کیجیے ذرا
دم بھر مین انقلاب زمان و زمین نہو

جیسے فراق روح سے تن جل کے خاک ہو
صورت مکان کی نہ رہے جب مکین نہو

طالب وفا کا ہون بت یوسف جمال سے
جویا ہون اوس متاع کا مین جو کہین نہو

کیونکر چھپائین منہ جو مری آہ گرم سے
دامن نہو نقاب نہو آستین نہو

ثابت قدم وفا مین ہون ایسا کہ کیا مجال
عکس آئنے مین صورت نقش نگین نہو

بیٹھا جو در پہ ایک سلیمان وقت کے
کہتا ہے وہ کہ حلقۂ در سے نگین نہو

مر کر بھی روز حشر تک آنکھین کھلی رہین
دیدار یار کا جو دم واپسین نہو

غیرون سے اختلاط ہو مجھسی چھپاؤ منہ
اسدرجہ بے حجاب نہو شرمگین نہو

مرتا ہون مین کہ شہد لب یار چوسیے
دشمن کو زہر یار جو یہ انگبین نہو

چوری ہزار بار کرے پیچ مین نہ آئے
طرار زلف یار کہین شانہ بین نہو

١٤٣	عاشق کا نام لعل لب یار پر رہے نام رقیب نحس تو نقش نگین نہو	١٩

ہے نشۂ وجود بہر خود پرست کو
ہوسے لیے ہین صفات وعدہ روز الست کو

ہوش اب کہان ہے محتسب فاقہ مست کو
ماہ صیام عید ہوا مے پرست کو

اس درجہ روئے تاک کے ہم دار بست کو
نگلا بنا لیا لب دریا نشست کو

نخوت سے بندگان خدا سے بنگڑے ہین بت
شانِ خدا ستا ہی یہ ہر خود پرست کو

گلشن مین لطف بادہ گھٹا نے بڑھا دیا
ساقی کو مینہ مین تاک لیا داربست کو

میرا مسیح جا سے فلک پر تو پہر چیرخ
لا کر بچہا سے عرش سے کرسی نشست کو

ہونٹون کی بوسون کی ہے طاب مجکو سا قیا
عناب لب کو دیجئے گزک مے پرست کو

پہنس جا ئیگی یقین ہے مچھلی زمین کے
جس روز کہولدینگے وہ کاکل کے شست کو

پہونچا تہا شب کو ہاتہ جو محرم کے بند تک
کہلتے ہی آنکہ تہام لیا بند دست کو

یہ روئے ہم کہ پل مین سمندر بہا دیا
لہر آگئی اگر لب دریا نشست کو

اے ترک بانکپن کا جو بانا ہے پانو مین
پہلے نکال زلف و کلہ سے شکست کو

ہمکو تو خوف خال رخ آتشین کا ہے
یہ آگ پہونک دیگی اس آتش پرست کو

ایکی شکست توبہ کا ایسا رواج ہے
مشرب مین محتسب نے کیا مے پرست کو

دریا چمن مین موج گل تر نظر پڑی
مستون نے پل خیال کیا داربست کو

کس رعب ماسے ہے دل بیتاب ہے طپان
تار نفس کی توڑ نہ لیجا ئے شست کو

توسن نے ادس سوار کے کیا ہی اوڑا لیا
سرعت کو باد تند سے آہو سے جست کو

قاصد ہمارے خط کو جو انگیا مین رکہ لیا
تجویز وصل مین ہوا بنگلہ نشست کو

خوف سیاہی شب ہجران کو کیا کہون
ترک فلک نے ہول دیا فیل مست کو

۱۴	عاشق دل اسقدر تہ و بالا جو ہو گیا دیکہا قد بلند کو اور سعد پست کو	۱۴۴

اودہ چلون اک روز سوئے لکہنو
پہر لگا دے آرزو سے لکہنو

دل میں ہی گیا آرزوئے لکھنؤ — منہ پھرا جاتا ہے سوئے لکھنؤ
یاد حق میں کی عرق ریزی بہت — ہم ہیں وجہ آبروئے لکھنؤ
یاد ہیں اک سروکی کو کوکنان — پھر پھرینگے کو بکوئے لکھنؤ
ارمغان ہم لائے بہر اہل شہر — دل میں داغ آرزوئے لکھنؤ
دیکھتے ہیں خواب پابید اہین — ہم کہاں اور دید روئے لکھنؤ
پاون تھکتے ہی نہیں اس راہ میں — دل کھینچا جاتا ہے سوئے لکھنؤ
پا یا یوسف کا پتا یعقوب وار — ہنر اون سے آئی بوئے لکھنؤ
جاسے شعل راہ میں کام آئی خوب — داغ عشق ماہروئے لکھنؤ
یا خدا ہوں سوسم ماہین پھر — گرم صحبت تند خوئے لکھنؤ
آبرو سٹی کہ عزت خاک ہو — خاک چھانیں کو بکوئے لکھنؤ
خوف شادی مرگ ہے اے فرط شوق — آن پہونچے روبروئے لکھنؤ
کفش پا اب بنگئے ہیں آبلے — اسقدر کی جستجوئے لکھنؤ

۱۴۵	اب ملا عاشق نہیں جا کر تپا برسوں کی تھی جستجوئے لکھنؤ	۱۲

پوچھتے ہیں وہ مری چشم نم آلود کو — پاتا ہوں ہر اشک میں گوہر مقصود کو
شکل ہوا سے حباب روح بدن میں ہی بند — جانیو نقش بر آب ہستی نابود کو
شعلۂ آتش نیا رنگ حنا ساقیا — آگ لگا دی ہے کیا دست حنا آلود کو
ہے دل پر داغ میں لطف کا اس سے خیال — بزم میں لائے نہیں مجمر عود کو

سلسلۂ اشک و آہ دست و گریبان ہین یون
رشک ہے طوفان نوح آتش نمرود کو

زیست کہان تک بھلا موت سے ہی خوف کیا
ہو گی فنا ایک دن عالم موجود کو

فاقہ کشی کا مزا افعون کے دل سے پوچھ
آگ لگاتی ہے بھوک مطبخ بے دود کو

پیتا ہون مے کے بدل خون جگر ہجر مین
کھاتا ہون مثل کباب داغ نمک سود کو

خواب مین رہتا ہے یار روز مرے ہم بغل
سوتا ہون لیکر مدام شاہد مقصود کو

خال سیہ دیکھ لو آتش رخسار پہ
آگ جلاتی نہین دانۂ بارود کو

آسکے ہی عہد شباب ہجر کو صدمے اوٹھا کے
پہونچی نہ راحت کبھی جان غم آلود کو

۱۴۶	دیر مین عاشق رہے بندۂ بت مدتون سر نہ جھکایا کبھی سجدۂ معبود کو	۴۱

قطرہ جو کوئی مانگے تو جام شراب دو
ذرے کا جو سوال کرے آفتاب دو

جلتے رہو کسیکو اگر تم کباب دو
آنکھون کے آگے آئے جو جام شراب دو

ہو بندگی قبول تو مسجد بناؤن مین
مجلس کرون سلام کا جو تم جواب دو

مسی سے دانت مانجھ کے آئینہ دیکھ لو
تیغ نگاہ کو دُر دندان سے آب دو

اوٹھو نقاب کو تو کہین یہ ستارہ ہین
رخسار سے ایک سیج مین ہین آفتاب دو

مہر و مہ نہ رو کے کبھی تو ہون خود نمائیان
تکرار مین بحر حسن شکم مین حباب دو

اسے عبان میرا تار رگ جان نہ ٹوٹ جائے
اتنا نہ اپنی کاکل پرخم کو تاب دو

راحت نصیب ہوگی تو پہلے ہی رنج ہی
سوتی مین وصل و ہجر کے دیکھے ہین خواب دو

چشم غضب سے دیکھو اگر سوئے آسمان
تیغ نگہ سے ہو سپر آفتاب دو

بنت العنب کی تاک میں پھرتے ہو زاہدو
کھاؤں قسم جو ہاتھ پہ ام الکتاب دو

مدت گذر گئی ہے کہ جھپکی نہیں پلک
مردوں کو میں جگاؤں اگر اذن خواب دو

چوچند ماہ سے تری چہرے میں نور ہے
ابرو ہیں دو ہلال عذار آفتاب دو

ہجرت نصیب کیا مجھے کہتے ہو دور ہو
یہ فال بد نہ بہر رسالت مآب دو

یاد بلا سے زلف ہے خوف شب فراق
رہتے ہیں ایک جان پر اپنی عذاب دو

کیا ڈر ہے قہر سے تری رحمت کو فوق ہے
دو بجلیاں ہیں کان میں گیسو سحاب دو

طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے
ایک انتقال دہر میں ہے انقلاب دو

کاوش ہے تکلوا ہی گل تر مجھ نحیف سے
کانٹا لگے جو پاس ہیں تو بھی نہ آب دو

جو بادشاہ مصر کا تمنا حسین ہو
یوسف کرے سوال کہ تعبیر خواب دو

معذور ہم ہیں ضعف سے اے منکر و نکیر
آپ ہی کرو سوال تم آپ ہی جواب دو

بوسہ جو تل کا مانگا تو خاموش کیوں ہوئے
کیا گھنگنیاں بھری ہیں جو منہ میں جواب دو

۲۶	جھوٹے ہوں سب رقیب رہے نام آپ کا عاشق کو اپنے عاشق صادق خطاب دو	۱۴۷

پھر وہی دن ہوں گلا پھر تیغ کا مشتاق ہو
پھر کراہیں رات بھر پھر زندگانی شاق ہو

دیکھئے آتے نہیں کاٹے کو مار زلف کی
خال دکھلاتے نہیں ایسا نہ تریاق ہو

جھوٹ ہے جو صبح صادق کو فروغ رخ کہوں
لطف دیتا ہے جہاں تک شعر میں اغراق ہو

پائیں بوسہ خال کا یا بوسۂ خط ہو نصیب
ایک دونوں میں ملے یا زہر یا تریاق ہو

بڑھ گیا ضعف و فراق رحمت کی اصلا رت نہیں
بیٹھے ہی ہیں جاؤں مشکل سے تو اٹھنا شاق ہو

شعر بد سب کاٹ کر دیوان سی باہر کیے
ضد ہی بندہ دن ہی خدا کے رحم کہانیکا نہین
ناصحا یہ سچ کہا عشق حقیقی مین نہین
رفع بدنامی سمجھکر وا سلتے ہو بیڑیان
تمکو اسے شرگان وابرو کیا کہون آنکی سوا
شعلۂ پر آواز سے ہے گرمے بازار حسن
لاکہ نیند آنکھو نمین جلدی چہل مین کہتی ہو ہم
فصل گل آجاسے پہر گھر مین ہو شغل سکیشی
دیکھیے کس ہو فروغ نور دندان کی مثال
خاک کنشہے کی چمک حسن گاو سے ہوگئی
صحبت بد کی سیاہی قلب سے جاتی نہین
دوستی مین جان لی دم دیکر غارت کردیا
خون پی سامان کو کچھ آفات دوران سے نہین
چیر کر پہلو سی پہیکو نچ ل جو ہو راحت طلب
رو دیتے رو تے ہم شب فرقت مین اندہی ہوگئی
فصل گل پہر آئی پہر ہو جائین ستارے غم غلط
حسن باعث تمکو مبارک ہم غرض رکہتی نہین
شعلۂ رخ سے کنول ہمانون کو جل اٹھین سب

ناخلف اولاد کو کیونکر نہ کہیے عاق ہو
بہیک مانگی سو ندے سے جو بت کوئی رزاق ہو
افضل اعمال ہے جتنی عبادت شاق ہو
قید کرتے ہو کتا دیوانے کا اطلاق ہو
تیر بے پر ہو کمان بے چلہ و بی فاق ہو
کیون نہ گانے پر تمہارے مجمع عشاق ہو
وہ نہ فرمائش کرو پیاری جو ہم پر شاق ہو
انتظام شہر کی فکرون مین قاضی طاق ہو
برق تابندہ ہی جسکے عکس سی براق ہو
پیرہن میلا ہو تن سے جسقدر براق ہو
سنگ اسود آب رحمت سی کہان براق ہو
یار ہو بے رحم ہو عیار ہو قزاق ہو
راہ وہ چلیے کہ جسمین چپ رہو قزاق ہو
زہر مین کھاون زبان لذت کی جب تریاق ہو
اسے بیاض صبح نور دیدہ مشتاق ہو
آنکھین ڈھونڈین جام کو شیشے کا دل مشتاق ہو
چھپتے ہین اوس سے کہ جو دیدار کا مشتاق ہو
شمع بزم مے جو وہ مے خوار کی مین ساق ہو

لوح مرقد پر کسی بت کا نہ نقش قدم
ہاتا پائی کیجیے یون وصل مین اوس شوخ سے

شمع کے بدلی لحد پر کوئی سیمین ساق ہو
آستین سے ہاتہ باہر پانچے سے ساق ہو

١٤٨

بعد مردن منفصل عاشق سے ہون جزو بدن
رشتۂ الفت اگر شیرازۂ اوراق ہو

١٤

حسن مین تم عدل مین بھی شہرۂ آفاق ہو
ایکدم بیٹھے اگر صحبت مین کسرا طاق ہو

تو وہ لیلی ہے کہ مجنون ملک بیکھکر ہو سر نگون
خانۂ زنجیر مین محراب ابرو طاق ہو

استخارا دیکھتے ہین سیر گہر آئی پیراج
مانگتا ہون مین دعا جو ٹھی مین اونکی طاق ہو

شیشۂ مے ہاتہ سے رکھدون عروج نشہ مین
گنبد گردون ہشتم مین جو پیدا اطاق ہو

جب مسیحا آپکو اسے قاتل عالم کہین
لب جلانی مین تو خونریزی مین ابرو طاق ہو

گر نہ والون کو ہمارا جان بچنے کا ملے
عکس ابرو سے اگر چاہ ذقن مین طاق ہو

مسجدون مین اور کعبے مین بیچواری کرین
دور زندان ہو تو یہ شیشہ نہ کوئی طاق ہو

جلوۂ دیدار سے آنکھین اگر روشن کرون
تل تمہارے رخ کا خال دیدۂ مشتاق ہو

تمکو سب کہتے ہین دام زلف و ترک چشم سے
خلق کے صیاد ہو غارتگر آفاق ہو

جرم بعد از جرم اگر بخشین تو وہ مجرم نہین
حشر مین ہو حشر تو فرد عمل بے باق ہو

کشتی گردون ڈبو دون خون کے سیلاب مین
وصف آب تیغ جانان مین اگر اغراق ہو

جس طرف نکلو اودہر سے اونگلیان اٹھنے لگین
ماہ نو کی شکل جو عاشق تمہارا آفاق ہو

چشم حور اجاے روزن ہو تری یوان مین
آئینہ رخسار ہو محراب ابرو طاق ہو

کوئی عاشق دل لگی اب اس سے افزون تر نہین

جو مسیحائی کا دعوا ہی تو بدلو چال کو — روحین زندونکی نکل آتی ہین استقبال کو

منہ چھپایا مجھ سے تلوے کے دکھایا خال کو — کسقدر پستی ہی میرے بیتر اقبال کو

کوئی پہچانیگا کیا مجھ ناتوان کے حال کو — اک ذرا گردش ہوگی قرعۂ رمال کو

وہم بہی پاتا نہین اوس ماہرو کی چال کو — ہی فلک کی شکل گردش قرعۂ رمال کو

آپکے دیدار کے بہوکے جو تھے وہ مر گئے — خال کا دانہ چہپاکر کیون بلایا کال کو

اب صفا اونکی تن نازک کی ایسی بڑہ گئی — اونکی شکل سے نفرت ہوئی تمثال کو

قتل کرڈالو جو مجھ گریان کو تم برسات مین — روسے منہ پر رکہ کے جلاد فلک رومال کو

آفتاب حشر پردہ ہوگا ہوا رخسار کا — زلف اوس کافر کی سمجھا نامۂ اعمال کو

نقد دل لیکر مرا برباد تمنے کردیا — کون رکہتا ہے حفاظت سے پرائے مال کو

کبک کا طاؤس کا شہرہ ہوا تقلید سے — بہول جاتی ہین مگر وہ آپ اپنی چال کو

بال ہٹ جاتی تو بجلی کوند جاتی بزم مین — سایۂ زلف سیہ ڈہانکی ہی گورے گال کو

قتل کرکے پہر کیا چورنگ قاتل نے مجہو — وہ دہان زخم سے سمجہا زبان حال کو

شور محشر ہوگیا برپا صدا اے صور سے — کیا قیامت کی ہلاکر آپ نے خلخال کو

ہجر ساقی مین ہلال عید خنجر بن گیا — سمجھے عاشور محرم غرۂ شوال کو

نیک و بد کا روز و شب سے تمکو مالک کردیا — نور عارض کو دیا خالق نے ظلمت خال کو

گل کہلاسے روی رنگین کا پسینہ پونچہکر — دامن گلچین بنایا آپ نے رومال کو

ٹوٹ جانیکا ہوا بہزاد کو ایسا یقین — سو قلم سے بہی نکہینچا اوس کمر کے بال کو

کام آیا ایکدن طوفان بحر اشک چشم
سقف گردون پہ گئی آنسو مری پیپال کو

۱۵۰	وہ سوال وصل مین ڈر جائینگے تو یاس ہے رنگ رخ اوڑنے سے عاشق دیکھ لینگے فال کو	۴۱

اوٹھا کے داغ مرا انتقال ہو کہ نہو
عروج مہر ہوا جب زوال ہو کہ نہو

گھٹینگے ہم نہ ہٹینگے وصال ہو کہ نہو
کمال حسن پہرا سے مہ جمال ہو کہ نہو

اشارہ غیر کو ابرو سے کیون کیا صاحب
چڑھی تو پھیر دی بندہ ہلال ہو کہ نہو

مکان یار سے کچھ دل کو میری الفت ہے
سمجھے ارم ہے وہ حور اجمال ہو کہ نہو

ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھا کے آیا ہے
زبان خنجر سفاک لال ہو کہ نہو

بچا نہ پاسے نظر سے نظارہ بازون کو
تمہارا سبزۂ خط پائمال ہو کہ نہو

بشر کو عاقبت کار کا خیال رہے
بخیر دیکھیے اپنا مآل ہو کہ نہو

جنون مین آہ زنجیر دل سے بھاتی ہے
بلا سے افعی گیسو کی چال ہو کہ نہو

حرام جانکے اک جام مے کا پی زاہد
وہان نصیب شراب حلال ہو کہ نہو

عبث ہے آپکو طاؤس عندلیب سے رشک
کسی مین آپکی سی بول چال ہو کہ نہو

کرو نہ صبح کا وعدہ مریض الفت سے
کٹے نہ شب تو تمھین انفعال ہو کہ نہو

لیا ہے آج تصور مین ہونٹ کا بوسہ
لبان آتش یاقوت لال ہو کہ نہو

زبان تیغ شمشیر کی نہین کسی صورت
جواب دینے کے قابل سوال ہو کہ نہو

مجھے پسند شرارت ہے حسن صورت سے
پری خصال ہو حور اجمال ہو کہ نہو

شب وصال جو مجھسے ہو کوئی بے ادبی
تو دشمنون کو تمہارے ملال ہو کہ نہو

ترقیون کی توقع ہے سلب طاقت سے
قد خمیدہ و بیان ہلال ہو کہ نہو

کسے دماغ یہان جو انتظار کرے
جواب دینے لگو نگا سوال ہو کہ نہو

گناہ بخش دیے تو نے لا کہ رحمت سے
مرے کریم مجھے انفعال ہو کہ نہو

نہین جو مجھسے عداوت تو پھر وہی کیون ہے
چلو یہ پامال تو دل پایمال ہو کہ نہو

چمک دکھاسے جو تعویذ تیری چولی کا
تو برق طور کا پھر احتمال ہو کہ نہو

مجھے دکھا کے جو لے غیر بوسہ ابرو
تو بے چھری کے یہ عاشق حلال ہو کہ نہو

۱۵۱ ۲۵

سنبھلو عاشق ابھی ٹکڑے نہ جگر ہونے دو
اونکے بھی دل مین محبت کا اثر ہونے دو

قبر دکھلا دو مری اونکا گذر ہونے دو
پہری سٹی کا دل یار مین گھر ہونے دو

گردش چشم فسون گر کا تماشا دکھلا دو
اب زمانے کو ذرا زیر و زبر ہونے دو

تمکو آنا ہے تو آج آؤ جو کل آئے تو کیا
حال بیمار کا کیون نوع دگر ہونے دو

شام سے وصل کی شب مجکو دہر اٹی گذری
یہی کہتے رہے ہر وقت سحر ہونے دو

دیکھو تم چشم غضب سے تو سمندر جل جائے
قطرۂ آب صدف مین نہ گہر ہونے دو

دو قدم جنبو تک سے ربقون کے نہین چل سکتی
ہمتو جب جانین کہ دو ہری نہ کمر ہونے دو

عیش بنا تکر و تلخ تمہین کیا مطلب
جیسی ہوتی ہے بسر میری بسر ہونے دو

بام پر اوڑ کے پہونچ جاؤنگا مانند ملک
چاندنی رات تو اے رشک قمر ہونے دو

اپنے زانو کی ثنا پوچھتے ہو کیا مجھسے
نیند آ جائے اگر بالش سر ہونے دو

کیون ستانے ہو مجھے [illegible]
ابھی [illegible] مجھے [illegible] شال سر ہونے دو

ہین ہی مطلب کو پہنچ جاؤنگا اس وہو کی مین
قتل عالم او نہین منظور نظر ہونے دو

آؤ پرستش کو فرشتون کی طرح راضی ہون
قبر کی طرح اندھیرا مرا گھر ہونے دو

گیسوؤ تمکو نہ قرار رکھونگا جب تک
دل چرایا تو جگر کو نہ خبر ہونے دو

رک سکیگی نہ کبھی تیغ ہلال ابرو
ماہ کامل کو ذرا سینہ سپر ہونے دو

دہن تنگ ہوا چشمۂ حیوان تو کیا
اس سے سیراب کوئی تفتہ جگر ہونے دو

آشنا جو ہین او نہین دانت کہا دونہ سکے
موج زن آج یم آب گہر ہونے دو

روز دیکھین گر او نہین شہر ہی باہر تو جا بیٹھ
کیا حذر ہمسے کرینگے وہ سفر ہونے دو

منہ کو ڈہانکو نہ شب وصل تم اے مہر لقا
آج پردے کو گریبان سحر ہونے دو

عشق کو ترک کیا کثرت طاعت ہو ضرور
بت سے بگڑے ہو خدا کو تو ادھر ہونے دو

غیر جا جا کی لگاتے ہین مری جانب سے
دوستو تم تو ادھر کی نہ ادھر ہونے دو

آسے صندل ہی لگائی کو تو ہمراہ رقیب
درد سر ہونے نہ دو درد جگر ہونے دو

میان سے آٹھ پہر صاف کھنچا رہتا ہے
ہیچ آدھ گھڑی زیب کمر ہونے دو

یاد دو امیری کرو یا مجھے مرجانے دو
یا ادھر ہونے دو یا مجکو ادھر ہونے دو

۲۰	نقد جان یار کو دیگا نہ کوئی اے عاشق غیر ہون لاکھ اگر صاحب زر ہونے دو	۱۵۲

خط بھی لکھون تو عیان حال نہو کام نہو
لاکھ جا ہون تو نشان مہر کا ہو نام نہو

موت آجاے غم زلف سیہ فام نہو
صبح ہو جاے کہین جلد مگر شام نہو

چرخ پھرتا ہی فقط میری تباہی کے لیے
ہین اگر بیٹھے رہون گردش ایام نہو

رفت میں ہنس کے دُرِ انگور کی اندھیاری ہے
دل الجھتا ہے کہیں زیر زمیں دام نہو

دل میں الفت ہے مگر خوف ہے غمّازوں کا
دیکھے خط کہتی ہیں قاصد سے مرا نام نہو

عیش جب تلخ ہوا اپنا تو کسی سے کیا کام
توڑیوں مینا ہی فلک پاس اگر جام نہو

حال بیمار محبت کا یہ ہے آج کی شب
صبح ہو جائے جو شاید تو کبھی شام نہو

ہاتھ آتا ہے کسے سلسلہ ایسا محکم
کافر زلف ہوں کس طرح وہ بت رام نہو

بادہ نوشی نہ چھٹی بے سر و سامانی میں
منہ سے شیشے کو لگا لیجے اگر جام نہو

شوخ ہے بادۂ گلرنگ سے وہ چشم کحیل
سرمۂ دیدۂ دلدار خط جام نہو

رات کو وصل میں رہتا ہے سحر کا دھڑکا
ان کو آتے ہیں تو کہتے ہیں کہیں شام نہو

ہاتھ سیلانی سے نفرت ہے یہ دل کو اپنے
ٹوٹ ہی جائے یہ شیشہ تو کبھی جام نہو

طائر دل کو ترے ہاتھ سے کچھ وحشت ہے
رشتۂ خط کف دست کہیں دام نہو

گردش دیدۂ مخمور کا سودا ہے مجھے
دور مجلس ہے یہ ڈرتا ہوں کہ ہی جام نہو

ساتھ سونے میں لگانے نہ دیا ہاتھ اسے
نقرۂ خام بدن ہے ہوس خام نہو

تار پیوروں میں ہوں رشتۂ جاں حاضر ہے
داغ دل لاؤں چھڑی پر جو تری شام نہو

تشنۂ شربت دیدار کی یہ حالت ہے
جس طرح ماہی بے آب کو آرام نہو

آہ سے سیپ نکلے دم سحر میں طناب خورشید
صبح ہو جائے شب ہجر تو پھر شام نہو

کوئے جاناں میں شب ہجر نہ دو ہی مجھے
گلشن خلد تو وہ ہے کہ جہاں شام نہو

ہمکو عاشق غم دنیا ہے کبھی فکر مآل
ہے وہ عاشق کہ بجز عشق کے کچھ کام نہو

قتل درگاہ مین کرتے ہین گنہگارون کو
بت کہان جاکے علم کرتے ہین تلوارون کو

عاشقون سے یہ تنفر ہے جفاکارون کو
کس مرض کی ہین دوا کہتے ہین بیمارون کو

چھپ صنام چھپاتے ہین جو تلوارون کو
شور سے قتل کرینگے یہ نمک خوارون کو

اوسنے جو کھول دیا برق سے رخسارون کو
اوٹھ کے دامن مین لیا ابر نے کہسارون کو

کیا مزا اسیر کا جب سد سکندر ہو خزان
جاکے گلزار مین کیا چاٹیے دیوارون کو

یہ سمجھتی نہین ہوتی ہے ہمین پر سایہ
آکے غصے مین صنم کوستے ہین پیارون کو

صبح کی شکل شب وصل گئی دم بھر مین
دیکھا آنکھون نے حبابون کیطرح تارون کو

اے صنم آہ جو کھینچون تو ترا دل ہلجاے
یہ وہ آندھی ہے کہ ٹکراتی ہے کہسارون کو

خاکسارون کی کہین گردنہوگی معلوم
بار خاطر نہ سمجھیگا کبھی یارون کو

پھر گیا میر استقرار تو نکالونگا غبار
خاک مین چرخ ملادونگا ترے تارون کو

ہمکو دکھلائیے بنگلہ کہ ہمین محرم ہین
اسکی دیوار مین کیا دخل ہے معمارون کو

دل تڑپتا ہے مرا آتش غم پر اس سے
لوٹ کر لوگ بجھا دیتے ہین انگارون کو

حلقۂ زلف مسلسل ہین بہونگی نزدیک
آسمان پر آج چڑہاتی ہین وہ تلوارون کو

یہی وحشت ہے تو رضوان سے ہو جائیگی نزع
پہلی جنت کی گرا دیجیے دیوارون کو

اوسکی پگڑی کا تصور جو شب ہجر کی رات
لگ گئے بیٹھ کے گنا کیا مین تارون کو

بوسۂ حسن ملیح آج خفا ہوکے دیا
شور کرتے ہین سبھی اپنی نمک خوارون کو

رخصت فصل بہاری کی یہ صدمے کھینچے
اوٹھتے ہین مرغ چمن ٹیک کے منقارون کو

سر مرا کاٹ کے یون طعن سے فرماتے ہین
آنکہ کو پھیرتے دیکھا ہے وفادارون کو

۲۸	روز مولود سے عاشق ہے عناصر مین نفاق چار دن لطف وفاق او ٹھانہ بیچارون کو	۱۵۷

رہ عشق حقیقی سے مجازی کی بلا ہو
کیا خوف بتون کا جو نگہبان خدا ہو

کچھ غم نہین دلبر نہ اگر جور لقا ہو
خوش وضع ہے خوش پوش ہے پابند وفا ہو

انسان کو لازم ہے کہ راضی برضا ہو
بندہ وہ ہے جو تابع مرضی خدا ہو

عالم مین کسی سے جو کدورت نہ ذرا ہو
تب سینے مین دل آئنہ غیب نما ہو

پوجا بہی بتون کا ہے عبادت بہی خدا کی
طاعت سے مجہے کام ادا ہو کہ قضا ہو

خالی جو کٹی زیست تو ہے موت سے بدتر
معشوق رہے کوئی برا ہو کہ بہلا ہو

وہ مرحلہ عشق مین پوچہین کہ نہ پوچہین
سو بار مرا دل مری ہمت پہ فدا ہو

زلفون کی کرامات کا اوسوقت ہون قائل
دیکہا ہے کوئی کافر اعجاز نما ہو

پردے مین محبت کی عداوت کا مزا ہے
گہٹ جای مرا دم جو گہڑی بہر وہ خفا ہو

وہ چال کرون چرخ کا سب ننگ ہٹا دون
ہمت کو نہ ہارون جو نہ قسمت کا بدا ہو

عناب لب سیب ذقن سے ہمین مارا
بیمار بچے کیا جو دوا ہو نہ غذا ہو

اسے ترک بہت فرق ہوا حسن کی بل مین
اللہ کرے زلف پہ کچہ پیچ پڑا ہو

مرتے ہین گرفتار نہ انا ہیر کرے زلف
سر سبز اسی کافر کے نہ خون شہدا ہو

ہو جاو کسی دن جو برابر سے مقابل
فقرہ نہ چلے کچہ نہ کوئی ناز ادا ہو

ائی جب کہ نہ پوچہو گے تو مر جائینگے کیا ہم
کچہ خیر تو ہے کیا تمہین بندے کے خدا ہو

جانا نہ مرا نام نہ عاشق سمجہے
پوچہا نہ کسی روز کہ تم کون ہو کیا ہو

گریان عدم آباد سے ہم آسکے جہان ہین
فریاد کبھی دل سے جو لب تک نہین آتی
شام شب فرقت سے لبون پہ ہے مرا دم
اچھا نہین ہوتے ہو جو کانٹے مرے حق مین
روزی کی جو خواہش ہو عناصر نہ رہین چار
گذری ہے گذرتی ہے گذر جایگی یون ہی
اے دشت جنون ہے ترے کانٹون سے محبت
سفلون سے نہو پرورش اہل سعاد
مر جاؤن پہ دیا لب جان بخش نہ چاہون
تجھسے ہی مجھے اے ملک الموت ہے الفت
وہ پاس قریبون کو پھٹکنے نہین دیتے

اے چرخ رولا اوسکو جو پہلے سے ہنسا ہو
وہ کہتے ہین ٹوٹے جو یہ شیشہ تو صدا ہو
ہے صبح بہت دور ابھی دیکھیے کیا ہو
اس راہ مین شاید کوئی اور آبلہ پا ہو
جو آگ ہے پانی ہو جو ہے خاک ہوا ہو
کیا ہو گیا کیا ہوتا ہے اب دیکھیے کیا ہو
پھر آؤن جو حاضر نہ کوئی آبلہ پا ہو
امکان نہین بوم کے بیٹھے سے ہما ہو
تم سے نہ ملون سر بھی اگر تن سے جدا ہو
ملک عدم آباد کے تم راہ نما ہو
پہلے سے ہوا دارون کو کہتے ہین ہوا ہو

۱۵۵	معشوق وفادار کہان اسکا گلہ کیا عاشق جو کیا عشق تو پھر اسکو بنا ہو	۱۹

گردش مین رہتی ہین روز و شب کو صبح شام کو
برہمن ذکی پرستش پیکر اصنام کو
لوح دل پہ نقش استقلال ہے تو اے فلک
نالۂ دل بعد مردن گو ہین کام آینگے
شعلۂ رخ مصحف رو خال ہندو دیکھکر

عارضہ دوران کا مدت سے ہے ایام کو
ہین فقط پوجا کیا اپنے خدا کی نام کو
توڑ ڈالون گا طلسم گردش ایام کو
قبر مین اپنی مجھے سے دو [illegible]
پوجتے ہین آگ کو اللہ کو اصنام کو

صبح تک روشن ہی تربت پر ہماری چشم غول
دیو مرقد پر جلاتے ہین چراغ شام کو

ہین وہان پہنچا جہان پہنچے نہین یہ روز و شب
میری گردش نی تھکایا گردش ایام کو

دیکھیو میرے نصیبے کیا ہو عمر بھر گردش ہی
آج تک دو گز زمین پائی نہین آرام کو

کوئی ہنسین کہتا ہی اور کوئی سنواتا ہی قصہ
یہ نشان چھوڑیگا وہ زندہ کریگا نام کو

سخت جانی سے ہوا اک پیوند پیکر مین نہین
ہڈیان کھاتی ہین میری تیغ خون آشام کو

بھر گیا جلکے مرے داغ جدائی کے حضور
کب چراغ روز پہنچا ہے چراغ شام کو

میر ہو نادون سے ہو یہ نام تم آفاق مین
ہین تو جھنڈے پر چڑھایا ہی تمہاری نام کو

صبح پیری ہو وقت تک کیون نہ پیتی سو شراب
آفتاب آخر پکا دیتا ہے سیب خام کو

خانۂ دل مین عوض کڑیون کی ہوتی استخوان
پائداری کچھ تو ہو جاتی بنا خام کو

نالۂ شبگیر سے میرے جلا ہی آسمان
ہو گیا چونہ سفیدہ صبح کا ہے نام کو

کیا شب ہجران بسر کردی ہی رو کر دیکھنا
اشک کی تیزاب سے کاٹا سواد شام کو

رونگٹے رخ کے بہت مونڈو نکل آئی ہین بال
مشق سے اصلاح ہو جاتی ہے خط خام کو

آنکھین میری ملکی تلوون سے یہ فرماتی ہین وہ
ہمنے یون چپ ہوکے دیکھا نہین بادام کو

۱۵۶	فکر ہے پیچ عاشق ایک سے ہے تقدیر سے پختہ مغزون مین نہین پایا خیال خام کو	۳۴

عقدہ وا ہون نہ زلف ایک نظر دیکھین تو
راز عالم کے کھلین ایک نظر دیکھین تو

داغ سینے کا مری ایک نظر دیکھین تو
نور آنکھون کا بڑھے سوی قمر دیکھین تو

نغمۂ عشق کے نہ ایسے ہین نہ گر بلبل کے
نالے رنگین مرے وہ گل تر دیکھین تو

جان کیون جاتی جو کاکل ہین دو عارض کہلاین
کوچ موقوف ہو عقرب ہاین قمر دیکہین تو

عیسی لب کی محبت نہین بیکار اے دل
کیون کرین قدر طبیبون کی ضرر دیکہین تو

کون سنتا ہے مسیحائی کا دعوے کہین
اپنے بیمار کو وہ ایک نظر دیکہین تو

ہم تو آخر ہین مگر اور سے الفت نبہہ جاے
خیر وہ نخل جوانی کا ثمر دیکہین تو

نالۂ بلبل شوریدہ اڑا دیتے ہین کان
خشک ہو جاے زبان آگے گل تر دیکہین تو

جہانک لین روزن دیوار سے خالی اغیار
چشم بد دور او نہین بہر کی نظر دیکہین تو

نگہ قہر کا غیرون کو نشانہ رکہیے
سر پہ چڑہ جاوین عنایت کی نظر دیکہین تو

نام کو گوہر غلطان ہے در اشک ہے اور
دست مژگان پہ نہ ٹہہرے وہ گہر دیکہین تو

آئینہ دشمن لب ہے نگہ گرم کے ساتہ
جل کے ہو جاے ابہی تلخ شکر دیکہین تو

اہل محفل کو اجازت ہو جو دید رخ کی
سرمہ بن جاوین ابہی تار نظر دیکہین تو

امتحان رخ شفاف سے آئینے ہین
ڈگ سکا جاے ابہی پاے نظر دیکہین تو

ڈوب مرنے کی ہین مشتاق نقاہت کی سبب
کود پڑتے ہین ابہی آب گہر دیکہین تو

ہجر مین اپنی کیا اس سے زبانی کہ ضعیف
یاد آ جاے انہین عالم زر دیکہین تو

بلبل نغمہ سرا کو ابہی سمجہین صیاد
کستہ غنچون کی ہنسی مین ہے زر دیکہین تو

صبح کی وقت عیادت کا نہین راضی ہین
آپ ہٹ جاوین مجہے نوع دگر دیکہین تو

نظر آتا ہے خدا گوشۂ تنہائی مین
اپنی حالت کو ہمین دیکہین اگر دیکہین تو

زاہدو توبہ کرو کوے مغان ہے ٹکسال
ہم پہ کہتے ہین نہین کس کا گذر دیکہین تو

کرتے ہین زیر زمین کسکے ستم کی فریاد
کبہی وہ گور غریبان مین گذر دیکہین تو

تیغ ہین حسن کی مجھے ناز سے فرماتی ہین
آپ بیٹھے ہین یہان غیر کھڑے ہین باہر
یہی ہوگا وہ کسی اور سے ہمدم دیکھین تو
ہم تو گھس جائین کسی اور کے گھر دیکھین تو

۱۵۷	ہوشنگا فوق سے نہین ملنے کی عاشق آپکی لاکھ ہو بال سے باریک کمر دیکھین تو	۲۹

عاشق ریحان خط کیا جو کہین آفت ہو تو ہو
کشتۂ قامت جبین کیونکہ قیامت ہو تو ہو

لینگے بوسے خوب غازہ رخ کا غارت ہو تو ہو
چھپتی رنگت تمہاری آج چنت ہو تو ہو

بیچ کر جان آئی ہین قاتل کی ہم دربار مین
اک کفن ہمکو ملے اورون کو خلعت ہو تو ہو

آنکھ سے آنسو نہ ٹپکے گو جگر مین درد ہو
اف نہ نکلے منہ سے دل پر داغ حسرت ہو تو ہو

عشق کامل کا اثر سنتے ہین پر دیکھا نہین
ہے عداوت آنکہ مین دل مین مروت ہو تو ہو

دیو مین یہ رعب دیکھا ہے نہ پریون مین یہ ناز
کچھ سلیمان ہین تمہاری شان و شوکت ہو تو ہو

غم مین ہوگا مزاج یار سے کیونکر نباہ
حور کو بھی اونکی صورت کی عنایت ہو تو ہو

ناز کس کسکی کرین خود مین کنارے گور کے
اپنی ہی رخصت ہے رخصت تاب طاقت ہو تو ہو

گر سے صحبت کہان عورین نہین آتش مزاج
ہم جہنم کی کرینگے سیر جنت ہو تو ہو

خوف سے مین کانپتا ہون گو بلائی ہے شراب
وصل جی بھر کو ذرا بھی اونکو غفلت ہو تو ہو

ای پری کب ناگوار ہے تمہاری بزم مین
جسکا دھوکا ہے مری چہرے کی رنگت ہو تو ہو

اس دل سوزان کو اپنی کس سے ہین تشبیہ دون
اخگر دوزخ کا شہرہ ہے یہ حدت ہو تو ہو

وہ نہ نکلے گھر سے جنبہ برسا بہ روز انتظار
ہے غضب میری لیے اورون پہ رحمت ہو تو ہو

عفو تقصیر بتان مین بن ہے کچھ سماز
بار عصیان سے سبک ہون بار سنت ہو تو ہو

خوب جب بکھا جواہر ہین سے لعل لب کھلا | لیکن اثبات دہن کرنے مین حجت ہو تو ہو
ذبح کرکے مجھکو تم کیون اسقدر ملتے ہو ہاتھ | چھٹ گیا میرا لہو مہندی کی رنگت ہو تو ہو
پوچھتے ہین شب کو ہے کس گھر مین ایسی روشنی | داغ دل میرا چراغ راہ الفت ہو تو ہو
عذر کرتے ہو اشارہ کرچکے جب غیر سے | ہونگے ہی پہلی گھڑی پیچھے ندامت ہو تو ہو
چھوڑتی ہے کب لپٹ جاتی ہے جب زنجیر زلف | ہے چڑیلون کی صفت حورون کی صورت ہو تو ہو
ڈھونڈھتے ہو شہر مین کیا اپنے دیوانے کی قبر | جا ہے مدفن گوشۂ صحرا ہے آفت ہو تو ہو
کچھ خبر دل کی نہین مجھکو کہان ہے کیا ہوا | سہے جو میرے پاس تو اونکی امانت ہو تو ہو
سوز دل سے گلشن داغ بدن مرجھا گیا | آب اشک چشم سے پھر کچھ نضارت ہو تو ہو
پرتو رخسار برق خرمن مہتاب ہے | ہان مقابل اس سے خورشید قیامت ہو تو ہو
کشتۂ زلف سیہ سنتے ہین دم لیتا نہین | ہے بلا کی شکل ہی کالے کی خصلت ہو تو ہو
جب یہ سمجھے ہے خدا کو آپ سید ہے کا خیال | کیون طلب کیجے وہان سے خود عنایت ہو تو ہو
ایک مدت تک ہرن کا مین نے کھیلا ہے شکار | چشم جانان رام ہو جائیگی وحشت ہو تو ہو
اٹھی زہر تغافل سے سہت جی پھر گیا | بیٹھی باتین آپ کی سننے سے غیبت ہو تو ہو
ایک تار زلف سے موسے کمر باریک ہے | بوجھ چوٹی کا جو اوٹھے کچھ کرامت ہو تو ہو

۱۵۸	آئیگا انصاف ہی عاشق مزاج یار مین تم وفاداری کرو وہ بے مروت ہو تو ہو	۲۱

چاک سینے کا ازل سے یون ہے رخت تنگی ساتھ | قطع ہوتا ہے گریبان جیسے پیراہن کی ساتھ
کپڑے دھوبی کو اگر دوگے نہین بچنے کی ہم | جائیگی جان اپنی اے گل بو کے پیراہن کی ساتھ

وحشتین جاتی ہین مجو خرام یار مین
کوسے قاتل کو چلے لیکر دل غم دوست کو
دشمن جان ہین وہ میرے ہین تصدق دل سے ہون
دشت مین کان آشنا ہونگے صداے غول سے
بچ گیا سودا بدن مین اب ہوا بیکار ہے
لطف دیتی ہے شعاع مہر مین قوس قزح
بے سبب آزردہ ہوتی ہین مگر دل صاف ہے
ہاتھ جب اونکے گریبان تک پہنچا صبح وصل
کچھ بھی غیرت ہے رقیبون کو تو خود مرجائینگے
کہائی لاکہون زخم پر قطرہ نہ نکلا ضعف سے
پتلیان آنکہون کی تشنے بھی ہوا ہین پردہ دار
کس کو ایذا ہے صریحی مہربان تنی سے دہیر مین
ایسا نازک دل بنایا جانات دہیر نے
کیا شکایت دوستی مین ہو ہماری دوست کو
آگئے زاہد میری محفل مین تو مین بھی بکہ لون
عاشق جانباز سے ہاد ہے وقت خرام
سر دیا سر با جب گہوڑا اوٹھایا یار نے
پہیری سائل کو جو تم دیتے ہو وحشت ہی مین

کبک بھی طاؤس بھی چلنے لگے ہین تیرے ساتھ
ایک دشمن کی طرف جاتی ہین اک دشمن کے ساتھ
کون ایسا ہے کہ جو نیکی کرے دشمن کے ساتھ
پیچھے مرغان گلشن کی رہے گلشن کے ساتھ
روز محشر تک رہینگی داغ میری تن کے ساتھ
چوڑیان دو دو پہنتے ہین جو وہ کنگن کے ساتھ
ہٹ بھی کرتی ہین بگڑتی بھی ہین تو بچپن کے ساتھ
گرد رہ کی طرح ہم لپٹے گئے دامن کے ساتھ
ہم جہان جاتی ہین ہو لیتی ہین وہ چٹھن کے ساتھ
خون تن مین یون ہے جیسے آب ہے آہن کے ساتھ
سات پردے بھی چھٹے رہتی ہین اک چلمن کے ساتھ
کب پہنچا کانٹا وحشت مین دامن کے ساتھ
مین بھی ناکر رہا ہون غیر کی بیٹھون کے ساتھ
دشمنی کرتے نہین ہم تو کبھی دشمن کے ساتھ
کس طرح نبہتا ہے زاہد خشک تر دامن کے ساتھ
لپٹے جاتی ہین پتنگے نکہت روشن کے ساتھ
مٹ گئی ہم بیٹھ کر نقش سم توسن کے ساتھ
ہم بھی نکلے جاتی ہین جامے سے پیراہن کے ساتھ

۱۵۹	جسکو عاشق دل یا جلاد سے سفاک ہے دیکھیے کیونکر نبہے اوس جان کی دشمن کے ساتھ	۷

شب کو او غیرت خورشید کہان رہتا ہے	دن کو بھی جاوہین راتون کو جہان رہتا ہے
شعر کا ذوق ہے فریاد ہے اپنی موزون	نالہ کرنے مین بھی انداز بیان رہتا ہے
منتظر آپ کا رہتا ہون جو اپنے گھر مین	دیدۂ روزن در بھی نگران رہتا ہے
ہے فقط فصل خزان تک مزۂ ترک شراب	لطف روزے کا ہے جبتک رمضان رہتا ہے
تاکہ تعمیر عمارت ہے جہان مین بیکار	قیصر کا کسکی زمانے مین نشان رہتا ہے
سہو کر زمزمہ پردازی گلزار عدم	کیون گرفتار قفس طائر جان رہتا ہے

۱۶۰	لذت وصل غم عشق مین عاشق ہیولو ایکسا حال زمانے کا کہان رہتا ہے	۱۹

شعبدے سے دم ہین خدائی پاک کے	بولنے لگتے ہین پتلے خاک کے
اوس طلائی جسم سے پر زر ہوے	توڑے کیسے تنگئے دل آک کے
فرط استغنا مین سودا ہو گیا	ہاتھ کھینچے پانون پھیلے چاک کے
مٹی ہوکر یہ ہوا پر آ گئے	پہنچے گردون پر بگولے خاک کے
عکس عارض نے کیے سونے کے تار	چھلے بنجاتے ہین ڈورے ناک کے
اڑ گئے اس سر سے لاکھون قیصر	لگ گئے قبرون مین بستر خاک کے
برق دندان کی فروغ نور سے +	بادلے ریشے بنے مسواک کے
دور گردون سے ہے انسان کی نمود	چاک پر بنتے ہین پتلے خاک کے

مست بوے گل ہوا ہے کوزہ گر | جام سے کے ڈوری ہین ڈوری چاک کے

مار کاکل چھوڑ کر شانون پر آپ | رفعیون پر ہنستے ہین ضحاک کے

پھنس گئی اس گنبد بے در مین ہم | آ گئے ہین دور مین افلاک کے

روشنی سی طبع کی اندھیر ہے | سوختہ ہین شعلۂ ادراک کے

نامہ بر بھی اوسکے مفتون ہو گئے | خط تلف ہونے لگے ہین ڈاک کے

رخنۂ در بند ہوتے ہین وہان | سن کے نالے مجھ گریبان چاک کے

زخمے تیغ نگہ کو جھانکیے | کیجیے انگور تازہ تاک کے

پاس ٹیٹتے ہین خار کو اے شاہ حسن | پار سے وحشت مین ہم پوشاک کے

یار کی برق نگاہ مست نے | خوشۂ پیروین جلایا تاک کے

دیکھے دریا مین وہ گدری ہاتھ پاون | دست و پا ہوے ہر اک پیراک کے

۱۶۱ — ہے تصور خال چشم مست کا / مے مین عاشق نشئے ہین تریاک کے — ۲۶

ہے تصور ہوش کا گو ہم بنے ہین خاک سی | پیر گردون کو جلایا شعلۂ ادراک سے

ہجر ساقی مین لہو یہ روئی ہم گلگشت مین | گرد باد اوٹھنے لگے گلگون چمن کی خاک سے

تلخ ہو جاتی ہو دم مین میری آدھی بات سے | ہو نو بالی نیم کا تنکا نکالو ناک سے

گرم رو ہو گا اندھیری مین اگر وہ ماہ رو | نور ٹپکیگا پسینے کی عوض پوشاک سے

جھانکنے سے آپ کے سب زخم دلکے پھٹ گئے | خام ٹوٹے دانۂ انگور ساقی تاک سے

سیر گلشن کو گیا وہ گل اگر برسات مین | پھوٹ آیا بھبک کر رنگ ان پوشاک سے

جب ہوئی پھر بہار گل کے آنے کی امید
دامن گلچین کو بھر دیتا ابھی ہین خاک سے

جان کر اکسیر اسکندر بہت جو یار رہا
ہم مکدر کیون ہو گر شوق دلونکی خاک سے

داغ دل سے آفتاب حشر کا منھ زرد ہے
اوڑ گیا رنگ سحر تیرے گریبان چاک سے

رشتۂ الفت سبب بنتا ہے قطع ربط کا
ہین جو عالی ظرف وہ تحقیق کرلین چاک سے

چرخ گردان کی حقیقت خاک نظرون مین نہین
اس سے بڑھکر دیا داؤ تھی ہاتھ مین چاک سے

حال میرا دیکھکر لاکہون کلیجے پہٹ گئے
کسقدر رخنے پڑے ہین یار دلکی چاک سے

قتل سرگشتون کو کرتے ہین تماشے کے لیے
سر اوترتے ہین بدن سے جیسے کانسی چاک سے

سینے مین عشق حقیقی سے پڑے سو آبلے
دل کو استغنا ہوا تسبیح خاک پاک سے

سر گردون کو بھی ہے سودا کسیکی چال کا
کھل گیا پردہ گریبان سحر کے چاک سے

لاغری سے اب ہمارا نقش پاتا نہین
پا نکل آتا تھا پانی ہر قدم پر خاک سے

ایک سائل ہے تو بوسہ وہ شکرلب دے اوسے
سیکڑون کی منہ کبھی بھرتی نہ دیکھی خاک سے

حال کھل جاتا ہے سب کم ظرف عالی ظرف کا
دور ساغر کم نہین محفل مین سر گرچاک سے

بدل پانی کی چھڑکنا خاک پر میری شراب
بند کرنا گور خشت خم سے چوب تاک سے

دیکھکر دم توڑتے مجکو کنارے ہٹ گئے
ہاتھ دہو بیٹھے وہ بحر عشق کے پیراک سے

کیا کشش ہے ہاتھ رکہا یار نے جب گور پر
دل نکل آیا گریبان کفن کے چاک سے

زندہ دل کو بعد بربادی بھی ہے نشو و نما
بیضۂ ققنس نمو کرتا ہے اپنی خاک سے

رہتے تھے ہر وقت ہم بستہ گریبان بیست مین
کھینچتے ہو آج کیون دامن ہماری خاک سے

وصل کی شب کم سنی مجکو جتائی یار نے
غصہ کا دن آیا مگر بالی نہ اوتری ناک سے

کہکشان ردای مہتاب کو ترک فلک		بدلے کا سپیلے تری رومال بنی پاک سے
۱۶۲	آرزو یہ ہے کہ بالا مین قبر عاشق کی بنے اسکی بھی خاک نجس ہوجائے خاک پاک سے	۱۹

عنایت وہان اور پر ہو گئی — یہان شکل نوع دگر ہو گئی

سویرے سے اذان دی شب وصل مین — موذن کو کیون کر خبر ہو گئی

ترے دانت لینے سے چمکی ہے تیغ — شرر ایک اسمین آب گہر ہو گئی

نہ در ہوسے آئینہ دیکھکر — تمہاری ہی تمکو نظر ہو گئی

وہ اوٹھے جو تلوار کو ٹیک کے — کلائی لچک مین کمر ہو گئی

تصور مین کھینچا گیا شکل یار — مری ایک صورت بسر ہو گئی

شب وصل جب مین نے اولٹی نقاب — موذن یہ سمجھا سحر ہو گئی

تری شرم سے اور اوٹھا حجاب — پسینے سے محرم جو تر ہو گئی

سلجھنے مین گیسو کے اولجھے رہے — اسی پیچ مین شب بسر ہو گئی

نکالا گیا خنجر یار سے — لڑائی بھی دم بھر مین سر ہو گئی

بھرا ہے وہی دل مین سوز فراق — مگر آہ کیون بے اثر ہو گئی

کسی اور کو پیچ زلف مین نہ دین — بہر حال اپنی بسر ہو گئی

ضعیفی مین سب گھٹ گئے عضو تن — مگر ایک دوہری کمر ہو گئی

شرم سے اونکو آنا نہ تھا — گجر بجتے بجتے سحر ہو گئی

مرے دل کو تھی جس سے چشم امید — وہی آنکھ بیداد گر ہو گئی

بلا سے ہمین تو سنو نگہا سے نہین
شب زلف عنبر اگر ہو گئی

پیام اجل تھا پیام فراق
خبر موت کی پیشتر ہو گئی

مرے پاس سے بزم مین اوٹھ گئی
تڑپنے کی دل کے خبر ہو گئی

۱۶۳
گرے پڑتے ہین خود بخود طفل اشک
کسی کی تو عاشق نظر ہو گئی
۱۰۷

جو صرف سخن کام کی دولت نہین ہوتی
مجنون کو زر داغ مین ثروت نہین ہوتی

ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی
ہیرے مین کسیطرح کثافت نہین ہوتی

بوسے نے لب لعل کے ہمکو نہ جلایا
یاقوت کے شعلے مین حرارت نہین ہوتی

مشہور ہے بکنے سے بڑا رتبۂ یوسف
اچھون کی کسیطرح حقارت نہین ہوتی

آئینۂ خنجر مین جو دیکھا رخ قاتل
بسمل ہوے گو ایسے کہ اذیت نہین ہوتی

کیون رخ کی صفا دیکھ کے حیران ہون عاشق
آئینے سے آئینے کو حیرت نہین ہوتی

افسردہ دلون کی نہین طینت مین [illegible]
مُردون مین تہ خاک کدورت نہین ہوتی

جو تخم عمل بوئیگا وہ بوئے پھلیگا
اس باغ مین برباد ریاضت نہین ہوتی

وہ مہر پھری راہ سے کیون آہ کو سنکر
بے معجزے خورشید کو رجعت نہین ہوتی

دل آئے کسی پر تو وہ چہرہ نہین چھپتا
اے جان چھپانے سے محبت نہین ہوتی

حال خط رخسارہ گلگون جو بیان ہو
سرسبز گلستان کی حکایت نہین ہوتی

خط آنے سے گھٹتی ہی بہار رخ خوبان
اس سبزے سے آنکھون مین طراوت نہین ہوتی

خلقت کی زبان مین ہین کلید در جنت
کس جا رخ رنگین کی حکایت نہین ہوتی

کس سے کریں شکوہ شب فرقت میں فلک کا — یہ ضد ہو کہ اب صبح قیامت نہیں ہوتی

بھجواؤ نہ اغیار کو گلدستۂ نرگس — بیمار سے پر اگر چشم عنایت نہیں ہوتی

قابو میں نہیں دل و نہیں حسرت کی طلب ہے — کیوں روح مری جسم سے رخصت نہیں ہوتی

۱۴	عاشق دل پر داغ کو ہے الفت گیسو طاؤس کو افعی سے عداوت نہیں ہوتی	۱۶۴

امتحان ضبط کا ہو کیجیے بیداد کوئی — کاٹ ڈالوں میں زباں نکلے جو فریاد کوئی

کاسۂ سر جو حبابوں کی بھی پھرتی ہیں — مختفی ہو میں دریا میں ہے جلاد کوئی

خانۂ جسم کی کیوں فکر ہے تن پرور کو — پایۂ ایسی کہیں دیکھی ہے بنیاد کوئی

باغ میں لوٹ پڑے جاے جو وہ رشک بہار — زر گل لوٹے کوئی طرۂ شمشاد کوئی

حکم بسمل کو تڑپنے کا نہیں مقتل میں — ایسا بے رحم تو دیکھا نہیں جلاد کوئی

زلف جاناں کا کیا سامنا سودا ہی اسی — کھولو یو فصد رگ ابر کی فصاد کوئی

تپامیاں دیکھ کے آئینے میں بولا وہ پری — پردۂ چشم میں بیٹھا ہے پریزاد کوئی

سیر نیرنگی دنیا جو ہوئی منظور — رخ نگر تا طرف عالم ایجاد کوئی

بے تکلف وہ چلے جاتے ہیں کچھ خوف نہیں — کوئی پامال ہوا ہو گیا برباد کوئی

نشۂ مے میں یہ سوجھی ہے جو ہوا اک پلنگ — تخت پر لیکے اڑا آج پریزاد کوئی

نہ تپا صبر جو انات حسین گل چین پر — باغ میں لوٹ ہے سنتا نہیں فریاد کوئی

۱۴	قابل رحم ہے وحشت میں یہ حال عاشق بیڑیاں آکے پہناتا نہیں حداد کوئی	۱۶۵

پوچھا عرق رخ بت حورا سرشت سے
کھینچا گلاب یہ گل باغ بہشت سے

سجدے کو جب بتوں کو وہ ہندو پسر گیا
سجدے کیے بتوں نے نکل کر کنشت سے

بھیجی جو تنگ پھولوں کی اوس رشک حور نے
سمجھے کوئی طبق اوتر آیا بہشت سے

ماتھا رگڑ کے سجدوں میں سارا اوڑا دیا
اک حرف کم ہوا نہ مری سرنوشت سے

ہوتے نہ جو فروش نہ گندم نما یہاں
آدم اگر نکالے نہ جاتے بہشت سے

پینگے نہا کے اوس بت ترسا کی آتش پہ گل
دریا کو ڈھونڈھوں کو ہوئی ننگ بہشت سے

کسب فروغ یار کیا ایسا روز وصل
آئینہ خانہ گھر ہے مرا سنگ و خشت سے

دم بند ہو گیا مرے نالوں کی خوف سے
ناقوس نے صدا نہ نکالی کنشت سے

اوس حور وش کی پاس تھے ہم جل رہے تھے ہجر
دوزخ کی سیر دیکھ رہے تھے بہشت سے

الفت اثر سے ہے کہ موثر سے جا بجا
مقصود وہ ہے کام نہیں خوب و زشت سے

پتھرائیں آنکھیں جلوہ ہو سو اوس بت پرست
بت تھا یہاں نہیں جو وہ نکلا کنشت سے

۱۶۶	عاشق سوال وصل نہ لکھنا تھا یار کو محبوس نامہ بر ہے خطا ہو نوشت سے	۱۳

فکر انجام کر راحت کی تمنا کیجے
چار دن زیست ہو اس میں کیا کیا کیجے

نقد دل مفت نہ یوں اینٹھیے بد لا کیجے
مول لیتے ہیں اگر زلف کا سودا کیجے

دود پیچان دل سوختہ کو دکھلا کر
بل کر یوں کاکل پر پیچ تو سیدھا کیجے

گوش زد آپ کے کانوں سے نہیں کان کے ہو
آنکھیں اس شیشہ نشیں شوخ کو دکھلایا کیجے

سبزۂ خط سو سنبل سو رخ سے
دیکھیے آئینہ میں شکل تو جینا کیجے

ہمشنائی کی قسم کہائین گے سچا ہیگا
ٹہریے ہائے پہر آئیے کہنا کیجے

وحشی چشم فسون ساز نہ یون ہوئینگی آہ
کوئی جادو کوئی افسون کوئی ٹٹکا کیجے

گل قبا چاک کرے دیدۂ نرگس ہو بند
باغ مین آپ اگر بند قبا وا کیجے

اوڑ گیا رنگ حنا ہاتہ کے بوسے جو لیے
کہتے ہین دزد حنا کو مرے پیارا ایسے

سات پردون مین چہپائے گو اگر جی چاہے
آنکہون کی پتلیون مین اونکو لیجا کیجے

رخ سے پردہ جو اوٹہا لیے تو سفیدہ ہو جائے
صبح صادق کو یہ دعوا اوسے جہوٹا کیجے

۱۶۷ — ۱۶

صاف اوتر جائیگا غیرون کی نظر سے عاشق
آنکہ پیلی ہو تیوری نہ چڑھایا کیجے

نہین حاجت آب انگور ہے
وہ خود نشۂ حسن مین چور ہے

یہ ابرو ہین دو آیت چشم زخم
تری آنکہ سے چشم بد دور ہے

وہ صیاد ہیکش نہ پہر تاک سے
مرے زخم کا تازہ انگور ہے

مری فکر خالی نہین فیض سے
مرا دل نہین بیت معمور ہے

وہ آئینہ رخ وہ جبین جبین
سکندر کا دل جان فغفور ہے

کہنچی تیغ جب سر مرا جہک گیا
مجہے زخم کہانے کا ناسور ہے

حسینون کی صحبت مین ہون رات دن
پری ہم بغل ہے کبہی حور ہے

لگا اوسنے بات مین بات آج
سمجہتے نہ تہے کل کا مذکور ہے

عجب ساق سیمین کی ہے روشنی
یہان شمع کا نور کافور ہے

عوض مدح کے جلکے کہتا ہون مین
سماعت ترے کان سے دور ہے

وہ زلف سیہ اور وہ ابرو ہے یار — شب قدر ہے یہ بیت معمور ہے
چھڑک دی ہے افشان تارون نے نہین — شب وصل بھی کاکل حور ہے
تری سرد مہری کا مجروح ہون — مرے زخم پر مشک کافور ہے
در و بام کرتے ہین کسب ضیا — جدھر دیکھو آئینہ نور ہے
ترا روے رنگین جو ہے باغ خلد — تو پتلی ہر اک غرفے مین حور ہے

۱۰	قیامت مین عاشق سے ہے امید وصل مسلمان ہم ہین جو وہ حور ہے	۱۶۸

دل پہ جو نقش نام جناب امیر ہے — یہ نقش بند مذہب ناجی فقیر ہے
بیٹھا طلا سے عکس رخ یار تیغ پر — جوہر کا جو نشان ہے اک راہ چیر ہے
طینت کی بھی صفا کو ہے صحبت مین کیا اثر — جو اپنا آشنا ہے وہ روشن ضمیر ہے
رونے سے اور آگ بھڑکتی ہے جسم مین — آب سے کیا بدن کا ہمارے خمیر ہے
وہ زار ہین اوٹھایا جو بستر سے یار نے — بازو ہمارا ہاتھ کی اوسکے لکیر ہے
دن رات یاد ساقی کوثر مین مست ہین — زاہد ہمارا جرم شفاعت پذیر ہے
برسات ہجر یار مین سامان قتل ہے — شمشیر برق ہے تو ہوا مثل تیر ہے
اہل فنا سکوت مین ہین بے خبر نہین — مسدود خفتگان لحد کی نفیر ہے
امت کی عمر خوف و رجا مین کٹی نہ کیون — نام رسول پاک بشیر و نذیر ہے

۲۰	ابرو کمان سے ہجر مین عاشق گھلا ہین ہر ایک انگشت لاغری مین تیر ہے	۱۶۹

اگر شبنم تری شالی قبا ہے
چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے
تعجب ہے رقیبوں کو اوڑھی ہوش
سر اپنا کیوں نہ پھوڑوں مثل فرہاد
ہر اک گل جام ہے ہر غنچہ بوتل
بلایا شوق نے اوس سبزہ رو کو
اسے نامہ نے لی جان آخر
بدن میں استخوان باقی رہے ہیں
ہوا سبزہ چمن کا سپہلے پامال
بلاتے ہو خفا ہوتے ہو آپ ہی
صنم رکھ لونگا سنگ صبر دل پر
نشانہ بن گئے تیر مژہ کا
مژہ زلف پریشان خال ابرو
کدورت دل کی نکلی وصل ٹھہراو
پھنسے ہم جان کر زلف سیہ میں
خبر پیدا مرغ جیسے مرغ زرین
نہیں کاکل میں تیری شانہ عاج
بہا اشکوں سے تن کو لئے صنم کو

مرے تن پر نشان بوریا ہے
خفا ہے وہ صنم قہر خدا ہے
بند ہی اپنی دہان ایسی ہوا ہے
جسے دیکھا وہ اک شیرین ادا ہے
چمن میں بادہ خواری کا مزا ہے
دل مضطر میں جذب کہربا ہے
مرا لکھنے کے قابل ماجرا ہے
مصاحب آج کل اپنا ہما ہے
یہ آنا کا تمہاری دبدبا ہے
تمہاری مہربانی میں دغا ہے
خدا حافظ ہمارا بھی خدا ہے
کمان ابرو کو دل دینا خطا ہے
جسے دیکھا وہ اک کالی بلا ہے
تمہیں ہمسے ہمیں تمسے گلا ہے
جوانی کی جہالت بھی بلا ہے
کبوتر اوسنے جو پالا ہما ہے
کف موسیٰ میں ثعبان عصا ہے
مری کشتی کا طوفان ناخدا ہے

رقم کرتا ہون خط اک گلبدن کو		صریر خامہ بلبل کی صدا ہے
۱۷۰	عدد کو بس ہے عاشق ذات حیدر مرا مشکل کشا حاجت روا ہے	۳۴

سہل تہا حکم خدا حکم پیمبر جانتے — ہم سکندر کو بتون کے خاک پتہر جانتے

دل ہمارا ہاتہ مین لیتے اگر اسے بیوفا — سرو تجہے پہر آپ کو سرو صنوبر جانتے

لعل لب کو جب کہا وہ خون کی پیاسی ہوئی — آبرو جاتی اگر دانتون کو گوہر جانتے

زہر کی باتین تمہاری ایکدن سنتے اگر — آب حیوان کا اثر اولٹا سکندر جانتے

مرتے دم افسوس نامہ بہی نہ لکہا یار کو — کاش شہباز اجل کو ہم کبوتر جانتے

آتش رنگ حنا کو تم دکہا دیتے اگر — ہاتہ کی مچہلی کو ناواقف سمندر جانتے

زاہدون کی سر مین بہی ہوتا اگر شوق شراب — پہر تو یہ دوران سر کو دور ساغر جانتے

چاندنی مین میرے رونیکو اگر تم دیکہتے — چادر مہتاب کو پانی کی چادر جانتے

دل اسکا آئینہ کدورت سی اگر ہوتا بری — اپنے دشمن کو بہی ہم اپنا برادر جانتے

معجزے دیکہے جو دیوانون نے لاکہون کیا حصول — آپکا سایہ ہوتا تو پیمبر جانتے

تجربہ حاصل ہوا تب موت نے مہلت نہ دی — حسن صورت جسمین پاتے ہم ستمگر جانتے

وصل کا وعدہ اگر سچ کا کرتے ای صنم — قند لب کو آپ کے قند مکرر جانتے

ذبح ہو جاتے اگر دو چار ہمسے بیگناہ — قتل کرنا خنجر ابرو کا جوہر جانتے

سر حقیقت کا مجازی سے اگر کہلتا ہمین — سنبل پیچ کو زلفون کا ہمسر جانتے

پہلے مر جاتی جو کہلتی بے ثباتی عمر کی — زندگی دو روز کی مرنے سے بدتر جانتے

گرسیان کرتا جو منجواری مین وہ شیک پری
جام مے کو آفتاب صبح محشر جانتے

دور ساغر مین ہمین بہی تم اگر کرتے شریک
سیر پہرا تہا گردش تقدیر کیونکر جانتے

میرے گہر مین رکہ کے سر خط مجکو لکہہ دیتے اگر
رکہتے سر پر اوسکو تحریر مقدر جانتے

ڈوب جاتا دل اگر رونے مین اے بحر صفا
کشتی عمر رواں کا اوسکو لنگر جانتے

ہم وہ ہین اندہیر ہی ہوتا جو آنکہون کے تلے
بجلی کو سانپ کی زلف معنبر جانتے

دولت دنیا جو دون اپنے مقدر مین نہین
رتبۂ اکسیر پارس خاک پتہر جانتے

تیرہ روز دل کو جو اسے وصل ہو جاتا نصیب
آپکا خال سیہ طالع کا اختر جانتے

ڈوب جاتے ضعف مین رو کر بال کا ریہ
قطرۂ اشک ندامت کو سمندر جانتے

١٧١ | اب تو ہم یاقوت عاشق جانتے ہین ہونٹ کو
منہ لگاتے مت رقیبون کو تو پتہر جانتے | ١٩

انگیا بہی وصال مین کپڑے سے نکل گئے
پالا پڑا کسی سے جو یہ پان گل گئے

باد صبا نے پردۂ رخ کو اولٹ دیا
بند نقاب شعلۂ عارض سے جل گئے

سرمہ لگاکے آپنے اندہیر کر دیا
مسی ملی تو میرے کلیجے کو مل گئے

سینے پہ اونکی تل ہین رخ پاک پر نہین
منہ کی صفا سے خال کے دانے پہسل گئے

غیرون نے کس لباس مین پہیری یار کو
قطع امید وصل ہی جب جوڑے چل گئے

دیکہا جو منہ روزن دیوار یار کو
اشکون کے ساتہ آنکہون کے ڈہیلے نکل گئے

کسما او نہین قرار ہے سیماب کی طرح
آغوش مین جب آئے ہماری نکل گئے

مشکل بڑا ہی وصل مین لانا مکان تک
ٹہہرے جہان وہ راہ مین بیٹہو مچل گئے

کیا ہم گیاہ خشک ہین اس باغ دہر مین — سبزہ نگہ سے اوڑ گئے ہین جانے سے جل گئے

مشکل پڑی ہے یار جو نازک مزاج ہے — نالہ نکل گیا تو ہم آپ ہی دہل گئے

گردش مین پیر چرخ کی جو آگیا جوان — تنکے کی طرح زلف کے سب بل نکل گئے

پیری جو آئی روپ رہا کس حسین پر — جوبن بھی دوپہر کی طرح صاف ڈہل گئے

آہون سے میری کورہ زرگر ہوا افلاک — چاندی کی طرح چرخ مین تارے پگہل گئے

گو ہمنے کہائی ترک ملاقات کی قسم — چکنے کلام آپ کے سنکر پہسل گئے

حسن ملیح یار کا کیونکر نہ شور ہو — انگیا کے پان صاف پسینے سے گل گئے

ڈیوڑہا ہے حسن یار کا یوسف کے حسن سے — ایک آدہ ایسے نور کے سانچے مین ڈہل گئے

باقی نہین ہے کوئی گنہگار آپ کا — جن جنکو پہانسی دی تہی بدن انکے گل گئے

مقتل مین تیغ یار سے اک زلزلہ پڑا — گو پانون سے زمین ٹلی ہم نہ ٹل گئے

١٧٢	ملجائین وہ تو پہر وہی عاشق ہو لطف وصل کچھ وہ بدل گئی ہین نہ کچھ ہم بدل گئے	١٤

کسے فروغ رخ لاجواب ملتا ہے — نقاب یار رخ آفتاب ملتا ہے

نہ اوس نگاہ سے تیر شہاب ملتا ہے — نہ رخ سے آئینہ آفتاب ملتا ہے

کمال نقص ہے دنیا مثال یوسف ہے — اگر مین آپکا و نکا شباب ملتا ہے

عدم مین دہر مین مرقد مین جاکے ہم پہر آے — قیام خاک کرین گھر خراب ملتا ہے

کلام کر نہ شکایت کہ نہین ہے حکم خدا — یہ وجہ ہے جو دہن لاجواب ملتا ہے

شب فراق مین نیند آئے تاک مشکل ہے — جو یار پاس ہو تو لطف خواب ملتا ہے

نہین قیام کسیکو سرائے فانی مین
ہر اک مسافر پا در رکاب ملتا ہے

نقاب رخ سے اوٹھاتی ہین گرد پھرتے سے
رہین جو جیسے رخ ہین ہم آفتاب ملتا ہے

تمہین سے کچھ نہ ملیگا سوائے رنج و الم
سمجھ کے کیا دل خانہ خراب ملتا ہے

سوال عہد جوانی جو دل سے کرتے ہین
ہر ایک عضو سے ہمکو جواب ملتا ہے

فراق زلف مسلسل ہے جو بل مقدر کا
ہمارا اوسکا بہت پیچ و تاب ملتا ہے

ملیگی دیکھیے کسدن حساب سے فرصت
ہزار ہین بھی نہین لطف خواب ملتا ہے

کیا علاج موافق ہمارے ساقی نے
مریض چشم کو جام شراب ملتا ہے

مسافران عدم کی خبر ہو خاک ہمین
دہان گور سے کسکو جواب ملتا ہے

شفق کو تاکتے رہتے ہین مریض الم
خم فلک سے خم آفتاب ملتا ہے

۱۴۳	اگر وہ دیتے ہین گن گن کے گالیان عاشق تو لطف دل کو مرے بے حساب ملتا ہے	۲۸

نکلے جو رات کو تو کواکب نہان ہوئے
زلفین چھٹین تو دنکو ستارے عیان ہوئے

اُمڈا یہ بحر اشک کہ دریا روان ہوئے
قصر بدن مین دیدۂ تر ناودان ہوئے

ہم خط کے انتظار مین یہ ناتوان ہوئے
تحریر سرنوشت سے بھی ہم گران ہوئے

پہنچے ہین یہ عروج ہوا بحر اشک کو
ساتون فلک حباب کی صورت روان ہوئے

جینے اوٹھائین ہجر صنم مین یہ سختیان
ٹھٹے بدن کو سوکھ کے سب استخوان ہوئے

پرسش کو جب نہ یاں وہ خورشید رو گیا
بیمار اپنے عکس کی صورت نہان ہوئے

وحشت مین اضطراب کی تاثیر دیکھ لی
ریگ روان بنے جو کہین ہم طپان ہوئے

تہا اشتیاق کو جو قاتل جو وقت مرگ ... ہم چل سکے نہ ضعف سی آنسو روان ہوے

گردش سی اوج اختر طالع جنون مین ہے ... چمکا جو داغ دل تو فلک مہربان ہوے

سوز فراق غیرت یوسف نے جان لی ... جل کر شریک گرد رہ کاروان ہوے

طاقت نی دست و پا کی دیا زیست مین جواب ... مر کر بہی ہم نہ چارہ کے کاندہے روان ہوے

راحت ہے دل شرر سے فغان روح سی بدن ... کیا کیا نہین مکین سی خالی مکان ہوے

گردش رہی حیات مین مر کر ہوا افشار ... جو زمین ہوے ستم آسمان ہوے

مہلت ملی نہ سیر جہان خراب کی ... شب کو سرا مین آئی سحر کو روان ہوے

جو رنگ کر کے جاؤ تو صدقہ نہ دل اوٹہاے ... رخصت کے چار حرف نہایت گران ہوے

وہ نخل نامراد تہے ہم باغ دہر مین ... سوکہے جلے غبار ہوے رایگان ہوے

بل حسن کا بڑہا جو وہ گیسو ہوی دراز ... آخر بلاے جان تن ناتوان ہوے

اے پیر چرخ ضعف تہا اپنے نصیب مین ... کیون دل کبہی کہین گو کہ ہم بہی جوان ہوے

جس سے جیتے نصیب ہوا پہر نہ اوس سے وصل ... ہم نقش پای راہ رو کاروان ہوے

مجہسے جو گفتگو تہی وہی ہے رقیب سی ... دلچسپ جو کلام تہے وہ داستان ہوے

کیا جذب دل کا زور بڑہا شوق قتل مین ... پیکان تیر جسم مین آکر سنان ہوے

انجام پہ رو رہے کہ سب دفتر عمل ... ڈوبے پتے خراب ہوے رایگان ہوے

وہ مبتلای غم ہون کہ دیکہا جو آئینہ ... مجہسے سوا اوس شبیہ کے آنسو روان ہوے

طول شب فراق سی کہل کہل کے جان دی ... آخر نصیب زاغ مرے استخوان ہوے

پہنچا نے خون سست حنائی جہپا کے آپ ... رنگ اوڑ گیا لہو کے جو آنسو روان ہوے

بیٹہین کہین عجیب کہ دریا بہا دیے — ملح زبان یار مین رطب اللسان ہوے
ہمکو غزل کی بیت مین آسودگی ملی — کب اس زمین پہ ستم آسمان ہوے

١٧٣

عاشق ہمارا زیج کا منظور تہا اونہین
دل مین رکے وہ جب مری آنسو روان ہوے

٣٠

جنبش ہوئی ابرو کو لب یار سے پہلے — تلوار لگا بیٹہے وہ تکرار سے پہلے
کہٹکا ہے عبث آٹہ پہر راہ عدم کا — یا چار سے پیچہے گئے یا چار سے پہلے
آے ہمین عیادت کو تری چاہنے والے — دربار ہمارا ہوا سرکار سے پہلے
عاشق کا یہ ڈر ہے کہ نکلتے نہین گہر سے — وہ جہانکتے ہین روزن دیوار سے پہلے
منظور تہا یون رنگ حنا ہمکو دکہانا — دل چہین لیا آپنے رفتار سے پہلے
حیرت ہے ملا داغ جو سرکار جنون سے — طرہ یہ عنایت ہوا دستار سے پہلے
اسطرح ہوے قتل کہ حسرت بہی نہ نکلی — پوچہا نہ تمنا کو گنہگار سے پہلے
دونون طرف آثار محبت ہوے ظاہر — بیمار ہوئی آنکہ دل زار سے پہلے
عاشق سے چہراتے ہین وہ قتل نظر کو — کیون تیر لگاتے نہین تلوار سے پہلے
سودا ترے کوٹہے کا رہا چار پہر دن — اوترا نہ یہ ہین سایۂ دیوار سے پہلے
چرچا تہا ترے عارض و گیسو کا ازل مین — مشہور تہے یہ مصحف و زنار سے پہلے
پہولون سے نہ کچہ لطف شب وصل اوٹہایا — بو آئی پسینے کی مجہے ہار سے پہلے
کانٹا ہے وہ ہون ایسا کہ جو صحرا مین لگا آگ — جل جاے مرا جسم خس و خار سے پہلے
اندہیر ہے کہتے ہو کہ دل کسنے چرایا — تحقیق کرو گیسوے طرار سے پہلے

ڈر ہے نظر بد کا جو گلگشت مین آئے گل
نرگس کو نکلوا دیے گلزار سے پہلے

ہین تیز لڑکپن سے اوس ابرو کے اشارے
تلوار مین تھی باڑھ قد یار سے پہلے

غنچے کی ترقی ہین نزاکت سے یہ پیچ
بل کھاتی ہین زلفین کمر یار سے پہلے

تیرون سے مرے زخم بدن ہو گئے گویا
بیکار رہین تھے لب سوفار سے پہلے

پھنس جائیگا یہ طائر دل زلف سیہ مین
لیتا ہون شگون زاغ شب تار سے پہلے

ہین مستعد قتل در صلح ہوا بند
کھلوا دیئے تیغا کمر یار سے پہلے

اس رشک سے ہر گہ آتا ہون مین نگہ کا ڈھیلا
جاتی تھی ہوا رخنۂ دیوار سے پہلے

سوز تپ فرقت نے یہ دکھلائے تماشے
گھر پھونک دیا آہ شرربار سے پہلے

جام مے گلرنگ کبھی منہ سے نہ چھوٹا
ساغر سے رہا عشق لب یار سے پہلے

تم وصل مین خست کا تصور ہی نکرنا
دم تن سے نکلجائیگا اظہار سے پہلے

پہلو کوئی سوچے نہ کچھ انجام کو دیکھا
حاضر کیا دل کو طلب یار سے پہلے

صرصر سے نہ مطلب نہ نسیم سحری سے
چھوٹی ہوئی جو آئے تن زار سے پہلے

دیکھا تھا جو اغیار کو سو دا اثر ہی در کا
ڈرتا تھا بہت سایۂ دیوار سے پہلے

لگا جو لگاتا ہے تجھے جامہ دری کا
ہان دست جنون دامن کہسار سے پہلے

شیرینی گفتار کا ہم لطف اوٹھاتے
بوسہ نہ عنایت ہوا انکار سے پہلے

جان اوس نے طلب کی تو کہا ہم نے حاضر
دل مانگا تو نکلا لب اظہار سے پہلے

منظور ملاقات ہے بلوا مین سگ در پہ
آنکھین جو لڑین رخنۂ دیوار سے پہلے

پردے سے جو نکلے تو ہوئے سب کو عزیز آپ
یوسف کو ترقی ہوئی بازار سے پہلے

کس طرح رہے خط سے مرے دل مین صفائی
جاتی رہی آئینہ رخسار سے پہلے

باقی تھی شب وصل کہ سوتے آ گئی مجا جہ
تقدیر پھری ہے نگہ یار سے پہلے

میری شب فرقت کی نہ دیکھی تھی سیاہی
گیسو وہ لڑاتے تھے شب تار سے پہلے

کیا کیا نہین دیکھی انہین آنکھون سے تباہی
آباد یہ گھر تھا قدم یار سے پہلے

دنیا کی نہ ڈرتے کسی افتاد سے اے چرخ
لیکن جو نہ گرتے نظر یار سے پہلے

غیرت تو یہ کہتی ہے بلائے سے بچانا
دل کہتا ہے چلیے طلب یار سے پہلے

اک آدھ گھڑی اور نہ باندھین وہ کمر کو
رخصت ہے بیماری سفر یار سے پہلے

۱۷۵

عاشق نہ محبت مین عبث جان کو کھویا
واقف نہ ہوئے عشق کے اسرار سے پہلے

۱۹

گھر جلا کر سیر دیکھی آہ آتش بار کی
بن گیا نالہ مرا آواز موسیقار کی

مارتی ہے زخمیون کو زہر چشمی یار کی
ہے دہان زخم مین صورت دہان مار کی

صورت چراغ طور مین ہے شعلہ رخسار کی
برق مین ملتی ہے کچھ صورت خرام یار کی

سخت باتین وصل مین سنتا ہون اس بے پیار کی
موم کر دیتی ہے گرمی شعلۂ رخسار کی

سہل ہے اڑ جائے گردن مجھ نحیف و زار کی
ناتوان ہون مجھکو کافی ہے ہوا تلوار کی

فکر ہے بے جا ہما کو استخوان زار کی
جسم سوزان ہے غذا مرغان آتشخوار کی

دل کو سودائی بناتی ہے بلا رفتار کی
کم نہین سائے سے کچھ پرچھائین قد یار کی

ایک شب کرے قمر تقلید روے یار کی
چاندنی آٹھون پہر ہے چاند سے رخسار کی

چاہیے رونق مٹا دین مصر کے بازار کی
آئے ہین یوسف خریداری کو میرے یار کی

نالۂ محرم تک گیا تقریب سے مجھ زار کی
انگلیون مین شکل ہی خار سر دیوار کی

سخت جانی سی مری تلوار ٹوٹی یار کی
عمر طولانی نہین ہوتی غریب آزار کی

عمر گذری جہانکتے مجھ تیرہ بخت زار کی
جسم کیا پتلی ہی چشم روزن دیوار کی

کیون نہ پڑتی ہی نظر جلجاے تجھ یار کی
تار پر گرتی ہے بجلی برق سی رخسار کی

اب نظر آتی نہین کیا وجہ صورت یار کی
سو گئی کس طرح قسمت دیدۂ بیدار کی

ہو تسلی ناگ کو دیکھو سی مجھ افگار کی
کہکشان بنتی ہی پٹی زخم دامندار کی

کیا بلا ہی یاد چشم سرمگین یار کی
کتنی راتین کٹ گئین آنکھون مین بیمار کی

پھر گئی جب سے نگاہ لطف میری یار کی
آنکھ وہ پاتا نہین ہی روزن دیوار کی

پاؤنکا کھٹکا سنا دیکھی نہ صورت یار کی
نیند آنکھین موت نے کردین تیرے بیمار کی

۳۰	اک غزل نو طرز عاشق کہ گئے نذر یار کی تحفۂ احباب کو پھر فکر ہے اشعار کی	۱۶۶

سخت دل گر کر خرابی لائی جسم زار کی
سایہ گھر گرنے سی مٹی گرتی ہے دیوار کی

فصل گل ہین اشک کی بدلی ٹپکتی ہی شراب
سینۂ سوزان ہی بھٹی خانۂ خمار کی

دو ہلال ابرو ہی دلدار دیکھے ایک روز
درد سینہ کس نہ اوسنے آنکھ ہمسے چار کی

ماہ کامل ہین نظر آتا ہی قرص آفتاب
تنگیا آئینہ پہ کسب صفا سے یار کی

ناشنفون کا شور زیر قصر ہے آٹھون پہر
سنتے ہین دو چار کی سنتی نہین بیمار کی

ٹانکے ہی جراح اسکو بھی لہو رکتا نہین
زخم کی صورت ہی میری دیدۂ خونبار کی

رونق گلزار عالم ہے مرا گل پیرہن
فصل گل کیطرح آتی ہی سواری یار کی

زخمی تیغ نگاہ چشم کافر کیش ہون
چاہیے جراح پٹی رشتۂ زنار کی

قتل ہونے سے رہیگا نام مجھ جانباز کا
آبرو اپنے لیے ہے آب اوس تلوار کی

سنگسار ہی بت نا مجنون مادرزاد کو
سخت جان ہون پرورش ہے دامن کہسار کی

آہ آتش بار سے صحرا مین ہے وحشی کا اوج
گرد اپنے فوج ہے مرغان آتش خوار کی

خار صحرا کو مری خون کف پا کی ہے چاٹ
ہے کف پا کو مزا کاوش کا نوک خار کی

بس کہ ہون مجروح شمشیر نگاہ سبزہ رنگ
زہر ہے زخمون کو پٹی مرہم زنگار کی

اے ستمگر عضو تن کیونکر نہ تیرے مداح ہون
ہے زبان تیغ کی خواہش لب سوفار کی

بیکسون کی آہ سوزان کا نہین مٹتا اثر
بھٹیان بنتی ہین مٹی سے غریب آزار کی

زہر مجھ انگار کو ہے الفت مژگان یار
سے ہے وہان زخم مین بنتی زبان مار کی

یاد کی ہے برق نے سیر دل مضطر کی چال
کرتے ہین تقلید تارے دیدۂ بیدار کی

وصل تیغ نگاہ ناز سمجھے کا نشین
پڑ گئی ہے زخم پہلو مین چپک تلوار کی

شوق آرایش سے آنکھین ہوگئین صیاد خلق
بن گیا ہے آئینہ ٹٹی نگاہ یار کی

روز چڑھ جاتا ہے بن پوچھے بہ بام یار ہے
کاش ملتی مجکو قسمت سایۂ دیوار کی

دیدۂ مشتاق کی صورت سراپا داغ ہین
سر سے پا تک شکل ہون ہین حسرت دیدار کی

مصحف رخسار ساقی کا ہوا حافظ رقیب
میکدہ سے یون نکالی روح مجھ میخوار کی

کاٹ کر قاتل نے سر کو دل کے بھی ٹکڑے اڑا
بعد میرے آئی نوبت سینہ سے ماتم دار کی

رشتۂ گیسو سے پیچان ہے نہین ہٹتی نگاہ
چشم کو سودا ہوا عاشق ہے پتلی تار کی

اہل دل کو درد دشمن کا بھی ہوتا ہے ملال
خون دل پیتے ہین لالے تشنگی سے خار کی

خوبی حسن صنم کو بہین سکے دل سو پوچھ
چشم بلبل سے ہمیشہ سیر کر گلزار کی

نشہ کی شدت سی یہ بہکی نگاہ چشم مست
جام کے دہوکے ہین ساقی آنکہ مجسے چار کی

ایک ذرا سی کو کھینچا ایک ذرا آنکھیں ج کہا یہ
بغض ہے نرگس کا دیکھا وہ محبت خار کی

گل کترنے کا عوض تجکو ملیگا عندلیب
کاٹ لیگا باغبان قینچی تری منقار کی

۱۷۷

جن اوتارے ہین بہت بیٹھا ہون زیر قصر یار
فلک ہے عاشق مجھے اس سایۂ دیوار کی

۳۰

بارش اوس بت کی نہ آنیکا سبب ہوتی ہے
وہ گنہگار ہون رحمت بھی غضب ہوتی ہے

انہیں رستے کون ہین گذرتی ہے درجانان
کون محروم رہا کس کی طلب ہوتی ہے

موت اگر آئے تو ہون قید بدن سو آزاد
دیکھیں کس روز فقیرون کی طلب ہوتی ہے

صبح کو واسطے کیا کیا شب فرقت تڑپے
کوئی اتنا بھی نہ کہتا تھا کہ اب ہوتی ہے

کثرت دشت نوردی ہے یہ مجھ وحشی کو
روح مجنون کی بھی امداد طلب ہوتی ہے

جوشش گریہ سے پڑے ہین گلے مین پھندے
رسن زلف جو وحشت کا سبب ہوتی ہے

اے پری وصل کی خواہش کا سبب مجھ سے ہوئیے
خلقت انسان کی آرام طلب ہوتی ہے

صبح کو شکل نہ پہچانی کسی نے میری
شب فرقت کی مصیبت بھی غضب ہوتی ہے

بادشاہون کو بھی ہے آئینہ رویونکا خیال
خواہش سلطنت ملک طلب ہوتی ہے

جب پڑی تیغ نگہ صاف کیا دو ٹکڑے
قتل کرتی ہے تو انصاف طلب ہوتی ہے

فرقت آتش رخسار سے رہتا ہے بخار
عارضی اب تپ سے بیمار کو تب ہوتی ہے

کنج گلشن سے ملا گلشن جنت کا سراغ
ایک شے ایک کا عالم مین سبب ہوتی ہے

نور دندان ہی بیاض سحر حسن صبیح — شفق شام مسی سرخی لب ہوتی ہے

ذبح کرتے ہین مسیحائی کے بدلے تو کرین — سنکے بیمار کو ایذا نہ تعب ہوتی ہے

کرتی ہی فرط عنایت مجھی ایسا محبوب — دست رد میرے لیے صورت طلب ہوتی ہے

ہی نزاکت کے سبب کم سخنی اوس گل کی — رنگ اوڑ جاتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے

خواب مین بی ادبی کا جو مین کرتا ہون خیال — اونکی تصویر تصور بھی غضب ہوتی ہے

قصد فریاد مین منہ کھول کے رہجاتا ہون — زلزلہ آتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے

رنگ اوڑ جاتا ہی فریاد سے کیا گردونکا — صبح ہو جاتی ہی جب ہجر کی شب ہوتی ہے

۱۴۸	عاشق اسطرح کی ہوتی ہی زمین کیا مرغوب جی بہی لگتا ہے اگر فکر طلب ہوتی ہے	۲۲

سوال وصل مین اونکی زبان پہ آجتک کل ہی — ہماری عمر گو آخر ہی اونکو روز اول ہے

نہال باغ حسن و ناز ہی خلقت مین چلبل ہی — ابہی ناداں ہی جوبن کی آمد اوٹہتی کونپل ہے

کسیکو قتل کیا ہے نے کیا سودا ہی گیسو مین — ہماری گل کو دینگی کی وہان نزات کونسل ہے

بگڑ کر مین اوٹہ آیا ہون وہ بیٹھے ہین سفتا مین — نہ کنگھی ہے نہ چوٹی ہی نہ مستی ہی نہ کاجل ہے

تری دیوانی کا ہی عرس کیا جلسے مین مرقد پہ — اکھاڑا راجہ اندر کا پریرو یونکا دنگل ہے

چڑہا آتا ہی یہ پانی ہزارون ڈوبی جاتی ہین — وہ اوتری ہین نہانی کو عجب دریا مین ہلچل ہے

نہایت لطف ہی برسات مین جہرا نوردی کا — کہنچا ہی ابر کا نگیرہ سبزہ فرش مخمل ہے

رقیبون کو ہی لطف زیست وہ صحبت مین داخل ہین — تمہاری اگی مردون مین ہی جو انکھونسے اوجہل ہے

محبت کیون جتاتی ہو بناکر زلف پیچان کو — پہنساتی ہو بکہیڑے مین تمہاری بات مین چل ہے

اگر وے اس ہی ہمکو تو لو ہم آپہی آتی ہیں
لبوں پر دم ہی کیا سو چین و شبنم ہی کہ شکل ہے

وہ گریاں ہون پڑی ہنسی ہی گشتی صحن چمن کو
سکا تا لاب ہی دروازے پہ پانی ہی دلدل ہے

ہمارا قتل زیب تیغ ہی سودا سے کاکل میں
یہاں خون سیہ ہی دیدۂ جوہر میں کاجل ہے

نہ پائیں خشک تر ہی جاتینگی کانٹونکی صحرا میں
ہمارے پانوں کا ہر آبلہ پانی کی چھاگل ہے

ہمارے قتل کی شادی ہے اوس بیرحم کی گھر میں
بہت چھالے پڑے ہیں خون بہرا جائے صندل ہے

لہو کی قطرے آنسو میں بنایت رنگ دیتی ہیں
گلا میں اپنے لعل اشک کی تعلون کی ہیکل ہے

نظر آتا نہیں سو جو وہ ہے چشم تصور میں
وہ بت پتلی کی صورت پاس ہے آنکھوں سے اوجہل ہے

شب تاریک صحرا میں بیابان گرد الفت ہوں
جنون رہبر ہے کانٹے فرش ہیں پالیکی مشعل ہے

گندہا ہی اونکا سر کیونکہ ملا اب راہ کنگہی کو
اگر چہ پٹی شب تاریک ہی سو باف بادل ہے

نہیں دنیا کی گرم و سرد کا ڈر ہمکو دوران میں
ہوائے سرد نالہ رونگٹوں کا گرم کمل ہے

اثر تسخیر کا جاتا رہا ہے نقش عامل سے
پہ پیدا اوسکے تابع ہیں جیسے دنیا میں رسل ہے

لیے بوسے جو ہمنے ہیٹ میں باتیں نہیں کہتیں
تنگ پانی تیری چاہ ذقن کا یار بوجہل ہے

۱۶۹

رقیبوں کی بنی ہے ذلتیں دسنے کے درپے ہیں
کرو عاشق عذار نگ صحبت کا مبدل ہے

۱۷۰

پھر گئی تم قول سے عاشق بہلا کیونکر پہرے
سر نہ قدموں سے ہٹے گو حلق پر خنجر پہرے

آئینہ چکر جوش وحشت میں اگر قیدی بہی ہوں
ہم اگر بیٹھیں تو آنکھوں میں ہماری گھر پہرے

جام جم ہی اوسے آئینہ ہر وقت پیش یار سے
دور دور جم ہوا پھر بخت اسکندر پہرے

آئینہ رکھو نہ چشم فتنہ پرور کے حضور
سوتہ جادو کی کہیں اوٹھی نہ فسونگر پہرے

جہان ڈالی خاک دیر و کعبہ و کہسار کی
جستجو مین اوس بت ہرجائی کی گہر گہر پہرے

کوئی دنیا مین ملا گاہک نہ جنس عشق کا
دست مژگان مین لیے ہم اشک کی گوہر پہرے

پاون پہیلانے کی جا پائی نہ مرقد کے سوا
برسون جنت مین جہنم مین لیے بستر پہرے

ختم ہوتا ہے ہمین پہ آپکا سارا غضب
غیر پہ بہی آپ اگر غصے ہوے ہم پر پہرے

ذبح ہو جائین بدن سے دم نکلنے کا نہین
ہین وفادار آنکہ تیری سامنے کیونکر پہرے

واہ ری طالع کہ نخل آرزو مرجہا گیا
آستین مین ہم لیے طوفان چشم تر پہرے

یار کو گہر سے قدم باہر نہ رکہنے دیجیے
غیر ممکن ہے بدن سے جان پہر جا کر پہرے

داغ سودا اور چمکا آتش رخسار سے
رات دن خورشید تابان ہم لیے سر پر پہرے

وصل کی شب تیرہ بختی بڑہ گئی قسمت پہری
آگے در تک وہ سیہ بختی کی پہر ڈر کر پہرے

۱۴۰

اے پری نقش قدم عاشق کا نقش حب بنے
چشم افسونگر کے سودے مین اگر اوٹہ کر پہرے

۲۰

مانگین جو وہ تو دیدون کلیجہ نکال کے
مصروف ہون صدمے اوٹہا نہین کتنے سوال کے

زخمی صدف ہے لیکے سوتی نکال کے
ایذا اوٹہائی بان نے یتیمون کو پال کے

دو ہفتے ہون نصیب اگر دن وصال کے
ابرو کی بوسے لون تو کبہی بوسے گال کے

مر کر بہی یاد کاکل جانان عذاب ہے
مرقد مین آئے سانپ بانبین نکال کے

کوئی پہرا نہ گنج شہیدان سے آپ کے
قربانیون کی حلق بہی چلتے ہین چال کے

اسد رہبر دل کو اذیت ایذا سے تو ملی
پہر پاون مین چبہو لیے کانٹے نکال کے

دریا مین عکس ابرو سے جانان کو دیکہکر
سمجہا چڑہائے پانی نے بیڑے ہلال کے

سیراب میری آنسوون سے دشت اگر نہو
رہجائین کانٹے خشک نہ پانین نکال کے

قاتل سے مانگتے نہ کبہی جز زبان تیغ
ہوتے دہان زخم جو قابل سوال کے

وحشت مین بحر و بر سے نکل جاؤن کسطرف
دوڑین حباب غول جب آنکہین نکال کے

میلا ہے صید گاہ ہجوم شکار سے
پہندے بنائی زلف رسا بال بال کے

سجدون مین بہی خدا کی جو یاد بتان رہی
پتلے بناوے عرق انفعال کے

تا صبح کاٹیے شب فرقت کو جاگ کر
جہپکے پلک تو پہینکیے آنکہین نکال کے

رکہنا قدم نہ باغ مین ای غیرت پری
سر پہ چڑہین گی لوگون کو سائی نہال کے

لذت خلش کے ساتہ ہو تو مزا نہین
مچہلی بہی کہائی تو نہ کانٹا نکال کے

ہر چند باد آہ مین پہیلا غبار دل
کیا کیا بگولے اوٹہتے ہین گرد ملال کے

دیکہا جو مین نے بند در قصر یار کو
گہبرا کے پہینکے آنکہونکے ڈہیلے نکال کے

ہے آفتابی جو سپر اوس آفتاب کی
سورج مکہی بنائی ہے پہولون مین ڈہال کے

مین نے اوگال مانگا تو غصے مین رہ گئے
لب کو چبا کے تیغ سے بیڑا نکال کے

۱۸۱	عاشق شب فراق مین دیکہی نہ شکل نور اختر سیہ تہے یہ کہ مشابہ تہی خال کے	۲۲

ہچکی جو بہر کے مزا درد کا حاصل ہو جائے
دوسرے پہلو مین بہی چاہتا ہون دل ہو جائے

سہل فرقت مین آتی میری مشکل ہو جائے
یار غافل تہا سو اب تو نہ غافل ہو جائے

منہ جو دکہلاؤ تو میلا مہ کامل ہو جائے
چاندنی اوسکی بہی دیکہلاؤ کے قابل ہو جائے

کہتے ہو جانے گہر اوسکو جو اپنے گہر آئے
ہے تو جب ہو کہ تمہارا سا مرا دل ہو جائے

جان سے دل میں جگہ دوں جو تری خنجر کو
جسکو میں پہلو میں بٹھلاؤں وہ قاتل ہو جائے

کشمکش دل سے وہ کھینچ آئیں شب فرقت میں
رخ گردون پہ ابھی شب غم تل ہو جائے

سب کو چھینٹا دیو اگر آکے وہ کھیلے ہولی
زاہد خشک بھی اس رنگ میں شامل ہو جائے

دیدۂ روزن در سے نہ لڑایا کرو آنکھ
طاقت مردم بیمار نہ زائل ہو جائے

سوزش دل جو سنو ہمسے سیہ بختوں کی
کان کی لو میں جو موتی ہو تو فلفل ہو جائے

ہو وہ دیوانہ ترے قد سے اگر چل نکلے
سرو کا پاؤن بھی زنجیر کی قابل ہو جائے

ای بتو پیسنے ہو اتنو ہر اک صورت سے
اسقدر رق نکرو تم کہ مجھے سل ہو جائے

وعدۂ وصل کے دم روز دیا کرتے ہیں
دم نکل جائے تو مطلب مرا حاصل ہو جائے

تم وہ گل ہو کہ جو تقسیم کرو باسی ہار
دامن باد صبا دامن سائل ہو جائے

قافلہ جائے عدم کو تو نہ نکلے آواز
حکم یہ ہے کہ جرس قالب بیدل ہو جائے

کیا ڈہراتی ہو لپٹ جاؤن اگر دوڑ کی بیت
قبضے سے ہاتھ بھی رکتا نہیں مشکل ہو جائے

میں نے سینے سے لگایا تو ہٹا کر یہ کہا
پیس ڈالا مجھے طاقت تری زائل ہو جائے

فاتحہ تم نہیں پڑھتے ہو مری تربت پہ
کوستے ہو اسے دشوار یہ منزل ہو جائے

گدگدی لو تو مری جان بدن سے نکلے
یہ بھی اک واقعہ تحریر کے قابل ہو جائے

تکیہ ٹھوکر سے نہ سرکاؤ تم ای رشک مسیح
شیر قالین میں کہیں روح نہ داخل ہو جائے

بے نقاب آئے جو مقتل میں وہ رشک لیلے
خاک میری یہ اوڑے پردۂ محمل ہو جائے

غلغلہ بحر میں ہو جائے جو وہ رشک مسیح
چھیڑ دے بیڑا تو زبان لب ساحل ہو جائے

تیرہ بختی پہ اگر اشک بہیں اسے عاشق

۱۸۲	ہر پروانہ سوا ولب ساحل ہو جاے	۱۱

ہر رشک پری آپکا دیوانہ ہوا ہے	ایسا کوئی دنیا مین نہوگا نہوا ہے
میخوار ہوے قبل ہلال رمضان سے	ان روزون مین تینا درمیخانہ ہوا ہے
مین کہتا ہون دل لیجیان لیتا ہی ہنسا دو	وہ کہتے ہین شیشہ کہین پیمانہ ہوا ہے
بدنام ہون ایسا مجھے قاضی نے سزا دی	خالی بھی اگر ہاتھ مین پیمانہ ہوا ہے
کہتا ہون جو اے رشک پری جان فدا ہے	شرما کے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے
کل ہاتھ سے توڑا تھا جو کنگھی کو چمن مین	یہ وجہ ہے بلبل جو ترا شانہ ہوا ہے
کھولا نہ سخن نے دہن تنگ کا عقدہ	گویا ہوا اس طرح کہ گویا نہوا ہے
سودا ہے خط و زلف کے قصے کو ہوا طول	اب لکھنے کے قابل مرا افسانہ ہوا ہے
شام شب فرقت بھی پریشان نظر آتی	گیسوے شب ہجر مین کیا شانہ ہوا ہے
گھر پاک ہوا اوٹھ گیا زاہد جو بگڑ کر	اب بیت مقدس مرا کاشانہ ہوا ہے

۱۸۳	افسردگی غیر سے روتا ہون مین عاشق اپنے سے فزون تر غم بیگانہ ہوا ہے	۱۹

جلہ ہین دنیا مین وہان نعمت بھی ملجاے	زیست مین ہمکو سزائے عمل بد ملجاے
خط نکل آے مجھے دین وہ دہن کی بوسہ	راہ پا جاؤن جو خضر رہ مقصد ملجاے
سجدہ ہی ہر دم کو کرون بت کی عوض اے زاہد	طاق ابرو کا جو اوس شوخ کی معبد ملجاے
عاشق خط صنم ایسے ہوے مستغنی	سنگ پارہ بھی نہ سمجھین جو زبرجد ملجاے
کیون کیا بند رہ قاف کو دیوانون پہ	توڑ ڈالون مین سکندر کی اگر سد ملجاے

قامت یار ہی کچھ دور نہین بالا ہو
نخل طوبے سے جو وہ سرو سہی قد ملجاے

بعد مرنے کے بہی رہتا ہے محبت مین اثر
کیا عجب عاشق و معشوق کا مرقد ملجاے

یارب اگر وہ مسیحا کہے لے بوسہ لب
آب حیوان سے بہی کوشش و دو کہ ملجاے

حسن صورت کو مٹایا تری کج خلقی نے
قدر کہو دیتا ہے نیکون مین اگر بد ملجاے

شوق یا جذب دربار دکہا دے مجکو
یا خدا کوئی تو خضر رہ مقصد ملجاے

خال پر صدقے کرون پاؤن جو تحصیل ختن
زلف پر وارون اگر شام کی آمد ملجاے

کشش عشق خط یار کا اللہ رے اثر
سنگ ریزون مین جو ڈہونڈہون تو زبرجد ملجاے

رتبۂ اہل فنا دیکھے تو منعم یہ کہے
تکیہ تکیے مین کرون خاک کا مین مسند ملجاے

پہنچین گر پڑکے کبہی چار کا احسان لین
عدم آباد سے ہستی کی جو سرحد ملجاے

بوسہ ملجاے اگر مصحف رخ کا اے حور
ہون مسلمان مجہے دولت سرمد ملجاے

آپ ہنس دین جو کسی روز مرے رونے پر
قطرۂ اشک ہاے مین کیا گوہر مقصد ملجاے

خط نہ لکہنے کا تکدر ہے صفائی ہو جاے
آپ سے آکے اگر وہ بت امرد ملجاے

ہو گئی جان ہوا منتظری مین ابہی
خاک مین فصل بہاری تری آمد ملجاے

۱۸۴	فکر عاشق کو یہی ہے دم تحریر غزل لفظ مانوس نیا کوئی زبان زد ملجاے	۱۶

دل پہ نہ اوس مسیح کے تاثیر کر گئی
پہنچی فلک پہ آہ مگر بے اثر گئی

دنیا نے چند روز کسی سے وفا نہ کی
مثل شب وصال ادہر آئی ادہر گئی

ہین جانور جو ہنستے ہین وحشی پہ آپکے
کیا اے غزال چشم رقیبون کو چر گئی

گہر سے نکال دوگی تو کیا ہاتھ آئے گا
ہم کچہ نہین تمہاری مروت کدہر گئی

آنکھون سے مثل نور نظر وہ نکل گیا
دوڑا جنون ہین ہین بہی جہانتک نظر گئی

انسان کی کمال سے بڑہتی ہے آبرو
دولت کا غرہ کیا ادہر آئی اودہر گئی

داغ فراق اہل وطن دل مین رہگیا
پہنچے نہ زندگی مین ہماری خبر گئی

طفلی گئی شباب گیا پیر ہوگئے
یہ دن بہی کاٹ دینگے جب اتنی گذر گئی

عریان تنی مین پردہ کیا موج اشک نے
چادر بنی وہ سیل جو بالا سے سر گئی

پیری مین یاد آئی ہین اگلی جہالتین
وہ ولولے کہان ہین وہ ہمت کدہر گئی

دولت نے انقلاب ہزارون دکہادیے
پوچہا نہ مین نے بہی کدہر آئی کدہر گئی

وعدہ ہوا تہا اونسے شب ماہتاب کا
نکلے غبار آئینہ صفائی ٹہہر گئی

آنسو گہٹے تو بڑہ گئے آثار عشق کے
کیونکر نہ اب ہون خشک کہ ندی اوتر گئی

کیا کیا بلا کشان محبت نے جہیل لی
ہمت نے کی مدد تو مصیبت گذر گئی

خم ہوکے پہنچا ہاتہ جو قبضے پہ آپ کا
نظرون سے ماہ نو کی کلائی اوتر گئی

۱۸۵ — عاشق گناہ ہے بجز عشق کیا ہوا
دشمن وہ کیون ہوئے وہ محبت کدہر گئی — ۱۸

اوس کمر کا خیال آتا ہے
شیشۂ دل مین بال آتا ہے

چاند بنتا ہے آنکہ کا تارا
خال کا جب خیال آتا ہے

ساقیا ہو لیو نہ رندون کو
موسم برشکال آتا ہے

ترک کرتے ہین وہ گفتنی مین
لب پہ اپنے سوال آتا ہے

نہین شبنم گلون کو رخ سے ترے
عرق انفعال آتا ہے

سے ہے خیال آپ کے جو گانے کا
کان بجتے ہین حال آتا ہے

نقص ذاتی پہ اپنے ہے یہ دلیل
طفل کو کب کمال آتا ہے

ماہ کچھ خود بخود نہین چمکا
کسب سے سب کمال آتا ہے

زاہد پیر کا خدا حافظ
وہ بت خردسال آتا ہے

پھر گرفتار زلف ہوتا ہون
ملک پر دل کے کال آتا ہے

موڑتے ہے منہ نہ بوسۂ لب سے
سامنے منہ کے گال آتا ہے

ہو نہ مغرور ماہ کو دیکھو
حد سے بڑھ کر زوال آتا ہے

عمر غفلت مین کیون گذرتی ہے
موت کا کچھ خیال آتا ہے

دن گذرتے ہین ماہ آتے ہین
ماہ جاتے ہین سال آتا ہے

وصل کی شب بھی چین کیون نہ ہو
روز بد کا خیال آتا ہے

جب وہ گاتے ہین بام پر اپنے
پیر گردون کو حال آتا ہے

بندگان خدا بھی کانپتے ہین
جب بتون کو جلال آتا ہے

۳۰

دشمنون مین جو پھنس گئے عاشق
دوستون کا خیال آتا ہے

پیو کہ ساقی عالی مقام رہتا ہے
مدام دور مین گردون کا جام رہتا ہے

خیال چشم کا دل مین مدام رہتا ہے
نیا یہ سحر ہے شیشے مین جام رہتا ہے

خموش رہتا ہون فکر دہان جانان مین
مری زبان کو تالو سے کام رہتا ہے

کسیکی پستی و رفعت کو اعتبار نہین
نہ کرسی رہتی ہے گھر کی نہ بام رہتا ہے

وصال یار ہین توبہ شراب سے توبہ
کسے خیال حلال و حرام رہتا ہے

لیا ہے ہاتھ مین دل سیکشون کا کیا ساقی
جو شیشہ ہاتھ مین تیرے مدام رہتا ہے

ہلال دیکھ کے کہتی ہین اپنے ابرو کو
یہان چھری ہے فلک پہ نیام رہتا ہے

ہمیشہ کھاتا ہے مصحف کی وہ صنم قسمین
زبان پہ اوسکی خدا کا کلام رہتا ہے

جو شوق دید ہے اوسکو تو اسکو حیرت ہے
فلک کو چرخ زمین کو قیام رہتا ہے

حلال مرغ سحر کو کرین تو چین پڑے
کہ عیش وصل کی شب کا حرام رہتا ہے

جو دیکھتا ہون وہ ابرو تو عجب ہوتی ہے
یہ وہ ہلال ہے جو ناتمام رہتا ہے

نگاہ کے تیر و کمان ابرو او مقتل ہین
ہجوم پیر و جوان صبح و شام رہتا ہے

گمان چاند کا ہوتا ہے ماہتابی پر
کبھی جو شب کو وہ بالائے بام رہتا ہے

نہ ہو وہ چال جوانی کو کچھ ثبات نہین
بہار حسن نہ لطف خرام رہتا ہے

جو میری مہر ہو خط پر تو وہ جلاتی ہین
زبان شمع پہ اب میرا نام رہتا ہے

پھرے جو آنکھ تو پھیرا ابھی پھر کے ہو نہ حقیر
تمہارے لطف کا بندہ غلام رہتا ہے

بلند مرتبہ دونون ہین سکہ زر پر
کسیکا نام کسیکا کلام رہتا ہے

خفا ہو تم تو خریدار دل کے لاکھون ہین
کسیکا بند زمانے مین کام رہتا ہے

وہ رند ہون کبھی صورت نہ دیکھی قاری کی
خیال مصحف رخ کا کلام رہتا ہے

۱۸۷	وصال یار سے عاشق زمین ہے تشنۂ خون فلک ہمیشہ سے پی کے انتقام رہتا ہے	۱۵

عشق مہرو جسمین ہو وہ سینہ روشن چاہیے | داغ دل کوئی چراغ خانۂ تن چاہیے

سخت جان زہر غم فرقت سے بہی مرتی نہین | تشنۂ وصل صنم ہین آب آہن چاہیے

موج سیل اشک بہی طوفان سے کچہ کم نہین | منہ پہ اپنے رکہنے کو دریا کا دامن چاہیے

عشق کاکل مین عزیزا اسلام کو رکہتے نہین | تجہ سے اب رشتہ زنار برہمن چاہیے

سرکشی رہتی نہین ساقی کے رعب حسن سے | خود بخود جہک جائے شیشون کی گردن چاہیے

مزرع جان حزین مین اک رہی تابی نہین | برق دیدار صنم گرنے کو خرمن چاہیے

عالم وحشت مصور کہینچے یون تصویر مین | میرے نقشے مین گریبان زیر دامن چاہیے

آئینے مین دیکہکر کہتے ہین مار زلف کو | کان مین موتی کو بدلا سانپ کا من چاہیے

پاؤن کی پڑنے سے بہی وہ سہاگ دکہلاتی نہین | کیا جلاین تجکو اگر اے شمع روشن چاہیے

ہے تلون بہی نزاکت بہی مزاج یار مین | اوس گل تر کو قبائی رنگ گلشن چاہیے

گو مکان تم نے سجا ہے جہانکنے دیجے ہمین | چشم روزن پر ابہی پلکون کی چلمن چاہیے

روئے ہم ایسا کہ قصر تن سے ڈہیلے ہوگئے | ایسی آنکہون کو مثال چشم روزن چاہیے

شوق عشق پاک رکہتے ہین خدا آگاہ ہے | بت کوئی مریم کی صورت پاک دامن چاہیے

فرقت قاتل مین آب اشک سے ڈوبی تو کیا | سر بکف ہین آب آہن تا بگردن چاہیے

۱۸۸	قبر کو کیا چاہیے عاشق فروغ ظاہری شمع سنگ کے بدلے چراغ داغ روشن چاہیے	۱۸

جہان رنج بڑے ہے واقف نہین ہوتی ترحم سے | نہ دیکہو اشک کی قطرے ٹپکتے چشم انجم سے

لڑائی آنکہ مہرو یون ہے تمنے سے ہے انجم سے | گلہ کیا جسطرح ہمسے ہو تم ویسے ہین ہم تم سے

اطاعت پر ندیکھا ایک دن چشم ترحم سے
نہ سمجھے ہمکو بندہ ہی خدا سمجھے تو تمسے

یہ کیفیت ہے سجدے ایکجا ہون رندو زاہد کی
بنا سے پاے مسجد ہوا گر خشت سر خم سے

ید بیضا کی دست آویز ہے یہ چور ہندی کا
کلیم آسا پکار و طور پر حسن تکلم سے

عروج بحر اشک ایسا ہوا ہفتے کے رونے مین
نجشے چرخ بیضاوی ہوا ہے ہفت قلزم سے

ہلال عید قربان خنجر ابرو کا پرتو ہے
نسیم صبح نوروزی بنی موج تبسم سے

کبھی پردے مین غیرون سے جدا ہوتی تو ہم آتی
الگ ہوتی نہین پتلی کی صورت چشم مردم سے

وہان رونق جبین کی اور بڑھتی ہے بہانے سے
بنی افشان لگی جو خاک ماتھے پر تیمم سے

مگر موقوف تھا ہمپر عوض آدم کی گندم کا
ہمیشہ آسیائے چرخ مین پستے ہین گندم سے

یہان بنت العنب ڈرتی ہوئی سنتو مین آتی ہے
چھپی ہے جام مین شیشے شیشے مین چھپی خم سے

محیط اشک سے اعضا بدن کے سب نشان ہین
کھلے جاتے ہین سارے جوڑ کشتی کی تلاطم سے

نہ سیکھا تم سے اوٹھون گا نہ نکلو نظر مین بیٹھونگا
فلاطون کی طرح الفت ہوئی ساقی مجھے خم سے

تمہارا سنکے کانا معتقد ہون قول ہادو کا
کہ پہلے روح تن مین آئی تھی شوق ترنم سے

سکان اوسکا نہ کیسا مسیحائی کا دعوا ہے
لب بام آکہا باتین کرے چرخ چہارم سے

عبادت خاک تو اے زاہد مغرور کرتا ہے
کنایہ خاکساری کا سمجھ حکم تیمم سے

وضو کے بدلے جو وہ پاک من کہو ماتھو
ابھی تو نیچے صنم او گے خاک تیمم سے

۱۸۹	رہی صحت نہ عاشق چار دن خاک الہی چھٹنے پر نماز پنجگانہ جب پڑھی ہین نے تیمم سے	۱۲

خاک کھائینگی زمین اور ندامت ہوگی
جسم کا ہے یہ دھو سے کیا گور کی دعوت ہوگی

ہجر مین کونسی آرام کی صورت ہوگی
آ ہی نگی موت نہ صبح شب فرقت ہوگی

کبھی گلشن مین جو اوس شوخ سے لڑجائیگی آنکھ
چشم نرگس مین عوض شرم کی وحشت ہوگی

جو تری پان کی لالی مین ہی شوخی ای بت
شفق شام بدخشان مین یہ رنگت ہوگی

گھر سی باہر نہ قدم رکھوگے کب تک ای شوخ
ہم سمجھتے ہین کہ برحق ہے قیامت ہوگی

بے اثر بلبل گلزار کی فریاد نہین
رگ گل مین بھی تپ غم کی حرارت ہوگی

شعلۂ طور سے کم جو نہین مہندی کا
ید بیضا کو ترے ہاتھ سے نسبت ہوگی

اپنی تصویر کو بھی ہمسے چھپایا اوسنے
جب یہ نقشا ہے تو کیا وصل کی صورت ہوگی

نظر آتی نہین کب تک یہ رہیگا اندھیر
حشر کے روز تو صبح شب فرقت ہوگی

زاہدا دیکھ تو رکھ اوسکے رخ رنگین کو
گل جنت مین یہ صورت نہ یہ رنگت ہوگی

بغض للہ عبث ہمسے ہے زاہد تجھکو
ہوگا دوزخ تری قسمت مین نہ جنت ہوگی

سامنا آج نکر اسکے مرے کامل اوسکا
چار دن بعد تری اور ہی صورت ہوگی

١٩٠

بزم مین بیٹھ کے عاشق کو نہ گھورو اتنا
چشم ہی نرگس بیمار نقاہت ہوگی

٢١

کعبہ بھی مکان ہے دل مومن بھی مکان ہے
ڈھونڈھے ہین اوسے کس جا نہ وہان ہے نہ یہان ہے

لب تک جو سخن آیا تو ہونٹون سے عیان ہے
تجھ مین لطافت تو ہے یہ بات کہان ہے

وحشت یہ شب وصل کے ہوسون سے گھٹی کی
یاقوت لب یار علاج خفقان ہے

ابرو نے ترے سیکڑون گھر کردیے ویران
بیخانہ نہین کرتی کبھی یہ وہ کمان ہے

حافظ ہوا بوسون سے ترے مصحف رخ کا
کیا ڈر ہے کہ قرآن مجھے نوک زبان ہے

سیخانی مین جب شیشی کے منہ پر ہو گل سرخ
سمجھا کہ یہی پھول کہ شیشے کا نشان ہے

آئینہ مین رخ دیکھ کے کہتی ہین شب وصل
شبہ ہی کا یہ ہے عکس کہ بوسی کا نشان ہے

مضمون زمانی کی ہین شفاف سے تقریر
طالع جو سکندر ہین تو آئینہ بیان ہے

ابرو کے قرین خال جو دیکھا تو گئی جان
کیا قاصد پیغام اجل زاغ کمان ہے

غیرون سے اشارہ ہو مگر وہ چپ نہ ہونگا
آنکھون مین ہی بینائی مری منہ مین زبان ہے

قاتل نے مجھے دفن کیا اپنی گلی مین
مین وہ ہون گنہگار کہ جنت مین مکان ہے

بولا نہ گیا سامنے اوس غنچہ دہن کے
حیران ہون کس کام کی یہ منہ مین زبان ہے

وحشت مجھے دم لینے کی فرصت نہین دیتی
رکھتا ہون جہان پانون وہان ریگ روان ہے

گم عشق حقیقی مین ہوا عشق مجازی
تسبیح ہے تہلیل ہے جو آہ و فغان ہے

اس مرتبہ ہون زار کہ بٹھلا کی بغل مین
کہتے ہین رقیبون سے کہ ڈھونڈو تو کہان ہے

لینے کو جو خاک آئے تو ناراض زمین تھی
اے روح نہ جسم مین غصبی یہ مکان ہے

آہون نے بل ابروی صنم کا نہ نکالا
سینکے سے نہ سیدھی ہوئی وہ سخت کمان ہے

مردون سے بھی زندون مین سوا پاتی ہین غفلت
جس خواب مین آواز ہے وہ خواب گران ہے

گھبراتے ہو کیون دیتے ہو سے بوسہ کا کل
سودا جو تجھے ہے تو ہمین بھی خفقان ہے

یکسان ہے برات اور جنازے کا تجمل
جو شادی کا گھر ہے وہی عبرت کا مکان ہے

١٩١	گو چاند کبھی خاک مین چھپتے نہ سنا تھا عاشق دل روشن تن خاکی مین نہان ہے	٢٢

داغ دل دینگے دکھائی دیکھیے
میرے سینے کی صفائی دیکھیے

پیٹ یا رخ یا کلائی دیکھیے — یار کس کس کی صفائی دیکھیے

دیکھنے سننے کو ہین یہ چشم وگوش — سینے نالے جبہ سائی دیکھیے

سیر سے کہنے پر تو وہ چلتے نہین — کس طرح پاے حنائی دیکھیے

یار کی انگیا کی چڑیا تک گیا — طائر دل کی رسائی دیکھیے

بھڑکے جب غیرون نے پوچھا کان ہین — یہ لگائی یہ بجھائی دیکھیے

وصل کی شب ہو گیا اپنا وصال — موت کیا بیوقت آئی دیکھیے

گر پڑے سجدے مین تجکو دیکھکر — زاہدون نے منہ کی کھائی دیکھیے

جام مے قاضی نے بھر بھر کر دیے — کام آئی منہ بھرائی دیکھیے

نبض دیکھی تم نے ہم اچھے ہوے — ہاتھ رکھے سے کل آئی دیکھیے

جب کہا مین نے دہن دکھلائیے — غیب سے آواز آئی دیکھیے

آہ سے آنسو بنے مین پہلی جھڑی — آگ پانی مین لگائی دیکھیے

کیا جلے ہو دل مین میری آہ سے — آپ تک بھی آنچ آئی دیکھیے

خاک ہو کر ہو گئے پامال ہم — بھر گئی ساری خدائی دیکھیے

بوسہ وردہنا مانگا نہین — آنکھ کیون تمنے چرائی دیکھیے

تکٹکی باندھے ہے وہ چشم ہے — تم نہ آئے آنکھ آئی دیکھیے

پاون مین زنجیر نے گہر کر دیا — کیا کڑی ہمنے اوٹھائی دیکھیے

بند کی تجھسے سوا کرتا ہے کون — ڈھونڈھ لی میرے ساری خدائی دیکھیے

ماہ نو کا ذکر جب محفل مین ہو — کہتے ہین میری کلائی دیکھیے

نہ بناؤ تو گھٹاؤ بہی نہ غیروں سے ہمیں | نہیں منظور ترقی تو مساوات رہے
دل کو شکوہ ہے کریں یا چرخ کو یا قسمت کے | کس قدر روسیہ ہیں ہم مورد آفات رہے
اب اثر ہے تو فقط چشم و لب دلبر میں | نہ تو شاعر ہیں نہ وہ اہل کرامات رہے
بوسہ مانگا تو بہت بے ادبی کی ہمنے | آپ کو یاد مگر رسم عنایات رہے

۱۹۴ | چشم پوشی جو کریں غیر نہیں غم عاشق
بس اللہ مگر قاضی حاجات رہے | ۱۵

کربلا میں بہی کہتا ہے جو سرداب میں ہے | گرم کہانی میں نہ یہ لطف نہ سرداب میں ہے
کس سے پوچھیں کہ یہ کیا عالم اسباب میں ہے | جو نہیں ہے وہ ہے بیدار جو ہے خواب میں ہے
بیکسی سے جو مری جسم فلک نے کہایا | شام سے مردہ مرا پارۂ مہتاب میں ہے
چشم دلبر کے تصور میں نہیں آتی نیند | کاوش نشتر مژگان جو رگ خواب میں ہے
پوری دو بیتیں بہی آنسو نہیں ٹپکی اتباک | شور طوفان بلاخیز کا پنجاب میں ہے
نہ ہنسیگا نہ کوئی روئیگا مجہ پیر اے مرگ | دشمنوں میں کوئی باقی ہے نہ احباب میں ہے
بند ہو جاتی ہیں انتوں کی چمک سے آنکہیں | چہرہ یار نہاں برق کو جلباب میں ہے
یا خدا ایسی گذرتی ہے جو بیتابی میں | بندہ سیماب میں یا ماہی بے آب میں ہے
یار نے خط بہی جو لکہا تو عجب شوخی سے | کونسا عیب نہیں جو مرے القاب میں ہے
بام تیرا ہے برابر فلک اول کے | ماہتابی میں صفا وہ ہے جو مہتاب میں ہے
کربلا میں جو مرے سوتا ہے کس راحت سے | دست و پا حوریں دباتی ہیں جو سرداب میں ہے
چشم جلاد میں اوترا ہے غضب سے یہ لہو | جو پلک ہے وہ چھری پنجۂ قصاب میں ہے

سیکڑون رنگ مرے باغ جہان مین بدلے | جو حکایت ہے گلستان کی ہر باب مین ہے
مر گئے الفت مژگان مین نہ پوچھا اوسنے | قتل بیدار ہوئی ہم وہ ابھی خواب مین ہے

۱۹۴ | قدر دانون کو سناتا ہون غزل مین عاشق
شعر خوانی کا مزا مجمع احباب مین ہے | ۱۹

کاہیدہ ہون دعا مین نہوگا اثر کبھی | جو پیڑ خشک ہو نہین لاتا ثمر کبھی
فرقت مین غیر مہر نہ نکلا قمر کبھی | تو کے سوا چلی نہ نسیم سحر کبھی
صبح شب وصال کہین صبح حشر ہے | افسوس پھر دکھائے نہ ایسی سحر کبھی
تیغ نگاہ و تیر مژہ کی یہ مشق ہے | ٹکڑے کیا کلیجے کو چھیدا جگر کبھی
دیکھو جو آنکھ اوٹھا کے کبھی ابر ماہ کو | بنجائے یہ ہلال کبھی پھر قمر کبھی
غربت مین داغ اہل وطن دل مین رہ گئی | آیا کوئی ادھر سے نہ پہنچی خبر کبھی
زیر فلک مقام کرین کیا سمجھ کے ہم | رستے مین رہ نورد ٹھہرتے ہین گھر کبھی
کس طرح ہو بتون کی خدائی کا اعتقاد | دیکھی نہ ہمنے صورت پیغامبر کبھی
اوتند و چشم نہ یا ہم سے سرکے نہ جھانکی | دیکھو جو آنکھ اوٹھا کے نہ بیٹھی نظر کبھی
آزردگی سے روز کی دل ٹوٹ جائیگا | غصے ہوے آپ ہون تو کسی بات پر کبھی
بوسے بہت نہ دیجے تو آزاد کیجے | تھوڑے سے ولیکن پر تو ہوگی بسر کبھی
کچھ غیر سے بگڑتے ہو کیون بات بات پر | آگے تھا تمہاری طبیعت مین شر کبھی
مستون نے حکم شہر کے قاضی کا کب سنا | کھینچی اسکے دختر رز کو بلایا نہ گھر کبھی
بہکیگا رقیب لاکہ مری چال چلے | سیکھے سے آدمی نہوا جانور کبھی

لازم ہے چشم خوب کو پیار ہی نگاہ لطف
ظاہر کو دیکھتے نہیں اہل نظر کبھی

کہتا ہوں جب علاج کرو اس مریض کا
کہتے ہیں وہ کیا نہیں یہ درد سر کبھی

شہر عدم ہی کوچہ دلدار کا ہے نام
آیا جواب خط نہ پھیرا نامہ بر کبھی

اہل کمال کا بہت اظہار نقص سے
آئینہ خانہ تھا نہ سکندر کا گھر کبھی

۱۹۵	عاشق جو دوستوں کی طبیعت میں ہے فنا دنیا میں ایک دن بھی نہ ہوگی بسر کبھی	۲۱

ہماری رزق کی ہو فرد قسمت میں رقم خالی
ہمیشہ صفر کی مانند رہتے ہیں شکم خالی

نہیں ہے سرکشی کسکی بلند و پست عالم میں
نظر نیچی کرو پڑ جائیگا دیکھو قدم خالی

شراب وہ زلف میں بو ہی نہ وہ آنکھوں میں وحشت ہے
ختن ہی مشک سے خالی غزالوں سے حرم خالی

کسی کو چھوڑتا اس وضع سے میں کب یاد کرتا ہوں
نہیں لیتا کبھی مے جام کی میں نام جم خالی

عجب اقبال حسن دل پہ نہیں جو قلب کھوٹا ہے
کبھی رائج نہیں دنیا میں سکہ سے درم خالی

بلا لی میں بہار ایک دن آپ آئیگی تجھ تک
نہیں جاتی فلک آہ دل پر درد و غم خالی

مرا سر کاٹ کر لیجاؤ گے کیا دست نازک میں
تمہارے پانون بھر جاتے ہیں چلکر دو قدم خالی

نہو جب گھر میں صاحب خانہ پھر اوس گھر سے کیا مطلب
ہمارا سر پھرا ہے جو کریں طوف حرم خالی

دہن کی پاس خط دیکھا جو اسکے پھول سے رخ پر
ہوا ثابت کہ کانٹوں سے نہیں راہ عدم خالی

فرشتے تک سے جو پیغام تیرا لگاتا ہے یا سم ہے
بہت قالب تہی ہو روحوں سے ہے زہر الم خالی

کسی گھر سے ملی مانگی نہ اوسکو بھیک دنیا میں
پھرے سائل ترے در سے جو ای باب کرم خالی

فلک سے وصل کی شب کا عوض لینگے جو جیتے ہیں
سو دن پر فقط غصہ نہیں کرنیکے ہم خالی

تمہارے لعل لب وہ ہین کہ مردون کو جلاتے ہین
مسیحا بھی ہین یہ کیونکر کہون انکو قدم خالی

کسی کے گھر مین نہ کیفیت اوٹھی جب رند مشرب کو
خدا سے دیر خالی تھا بتون سے تھا حرم خالی

گئی فصل بہار اے محتسب لکھنا نہ مستون مین
تسلی کے لیے رہتی ہے پہلو مین قلم خالی

نشان انکے فقط باقی ہین جنکے ظرف خالی تھے
ہوئی عبرت جو دیکھا طاق کسریٰ جام جم خالی

مجھے بیت الحزن سے کم نہین کچھ کعبہ اے زاہد
بھرا آتا ہے کیا دل دیکھکر جائے صنم خالی

خزانون سے صدا اے ممسکو آتی ہے پیہم
سخی کے ہاتھ آکر ایکدن ہو جائینگے ہم خالی

لگاتی ہین وہ بڑھکر ہاتھ ہم پیچھے نہین ہٹتے
کبھی تلوار کو دیتے نہین ثابت قدم خالی

محرم مین سیہ کرتی ہے اتنا پیٹ ظاہر ہے
گہن مین آکے رہجاتا ہے جیسے چاند کم خالی

٢٠	خوشی کا بھی مہینا کٹ گیا ماتم مین اے عاشق نہ دیدیم روے جانان رفت ماہ عید ہم خالی	١٩٦

لڑائی وصل مین ہونے لگے پیری ہو جائے
ہمارے آپ سے یہ جنگ نرگسی ہو جائے

تسلی اس دل بیتاب کو ذری ہو جائے
شب فراق بلا سے بڑی ہی ہو جائے

زمین پر اشک گریہ سے عرش تک تری ہو جائے
ہمارے رونے سے کشت فلک ہری ہو جائے

جلائے مردون کو ملجا ہے جسکو بوسۂ لب
ثنا ہے چشم کرے جو وہ ساحری ہو جائے

وہ بادہ خوار ہون الفت ہے جسکو صہبا کو
خدا وہ شیشہ کے آگر دخت رز پری ہو جائے

جو مار زلف ہے ہمسر عصاے موسیٰ کا
عجب ہے چشم فسون گر نہ ساحری ہو جائے

جو درد دل کی حکایت کرون گلستان مین
ہر اک نہال مین شکل صنوبری ہو جائے

حباب یہ ہے جو اونچی کو بھی ہوا لگ جائے
او سے آفتاب کی پہنچے نہین تھرتھری ہو جائے

وفا نہ کہاؤں کسی شکل زال دنیا کی — نہ دیکھوں آنکھ اوٹھا کر اگر پری ہو جائے

بغل میں غیر سے بڑھ کر نہ گفتگو کرنا — کہیں نہ آپ کے میری برابری ہو جائے

وہ لب ہے جس سے مسیحا بھی معجزہ سیکھے — وہ خط ہے جس سے خضر کی بھی رہبری ہو جائے

کروں نہ پیروی دیو نفس سرکش میں — نہ منہ لگاؤں جو بنت العنب پری ہو جائے

لگا کے تیر نگہ سرکشی نکر ظالم — جو تیر آہ نہ روکوں تو ہمسری ہو جائے

نہ توڑیگا بت پندار زاہد مغرور — کہ خاکساری میں شیخی نہ کرکری ہو جائے

دماغ عرش سے اونچا ہے فقر میں شاہد — نہ کبھی پاؤں زمین پر جو سروری ہو جائے

نگاہ لطف سے دریائے غم میں بچنا ہو — جو پتلی آنکھ کی سد سکندری ہو جائے

جو حکم قتل سنا دے تو میرے مذہب میں — رسول پر ترے ختم پیمبری ہو جائے

پہن کے نور کی پوشاک گر میان کیجے — ذلیل حور ہو پیاری خجل پری ہو جائے

جنون میں جامۂ عریان تنے لپیٹ آیا — یہ رخت وہ ہے جو پوشاک آخری ہو جائے

۱۶	جو بھیک مانگے سے عاشق کو ایک بوسہ ملی تمہارے در کی فقیری تونگری ہو جائے	۱۷

دکھا لیں آنکھوں سے بار زلف لہراتی ہوے — دیکھا لگتی ہے دیوانوں کو لہراتی ہوے

اب سینہ بختوں کے سر پہ سے بلا ٹلتی نہیں — زلف کی صورت چلو آئے ہیں بل کھاتی ہوے

جس طرح صبح شب وصلت سے گھبرایا وہ گل — رات بھر میں بھول یوں بکھی نہ کمہلاتی ہوے

کیا نظر قاتل کی چشم سرمہ گیں سے لڑ سکے — سیکڑوں آنکھوں کا دیکھا ہے بل کھاتی ہوے

... سمجھتا سوں میں جھوٹی بات کو — زہر کھاؤں خوف آتا ہے قسم کھاتے ہوے

تجھسے رٹھا کی تو وہ تیز ہی نظر پیدا کرے
نا وداں قصر تن کیونکر نہ آنکھوں کو کہوں
جنکو استقلال ہی پاتی ہیں روز غیب سے
کر گئی کیونکر نہ تو تلوار اونکی کر گئی
راہ میں درگاہ کی بیٹھوں گا میں ہو کر فقیر
رنگ بوی جسم سے یار رونق بڑہ گئی
اوسنے جب مستی لگائی آس میری بڑہ گئی
خون کیوں لیتی ہیں سر راہ کی رخصت ہو دیں
اسقدر ہوں گرم رو میں وحشی آتش قدم
پیچ اسکے ہی سیاں پہ اور دو ٹی پڑ گئے
سخت جانوں کو اگر یہ سر چڑھیگی ای صنم

کاٹ دی تیر قضا کو دیکھکر آتے ہوے
دیکھا سیل اشک بیٹ ہیلوں کو بہجاتی ہوے
پہرتی ہیں بی صبر در در ٹھوکریں کہاتی ہوے
ہڈیاں دیکھیں ہی ہو سیکو کہا جاتی ہوے
دیکھ لونگا آپ کو آتے ہوے جاتے ہوے
تیری بستر پہ ندیکھے پہول کمہلاتی ہوے
تیرہ بختوں کا بھی دیکھا رنگ چھجاتی ہوے
ایک دم میں دیکھ لیں سب دم نکلجاتی ہوے
دامن صحرا کو بھی دیکھا بھڑک جاتی ہوے
دونوں گیسو تا کمر پونہچے جہول کہاتی ہوے
تیغ کے سنہ کو وہ کہا دینگے بٹ جاتی ہوے

١٩	انتہا کے جلد ای عاشق گئے روز شباب دیر لگتی ہے شب وصلت کو بھی جاتی ہوے	١٩٨

جانتا ہوں پیچ جیسا الفت گیسو میں ہے
ضعف سے اوڑتی لگا ہوں پر نظر آتا نہیں
کاوش خار فرہ کی اب توجہ چاہیے
نعمت دنیا ملی جب سر جھکا یا فکر میں
دم نکلتا ہے نہ ہو سکتا ہے ترک عشق یار

بل یہ ہے دشمن بلا کا دل کی پہلو میں ہے
قوت پیرو از عنقا آج کل بازو میں ہے
دل کہاں ہے جای دل اک آبلہ پہلو میں ہے
طوق کشکول گدا کا کاسہ زانو میں ہے
جان پر ہے اختیار اپنا نہ دل قابو میں ہے

ترک الفت کی قسم کہانیکا کچھ باعث نہین
آزماتا ہون کہانتک دل مرے قابو مین ہے

جب جھکا سر شرم سے لطف عروسی مل گیا
آرسی مصحف تمہارے چہرہ و زانو مین ہے

ربع مسکون کو ڈبو دینے کو ہین کافی چار اشک
اک سمندر موج زن اپنے ہر اک اک آنسو مین ہے

کب بیان وہ ہو سکے جو دل اوٹہاتا ہے مزہ
آپکے الطاف کی تعریف کس پہلو مین ہے

کھینچ کر خنجر پکارا اک لیے مجھ زار کو
دل مین کیا سوچے تمہارا ناتوان پہلو مین ہے

صورت نازک لطافت سے نظر آتی نہین
شکل پنہان رنگ مین ہے رنگ پنہان بو مین ہے

پیر کنعان کی طرح سیر فلک سرور ہے
رنگ بوئے جامۂ یوسف تمہاری بو مین ہے

چشم وحشی پر غزال چین کا دہوکا ہو گیا
خال سے پایا پتا نافہ بھی اس آہو مین ہے

ہاتھ سے اپنے سر اپنا کاٹ دون اے نازنین
کھینچتے ہو تیغ کیون قوت کہان بازو مین ہے

دوست دشمن ایک جا ہین اتفاق وقت سے
دل بھی ہے پہلو مین اپنے یار بھی پہلو مین ہے

اس طرح چمکا شب مہتاب مین وہ سیم تن
سمجھا مین سکے کی مچھلی یار کے بازو مین ہے

مٹ گئی ساری نزاکت سامنے اس یار کی
آپکا چھلا نشانی کا مرے بازو مین ہے

ناخنے کی گلبدن کا پائجامہ قہر تھا
نیل چٹکی کا صنم اب تک ترے زانو مین ہے

۱۹۹

آنکھ لگ جاتی ہے سر رکھا اگر عاشق کبھی +
خواب مخمل سے سوا ہر رونگٹا زانو مین ہے

۲۱

چشم تر نے آبرو کھو دی ہے ساری ابر کی
لگ گئی جب آنکھ فرقت مین ہماری ابر کی

سال مین برسات بھر ہے اشکباری ابر کی
آبرو کیونکر برابر ہو ہماری ابر کی

بوندیون کی طرح سر گرنے لگے عشاق کے
برق تیغ یار مین ہے آبداری ابر کی

جب کرو برسات میں تم خندۂ دندان نما
آسمان سے دیکھ لو گوہر نثاری ابر کی

بل کی لیتی ہے گھٹا سے ہر گھڑی زلف سیاہ
سر چڑھا کر آپ نے عزت اوتاری ابر کی

ایک پل آنسو نہیں تھمتے فراق یار میں
چشم گریاں تو نے کیا یارب ہماری ابر کی

یار کی شمشیر ابرو سے جھپک جاتی ہے آنکھ
خاصیت ہے برق کی صورت ہے ساری ابر کی

کیا کریگا سامنا باران اشک گرم سے
کانپنے لگتا ہے جب آتی ہے باری ابر کی

آشکارا رخ سے ہے رحمت کبھی کاکل غضب
دانت تو بجلی کہیں کاکل تمہاری ابر کی

انقلاب اوسکی مشیت کو اگر منظور ہے
برق کی بارش دکھادے بیقراری ابر کی

ہے شب فرقت چمک بجلی کی دم لیتی نہیں
میان سے اوگلی ہی پڑتی ہے کٹاری ابر کی

میکشو برسات کا عالم رہے کیونکر مدام
باؤ کے گھوڑے پر آتی ہے سواری ابر کی

ابر آیا میکدے میں گھس پڑے رندونکے غول
بادہ کش کس دھوم سے لائے سواری ابر کی

اسقدر برسات میں رویا کہ تم نے رو دیا
ایک سی حالت ہوئی میری تمہاری ابر کی

دیکھکر کالی گھٹا رونے پہ اب اوٹھا ہے دل
اے فلک کھلجائیگی یہ اشکباری ابر کی

سیر ہو ماتم میں صدا سے رعد کم آنے لگی
روتے روتے ہو گئی آواز بھاری ابر کی

ہجر ساقی میں جو چمکی برق بسمل ہو گئے
میکشوں پر پڑ گئی تلوار کاری ابر کی

اب گھٹا پر آپکی کثرت بڑھی برسات میں
اے مہ خوبی بناؤ چاند ماری ابر کی

اے فلک بغض و حسد اوٹھ جائے دنیا سے اگر
اژدہے تک کو میسر ہو سواری ابر کی

مار ڈالے گی ہمیں اے میکشو دور رفتہ میں
انتظاری فصل گل کی انتظاری ابر کی

برق کو ہے بیقراری بیقراری دیکھکر

پیاسا ہوا تو مجھکو ڈبویا سوال نے
دریا بہا دیے عرق انفعال نے

ابرو کو بھی سیاہ کیا عکس خال نے
کعبے میں اپنا رنگ جمایا بلال نے

کاشانے میں مہر و ماہ کو دیتا ہے کون بھیک
بیقدر کر دیا ہے فلک کو سوال نے

تیغ زبان یار کی میں بن گیا سپر
غیرون کو جو کہا لگے میرے ڈہال نے

مجھ بے نشان کی قبر کا ملتا کسے پتا
گنبد بنا دیا مری گرد ملال نے

پیچھے چلے جو راہ محبت میں سر کے بل
اولجھے لگے جو پانون سے کانٹا نکالنے

جی اوٹھے مردے کرکے چلے تم جو دو قدم
دکھلایا شور حشر تری اوس چال نے

قبضہ نہ زندگی میں ہوا ملک صبر پر
برباد کر دیا ہے خیال محال نے

آنسو جو ابر چشم سے فرقت میں تھم گئے
برسا دیا ہے مینہ عرق انفعال نے

کھودی ہے انتظار نے آنکھوں کی روشنی
اندھا ہی کر دیا ہے تمہارے خیال نے

خم سے بھری شراب جو شیشے میں زاہدو
حکم قضا سے پاک کیا انتقال نے

پرسش کے منتظر ہیں جو عشاق زار ہیں
جرمون کا اعتراف کیا بال بال نے

دیکھا تھا پلے میں جو بیمار چشم کے
نرگس کی آئے باغ میں آنکہ نکالنے

چھیڑا صبا نے جسکے گیسو کو چھوکر اسکو
جان عزیز کھوئی ہے مشک کے بال نے

ہر دم غبار خاطر اہل دول بنا
ہیٹی کیا فقیر کا رتبہ سوال نے

چھوٹی کبھی نہ وحشت نوردی میں راستی
جھکتا نہیں میں پانون سے کانٹا نکالنے

حسرت و زلف یار نے صحرا کا رخ کیا
تا نے تو منہ سے جبر کو جھینکا غزال نے

بیجان کیا ہی خال نے مجھ تیرہ بخت کو
پہونچی گزند خنجر ابرو کی چشم کو
صورت سے کام اصل کا نکلے محال ہی
وارفتہ دیکھکر مجھے ابرو و خال کا
جاگے نہ بخت خفتہ مرے صبح روز ہجر
صحرا ہین چشم یار جو آنکھون مین پھر گئی
ذرہ مناسبت نہین چہرے سے یار کو
دیکھا جو محتسب کو تو قابو مین دل نہین
تجھسے لڑا کے آنکھ نہ جھپکی کہین پلک
دیکھا خیال سوزن مژگان یار کو
اوس روی آتشین کا جو بوسہ طلب کیا

کاٹا ہی سر مرا حبشی کو توال نے
کعبے مین بھی امان نہ پائی غزال نے
کھولا کبھی نہ عقدۂ پروین ہلال نے
چشمک زحل نے کی تو اشارہ ہی ہلال نے
کروٹ ادہر نہ لی کبھی شام وصال نے
پیسا وہان بھی گردش چشم غزال نے
دہوکا تمہین دیا کسی صاحب کمال نے
مشکل ہے مے پرستون کو شیشے سنبھالنے
آنکھین لڑائین شیشے سے جا کر غزال نے
آیا نہ میرے پاؤن سے کانٹا نکالنے
چھالے زبان پہ مری ڈالے سوال نے

۲۰۱	مضمون بہیرا غیر نے عاشق اگر لیا کھایا شکار شیر کا جو ٹکا شغال نے	۲۲

مزا ہوے مے پرستی کا گھٹا گھر آئی ہو مینہ برسے
نہ جوڑا سینہ وقت آخر ذرا قاتل کی خنجر سے
پڑی افتاد پر افتاد تحریر مقدر سے
پریشانون کا سر کاٹا ہی کیا قاتل نے خنجر سے
گریبان خانۂ تن سیکڑون آنکی روانی سے

گنہگارون کی ہی بخشش پہ تر دامن بہت ترسے
لڑایا جو ہمہ دانی کو اوسکے جوہر سے
جو خط باندھا تو کھل کر گر پڑا بال کبوتر سے
جدا قبضے کو پایا تیغ سے جوہر کو جوہر سے
عجب کیا ہی اگر طوفان اوٹھے آب خنجر سے

مری آنکھین ہوئین روشن لیا قاصد سے جب خط کو
پئے تصدیق مین ذی معجزہ مانگا پیمبر سے

گلو سے خشک کا کٹنا بہت مشکل ہوا ای قاتل
وہ پیاسا ہون کہ پانی کھینچ لونگا آب خنجر سے

کلیجا کب جلا اوس سنگدل کا میرے مرنے پر
جو دل مین چوٹ لگتی تو نکلتی آگ پتھر سے

نہ کاٹو سر سہری آتے ہین آنسو چشم جوہر مین
مثال اشک حسرت گر پڑیگی آب خنجر سے

حدیث نامۂ دلدار کو سمجھا ہون مین قدسی
پر جبریل کی نکلی ہوا بال کبوتر سے

ذرا صورت دکھاؤ فرقت مژگان مین تابان ہون
بہت دل پک گیا ہی چھیڑ دو تم آکے نشتر سے

ستم ہے کھینچتی ہی بال ای مشاطہ کنگھی مین
تڑپ رہا ہون کہین نکلی نہ بو زلف معنبر سے

ابہی باقی ہے تہوڑی سی وصل کی شب چھپنے دو
قیامت ہی جگاتی ہو مؤذن کو جو ٹہوکر سے

لباس ظاہری کو چاہیے کچھ جوہر ذاتی
تکلف کیا ہوا جو زرپوش اگر مرغ منور سے

دل آئینہ ہی پر خط مین دہن اوسکا نہین پاتا
چھپایا ہی خضر نے چشمۂ حیوان سکندر سے

ہمارے خانۂ تاریک سی خورشید ڈرتا ہے
چمک جاتی ہے اگر دہوپ دروازہ کو باہر سے

تمہاری کان کی موتی سی خط کا اور عالم ہے
کیا سیراب اس سبزہ کو شاید آب گوہر سے

تمہاری جہانکنے سے چشم نابینا مین نور آیا
چمک ہی دیدۂ روزن مین لی فزون چشم اختر سی

دم تقریر ظاہر ہوگیا اعجاز اوس بت کا
ہلاتا ہے جو لعل لب صدا آتی ہی پتہر سے

جلاتی ہی سیہ خانہ مرا جب دہوپ آتی ہے
نہین کچھ آتشین شیشے کو نسبت روزن در سے

چراغ مہر سی جلتا ہی داغ دل ہی جلتا ہی
ہماری قبر روشن ہوگئی اندر سے باہر سے

۲۰۲	فدا کیونکر نہون مین لاکہ دل سی اوسپر ای عاشق کیا لاکھون کا جسنے سامنا جاکر سبتر سے	۱۷

ڈر کر ہماری آہ سے ایسی سمٹ گئی
ساری شب فراق گھڑی بھر میں کٹ گئی

دن رات کا سرور مبارک ہو آپ کو
ایسے ہی ہیں کہ عمر مصیبت میں کٹ گئی

کھٹکا جو میرے دل کو ہوا اضطراب کا
بوسے شب وصال مری نیند اوچٹ گئی

اب تک مزاج میں وہ لڑکپن کی بات ہے
نام خدا جوان ہوے پر نہ ہٹ گئی

کیا بوندیوں نے باغ میں جوبن بڑھا دیا
پوشاک بھیگ کر جو بدن سے لپٹ گئی

محنت کسی کی یوں نہ فلک رائگان کرے
جتنی بڑہائی ہمنے ملاقات گھٹ گئی

وحشت جنون میں تیز چلے ہم جو دو قدم
طاقت ذرا جو ساتھ تھی پیچھے سے کٹ گئی

کیا کوسنے کو ہاتھ اوٹھائے تھے یار نے
ہیں آپ مر گیا جو وہ کرتی سمٹ گئی

کس درجہ تیری گرد سواری عزیز ہے
دیکھا ہے ہمنے خاک کو آنکھوں میں بٹ گئی

بہتر بناؤ ہوگا جو یہ الکسی رہی
کنگھی تھی یہ پہاڑ کہ چوٹی چپٹ گئی

خط کا جواب ہمکو نہ پہنچا یہ مینہ پڑا
وصلی کی طرح چرخ سے بدلی چھٹ گئی

انکار وصل کرکے جلایا ہے آپ نے
شعلے کی تھی زبان کہ دم میں پلٹ گئی

مجھسا بھی تیرہ روز نہوگا جہان میں
سائے سے میری دھوپ کئی کوس ہٹ گئی

مجھ ناتوان کی مردمی کو پچتائے دیکھکر
پلٹی نگاہ یار تو ہیبت گھسٹ گئی

پہنچا ضرر اسے ترے چہرے کی آب سے
زنجیر زلف زنگ میں آخر کو ہٹ گئی

باتوں کو پیچ دے کے جلایا ہمارا دل
گیسو کے ساتھ اپنی ہوس کی ہی لٹ گئی

۳۰۳	عاشق ہوے نہ قتل یہ افسوس رہ گیا قاتل جو پھر گیا مری قسمت اولٹ گئی	۲۰

جو گرم ہو کے کہو تم شراب اوڑ جائے
ابھی تو شیشے پری آفتاب اوڑ جائے

وہ روز اس سے لگاتی ہین آسمانی تیر
نشانہ سپر آفتاب اوڑ جائے

جفا کشون کو ہے سامان عیش سے ایذا
ملے جو بستر مخمل تو خواب اوڑ جائے

اسی خیال سے نالے نہ آسکے ہونٹون تک
کہین نہ قبر کے سوتون کا خواب اوڑ جائے

شب وصال کو تا صبح جاگ کر کاٹین
ہمارا آپکا دونون کا خواب اوڑ جائے

تمہین جو دیکھ لین اصحاب کہف رویا مین
کبھی نہ آنکھ بھی جھپکے یہ خواب اوڑ جائے

یہ وحشیون سے تشفی ہے میری وحشت کو
کبھی جو خواب بھی دیکھون تو خواب اوڑ جائے

عجب نہین یہ زمانے کی بے ثباتی سے
سفید رنگ بھی ای ماہتاب اوڑ جائے

دہن ہے چشمۂ حیوان سے منہ لگاتی ہے
تمہارے ہاتھ سے مرغ کباب اوڑ جائے

چھپو تو سوز جگر سے حجاب کو پھونکون
وہ کھینچون آہ کہ رخ سے نقاب اوڑ جائے

بھری جو بن نے گلابی بہت وہ ڈلکین
لگایا ہاتھ کہ جام شراب اوڑ جائے

مقابلہ جو مرے بخت تیرہ سے ہو جای
سواد کاکل پر پیچ و تاب اوڑ جائے

نہ منہ سوال سے پھیرو تو اتنے پوچھو یون
کہ زاغ خال رخ لاجواب اوڑ جائے

دکھاؤن مین چمن داغ دل تو خجلت ہو
ابھی تو طائر رنگ جناب اوڑ جائے

یہین دکھا کے جو غنچون کو جام دے ساقی
مری طرح اس کی صورت شراب اوڑ جائے

غبار دل جو نکالون ہوا سے آہ کے ساتھ
صفا سے آئینہ آفتاب اوڑ جائے

نہ دیکھیے زر و ید اسکے لو سے غنچون کو
کہین نہ آپکی موتی سی آب اوڑ جائے

اسیر فصل مین برا سے دل شگفتون کی
ہمارے رنگ کی صورت نقاب اوڑ جائے

سیاہ ایسی ہی جاکر زحل ہو گردون پر ۔ ہوا سی جو مری فرد حساب اوڑ جاے

۲۱	غبار عاشق صادق کو دو جگہ در ہے کہین یہ خاک نہ اسے بو تراب اوڑ جاے	۲۰۴

سخت جانی سے مری طعن نہ کیونکر توڑے ۔ جب گلا کاٹ نہ سکین تہاک کے وہ خنجر توڑے

کیسی اٹھکھیلی سے چلتے ہین پہن کر توڑے ۔ اونکی پاپوش سے دم عاشق مضطر توڑے

ایک ہفتی جو وفا وصل کا وعدہ نکیا ۔ اے قمر ساتون فلک آنکے مجھ پر توڑے

مارا منہ پہر کے قاصد کی بتون نے خط کو ۔ یہ وہ پتہر ہے کہ دندان پیمبر توڑے

صدمہ سنگ حوادث سے نہین ڈرنا ہین ۔ اے جنون سیکڑون اس سر پہ ہین پتہر توڑے

محتسب ایک ہی شیشے کو اگر ہونچی شکست ۔ لا کہ میخوارون کے دل تو نی برابر توڑے

باغ عالم مین نہو گا کوئی ایسا ناکام ۔ تارے توڑے جو کبھی مین نے گل تر توڑے

زندگی خاک ہے جب غیر کو اپنا سمجھے ۔ مین نے شیشے نہ لیے سبو کدا در توڑے

جیسے او عہد شکن دل کو ہمارے توڑا ۔ اسطرح آس کسیکی نہ ستمگر توڑے

پانوُن مین حلقہ گیسوے رسا او لجھے ہین ۔ بن گئے سلسلہ زلف سمنبر توڑے

بلبلین لڑ نہ سکین تیری صف مژگان سے ۔ توڑتی ہاتھون کی اوڑی گل سے جو اگر توڑے

فائدہ دست جنون نے جو سلاسل توڑی ۔ روح زندان خرابات لاغر توڑے

کہدے لئے آئین جو وہ نشتر مژگان سے فصد ۔ سب نکل آئین رگین جسم سے لیکر توڑے

وہ کشش کرتا ہی جتنی مین کہنچا جاتا ہون ۔ کسطرح رشتہ الفت کو ستمگر توڑے

ساقیا تیرے تغافل سے جو مارا اونکو ۔ تا سے رندون نے لہو شیشکے لگے تر توڑے

اہل محفل ہین تماشائی ترے نالا مال
توڑے بخشے جو لیو رقص مین دلبر توڑے

حکایت اندا ہی جو بلبل تجہے صدمی پونہچے
میرا صیاد نے دل توڑا ترے پر توڑے

زاہدا کیون بت پندار نہ توڑا اپنا
غیبتین سیکڑون کین تو نے دل اکثر توڑے

ای فلک نے ہر دیا عشق خط دلبر ہین
نالہ میرا نہ کہین گنبد اخضر توڑے

سبب حسرت اخوان تہا جمال یوسف
حسن وہ ہی جو برادر سے برادر توڑے

۲۰۵

لوگ سمجھائین بہانا ہی جو عاشق مرجاے
جوڑ پڑ جائین اگر دم دم آخر توڑے

۲۶

اوٹھ گئے جس گھڑی ہم اس عالم ایجاد سے
سقف گردون گر پڑی شور مبارکباد سے

سخت جان ہون میرے قاتل کو ذرا ثابت نہ تہا
اب کہلا جوہر زبان خنجر فولاد سے

فصل گل مین در بدر پہرتی ہین دیوانی ترے
آ کے زندان مین جو نکلے خانۂ حداد سے

لاؤن گا کفن مین بہی پیسے گی جو مرقد مین مجھے
ای زمین مین خوب واقف ہون تری بنیاد سے

گردش گردون کرے یا رسنگدل بیرحم ہی
ای دل ناشاد کچھ حاصل نہین فریاد سے

چشم جوہر سے لہو ویا جو میرے قتل پر
خون کی اک دہار نکلی خنجر فولاد سے

تم پری انسان مین پیدا ہین گو نسبت نہین
خلد مین حورون کو صلت ہو گی آدم زاد سے

ہاتہ اوٹھایا قتل سے میرے تو وہ مشتاق ہون
تا نہ لونگا تیغ دم بہر کی لیے جلاد سے

جوش سودا ہی خزان مین فصد میری لی اگر
جہڑ گیا ہی پہول دم مین نشتر فصاد سے

حسن صورت کیا دیا خالق نی مشت خاک کو
قاف مین چہپتی ہین پریان شکل آدم زاد سے

کیون نہ کان ہر مین آتی ہین یاد ہون کس طرح
پردے آنکھون پر پڑے ہین نقشہ ایجاد سے

ہون وہ بلبل جب کیا شکوہ مقدر کا کیا
باغبان سے ہے گلہ مجھکو نہ کچھ صیاد سے

جلوہ سینے مین مرے ہے داغ غم دشمن کا ہے
گھر کیا روشن چراغ خانہ جلاد سے

کوئی سنتا ہی نہین حال دل پر درد و غم
بے اثر ہے کسقدر فریاد سے فریاد سے

دشت پیمائی سے میری حرف آیا قیس پر
اسقدر کی مشق بہتر ہو گئے استاد سے

ہمصفیر و قید کے دن بھی بسر ہو جائینگے
کوئی تو میرا عوض لیگا کبھی صیاد سے

نذر یہ کرتا ہون جب کہتا ہون مین صوم وصال
تر کرونگا حلق آب خنجر فولاد سے

چھاتیون کو جب ہوا دہ سخت کہہ بیٹھے مجھے
دیجئے تشبیہ انکو سینۂ فولاد سے

فصل گل کبکی گئی سوا کسیکا غم نہین
روز غل اوٹھتے ہین اب تک خانۂ صیاد سے

کوئی مرقد پہ نہ لایا پھول بھی مرنے کے بعد
کیا ملا سیر بہار گلشن ایجاد سے

کیون تصور مین ذقن کے شبا انکو کیا
گر پڑے ہی چاہ زنخدان مین نئی افتاد سے

کھینچتے ہی آہ ضبط سوز دل جاتا رہا
کاروان صبر بھٹکا گرمی فریاد سے

وصل مین سامان شادی کا مشخص کر دیا
اسقدر گھبرا گئے تم شور مبارکباد سے

سست شعرونکو بھی اپنے کاٹنا مشکل پڑا
دشمنی کرتا نہین کوئی بھی اولاد سے

وحشت رز کی شکل زاہد نے کبھی دیکھی نہین
پوچھتے ہین لوگ کیا اس کو پیا زہاد سے

۲۰۶

صحبت اہل سخن سچ ہے کہ بے حاصل نہین
فیض پہنچا انکو بھی عاشق کسی استاد سے

۳۰

جو چیز ہے اونکی وہ نرالی سے نرالی ہے
کاکل ہے بلا پر مری آنکھون مین پڑی ہے

دیوانہ بنایا خط عارض نے تمہارے
معلوم ہوا خضر نہین سبزہ پری ہے

بیتاب بہت ہون کوئی عاشق نہ سمجہ جائے
بلوائو مجہے گہر مین نہین پردہ دری ہے

اندہیر کیا ہے یہ تپ ہجر صنم نے
عیسی کو بہی دیکہا تو چراغ سحری ہے

جیتا ہون تو مہمان کو رخصت نکرونگا
اپنے سے بہی بڑہ کر مجہے درد جگری ہے

کہتے ہو کہ کیون چاک کیا تو نے گریبان
اے حور تقاضائے لباس بشری ہے

اعجاز ہے نخل قد دلبر کا تماشا
چشمون کو بہی دعوائے عقیق شجری ہے

گو دفتر عالم سے مٹایا مجہے تو نے
کیونکر نہ خوشی ہو مرا چہرہ نظری ہے

وہ زور ہے نا تون کا نہ وہ جوش ہے رونا
اب دل مین نہ طاقت ہے نہ آنکہون مین تری ہے

خالی نہین قاتل کا ہے قبضے سے اگر ہاتہ
بازو بہی ہے تیار کلائی بہی بہری ہے

سب سے ہے جدا پر صفتین جمع ہین سبکی
انسان ہے حورا ہے فرشتے ہے پری ہے

ہے ذرے سے پر الطاف کبہی مہر قمر پہ
خورشید مین بہی عیب پریشان نظری ہے

روزن کیئے کس طرح مرے دل مین نظر نے
ہے تیر نہ سوفار نہ پیکان نہ سری ہے

بنت العنب آتی نہین داموں سے بہی ابکے
شیشے سے نکلتی نہین کیا پیٹ بہری ہے

دو دو خط عارض سے کہلا حال فغن کا
اس چاہ مین پانی کی عوض آگ بہری ہے

چشمک نکر اے چشم بت آہوی حرم سے
تجہسے بہی فزون تر تری وحشی کو چری ہے

پیری مین یہان خواب اجل پیش نظر ہے
گو صبح ہوئی نیند سے آنکہون مین بہری ہے

کیا بیخودی عشق ہے سمجہی نہ زلیخا
دامن کے پکڑنے مین بڑی پردہ دری ہے

زربفت کے ٹکڑے رہ خالق مین دیئے ہین
غیرون کی کمر مین مرا زاد سفری ہے

کیا عالم ایجاد مین عاشق ہے دورنگی

۱۳	ہنسنے کا کہین شور کہین نوحہ گری ہے	۲۰۷

زلفون پر ابہی طبع ہے مائل نرہیگی — دو دن کی کشاکش ہی یہ مشکل نرہیگی
ایسا جو نقاہت سے گہٹیگا بدن اسکا — خود پانؤن مین مجنون کی سلاسل نرہیگی
پچھتاؤ گے غصے مین گلا کاٹ کے میرا — اسوقت جو دل مین ہی یہ قاتل نرہیگی
مین قبر مین قبلے کی طرف منہ نکرونگا — جب تک تری تصویر مقابل نرہیگی
ای موت شب ہجر مین روپوش نہونا — صورت مری دکہلانے کے قابل نرہیگی
غیرون کو حفاظت کے لیے ساتہ نلانا — کیا وصل مین تلوار حمائل نرہیگی
ای ماہ جو زلفون کی یہی راہ زنی ہے — سیارون کو آسایش منزل نرہیگی
آئینے مین اپنے لب جان بخش نہ دیکہو — آنکہون مین بہی تاثیر ہلاہل نرہیگی
سنتا ہون کہ پہولون مین مرے آئیگا وہ گل — مرجانے سے پژمردگی دل نرہیگی
مہندی جو لگائی تو گلے روز کٹینگے — اس رنگ سے آرایش محفل نرہیگی
وحشت مری ہوجائیگی کم طول مرض سے — دق ہوگی تو یہ قید سلاسل نرہیگی
شہرون مین پہرے قبر مین بہی جائینگے اک روز — جب آگئے تو باقی کوئی منزل نرہیگی

۲۰	گہر اونکے نقاہت سے نہ پہنچے تو نہ پوچھے کیا ضعف مین عاشق کشش دل نرہیگی	۲۰۸

جو نظر ہے اسطرف خون ریز ہے — کیا چہری مجہپر تمہاری تیز ہے
بیٹھنے دیگی نہ صحرا کی زمین — جو بگولا ہے وہ آفت خیز ہے
صورت شمشیر چلتی ہے زبان — جو ہے فقرہ آپکا وہ تیز ہے

بے خلش کھٹی ہے کسکی زندگی
اس فرس کو حاجت مہمیز ہے

چشم جوہر سے ٹپکتا ہے لہو
آپ کی تلوار کیا خونریز ہے

آنکھیں بچھتی ہیں جدھر جاتے ہیں وہ
کوسے دلبر جاسے مردم خیز ہے

قیس کے قدموں سے چپٹنے کا ہے غم
نالۂ زنجیر درد آمیز ہے

نشۂ الفت کو آنسو ہیں ضرور
تیز جو مے ہو وہ آب آمیز ہے

سر کی صورت پاؤں بھی تھمتے نہیں
گھاٹ پر خنجر کے پانی تیز ہے

ایڑیوں سے بڑھ گئی زلف دراز
خاک کوسے یار عنبر بیز ہے

باغ میں وسواس سے جاتی نہیں
نرگس بیمار سے پرہیز ہے

آمد و رفت نفس کاٹے گی عمر
دانت ابن آدمی کا چھپر تیز ہے

یاد لب سے ہو گئے لاکھوں ہلاک
جو مسیحا تھا وہی چنگیز ہے

تیر ادھر سہتا ہے دام زلف میں
طائر دل مرغ شب آویز ہے

چھوتے ہی بل کھا گئے زلفوں کے بال
شعلۂ رنگ حنا کیا تیز ہے

عاشقوں کو کھائے جاتی ہے نگاہ
مردم بیمار با پرہیز ہے

کیا قیامت ہے کہ چین آتا نہیں
ہجر کی شب روز رستاخیز ہے

کیوں نہ چھلکے دست پیر چرخ میں
ساغر مہ نور سے لبریز ہے

ایک دن سونا ہیں ہمکو بلا
سنتے تھے ملک جنوں زرخیز ہے

۲۷	شمس کا پرتو ہے عاشق یہ غزل آفتاب خط تبریز سے	۲۰۹

گھر میں ہم کھول کر کمر بیٹھے
بات مشکل تھی اسپہ کر بیٹھے

وحشتا رزق تھی جا بجا ادہر بیٹھے
کیا جگہ ہم بھی تاک کر بیٹھے

بیٹھے عرش پہ تو بہتا ہے
آپ کرسی سے کیون اوتر بیٹھے

آسیا کی طرح قناعت کر
رزق اللہ دے گا گھر بیٹھے

پاس کا بیٹھنا غنیمت ہے
اس طرف بیٹھے یا ادہر بیٹھے

آپ کے دور میں سنو اندھیر
کوٹھے پہ چڑھ بیٹھے جب قمر بیٹھے

پاس بیٹھے نہ ہم بھی محفل میں
وہ ادہر بیٹھے ہم ادہر بیٹھے

تہ و بالا کیا زمانے کو
گھر میں بیٹھے نہ بام پر بیٹھے

صاف چڑہ جاؤن گا مین کوٹھے پر
زلف لٹکا کے وہ اگر بیٹھے

لطف اوٹھانا تیر کھانے مین
چھوڑکر دل ادہر اودہر بیٹھے

مثل آئینہ صاف رکھ دل کو
صورتیں لاکھ دیکھ کر بیٹھے

ورنہ بیدر ہیں خراب اہل ہنر
بے ہنر لوٹتے ہیں گھر بیٹھے

زندگی میں تو خاک قدر نہ کی
آکے اب سیر ہی قبر پر بیٹھے

یاد کامل کہیں گے جب اوسکو
شام سے آئے تا سحر بیٹھے

حکم قاتل ہے اپنے عاشق کو
آنکھوں پہ پٹی باندھ کر بیٹھے

شجر قد یار جھومتے کہاسے
ایک اگر طائر نظر بیٹھے

ہم کسی پر چمن میں بار نہیں
چھوڑکر سایہ شجر بیٹھے

پھرتے تھے پھرتے ہمارا دل بیٹھا
جس طرح چیخ کھا کے زر بیٹھے

سخن من بجا سے من باشد — اب پدر کی جگہ پسر بیٹھے
زلف کے پیچ سے نہین آگاہ — بل کی سیتے ہین آپ گھر بیٹھے
ڈورا تلوار کا دکھاتے ہین — رشتۂ الفت کا قطع کر بیٹھے
سلطنت مین جو آیا مرگ کا دھیان — خاک پر تخت سے اوتر بیٹھے
لوگ سمجھے چہ ذقن کا تو ا — آپ جب ٹیک کر سپر بیٹھے
کیون اوٹھاتے ہو مجکو محفل سے — کیا قیامت ہوئی اگر بیٹھے
مر گئے یاد زلف مین آخر — نیند آئی جو رات بھر بیٹھے
اسے پری کہ نہ عاشق ابرو — اوڑتے اوڑتے نہ طاق پر بیٹھے

۲۱۰	فائدہ تم جو مرتے ہو عاشق آج تک ہین وہ بے خبر بیٹھے	۱۷

کیتے چمکا یا انہین مدح و ثنا کرنے کی — واقف ہیر نہ تہی حقیقت مین جلا کرنے کی
کون روپوش رہا جان فدا کرنے کی — تم ہی منصف ہو کہ میری سی بہلا سنے کی
دل چرایا تری زلفون نے ہوا مین قیدی — کس کو تقدیر ملی یار خطا کرنے کی
قول و اقرار وہ اگلے نرہے یاد تمہین — داغ فرقت کا دیا ملکے دغا کرنے کی
ہے مرا کیس و ناچار کا اللہ حکیم — آپ اچھے ہوسے بیمار دوا کرنے کی
بات کہتا تہا کہ مرجاونگا کرنہ ان تم پر — تمنے آمین جو کہی یار دعا کرنے کی
جب مین کہتا ہون کہ فرقت سی تری ترسا ہون — ہنس کی کہتا ہی کہ تجہ پہ جفا کرنے کی
خاک سے کشتۂ الفت کی ہوی سرخ قدم — اسقدر ہیر وہی رنگ حنا کرنے کی

تو جو دشمن ہے تو ہے سارا زمانہ دشمن — درد جب دل میں دیا تو نے دوا کرنے کی

بعد میرے وہ رقیبون سے یہ فرماتے ہین — منہ سے سب کہتے رہے جان فدا کرنے کی

دیکھکر روے صنم کیا فقرا کیا اللہ — خود فراموش ہے یاد خدا کرنے کی

صوت شاہد ہے بہت راہ تمہاری دیکھی — تم جو کہتے ہو زعادی یہ دعا کرنے کی

کب ملی زاہد و عابد کو صفا صوفی کی — حال محشر میں کھلیگا کہ ریا کرنے کی

ایک دن پیچ نہ زلفون کا ہمین راس آیا — خود پریشان سے تجھے نازل یہ بلا کرنے کی

نہ کھلا آئینہ رخ کی صفا کا احوال — برسون حیران رہا ہین کہ جلا کرنے کی

شمع رخسار کہا اسے مہ کامل تجکو — شرہ کے تعریف تری میرے سوا کرنے کی

۲۱۱

مر گئے ہم تو ادا دیکھ کے اوسکی عاشق
اوسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ قضا کرنے کی

۲۴

کیا بچ کے کوئی چشم فسون گر سے نکلجا ہے — وہ سحر ہے اعجاز پیمبر سے نکلجا ہے

حسرت سے مرین پان گلوری جو نہ تم کھاؤ — آئینہ نہ دیکھو تو ابھی گھر سے نکلجا ہے

فرماتی ہین قاصد کو مرنے کے مقید — چھوڑے سے جو تجھے دین پیمبر سے نکلجا ہے

اغلب ہے اشارے سے بلا کر جو چلے جاؤ — تمثال بھی آئینے کے اندر سے نکلجا ہے

یارب کہین رونی ہین مری عمر ہو آخر — تو چاہے تو کشتی یہ سمندر سے نکلجا ہے

وہ چوٹ لگی جا سے تن سیکڑون پھٹ جائین — دامن جو ترا رقص مین ٹھوکر سے نکلجا ہے

اندھیر دکھاتی ہوئی آتی ہے شب ہجر — اغلب ہے ضیا دیدۂ اختر سے نکلجا ہے

اوٹھ جاؤنگا دنیا سے جو افتاد پڑے گی — جس طرح شرارہ کوئی پتھر سے نکلجا ہے

اے شوق نہ محتاج گران نامہ بروں کا
لازم ہے کہ خط اوڑ کے کبوتر سے نکلجا ہے

گہٹتا ہے مرا خون جو بڑہتی ہے نزاکت
قوت نہ کہیں دست ستمگر سے نکلجا ہے

ہوں محو ادا ہے جان نزاکت سے تمہاری
ڈر جاؤ اگر آہ برابر سے نکلجا ہے

پردے میں حسین تو بہی ہو آنکھوں کو چکا چوند
تجلی سی نقاب رخ انور سے نکلجا ہے

بیٹہوں جو تہ تیغ تو آب دم شمشیر
آنسو کی طرح دیدۂ جوہر سے نکلجا ہے

بیٹہو جو مری قبر پہ اے آئینہ سیما
نالہ دہن گور سکندر سے نکلجا ہے

سر کاٹو تو پہر آئیں نہ کوچے میں تمہارے
یہ پاؤں بہی ہر روز کی چکر سے نکلجا ہے

تم آؤ بلانے کو تو اس شوق سے دوڑوں
دو چار قدم روح بہی پیکر سے نکلجا ہے

اوٹہواؤ نہ تم سامنے سے حیرتیوں کو
آئینہ کہاں بزم سکندر سے نکلجا ہے

ساقی کی ملاقات معطل سے ہے جہڑی ہیں
اللہ کرے آئے گہٹا بر سے نکلجا ہے

کام آئے زمانے میں اگر طوق غلامی
قمری کی غرض سرو صنوبر سے نکلجا ہے

سودا گل رخسار حسینان کا ہوا ہے
بلبل کی نہ فریاد کہیں گہر سے نکلجا ہے

سینے میں مرے عشق ہے سیم تنوں کا
آئی ہوئی دولت نہ کہیں گہر سے نکلجا ہے

نازک ہے کلائی او نہیں پہناؤ نہ کنگن
کپڑے کی طرح پوست نہ زیور سے نکلجا ہے

یہ ضد ہے کہ بیعت نہ فقیروں سے ہو منظور
دولت بہی اگر دست تونگر سے نکلجا ہے

۲۱۴

عاشق گل رخسار صنم کا ہو نظارا
جب سلسلۂ زلف معنبر سے نکلجا ہے

۲۰

ایکیا سے جب اندہیرا گہر سے
سوئے مرقد ہیں کہ گہر میں مر سے

بوسۂ لب کے عوض سے دم بھر رہے
ہم حباب چشمۂ کوثر رہے

بچپن میں سے بھی ہلاہل ہو گئی
کس قدر شیشے تجھے مجھسے بھر رہے

کون کہتا ہے کہ تنہا بیٹھیے
ہم رہین شیشہ رہے ساغر رہے

عمر کاٹی ہجر تیغ یار میں
عندلیب گلشن جوہر رہے

خون اگر سینہ اگر یبان گیر ہو
دامن مژگان لہو سے تر رہے

دل محبت میں رہا شیشے کی چور
ہمیشہ مشتاق لب ساغر رہے

قبر پر لازم ہے جھاڑو دے کوئی
آئینہ تا گور اسکندر رہے

وحشت میں غیروں نے سنی دی ہمیں
آشنا اپنے کہاں سب مر رہے

کون قاصد اوسکے کوٹھے پر گیا
طالب معراج پیغمبر رہے

ایک ساعت میں چمک کر بجھ گئے
ہم چراغ خانۂ بے زر رہے

خار خار غم نے دل کو بھر دیا
کس قدر اس گنج میں نشتر رہے

صاف باطن کے نہیں کھلتے ہنر
انگلی میں جس طرح جوہر رہے

سرو کی قامت نظر سے گر گئی
چشم بد دور آپ بالاتر رہے

آنکھ تیری پھرتے ہی محفل نہ تھی
صبح تک اولٹے ہوئے ساغر رہے

سینہ میرا چیرئیے سر کاٹیے
پھر نہ درد دل نہ درد سر رہے

گرمی خورشید کی ایذا نہیں
حشر میں بھی خوب دامن تر رہے

جب چڑھائے جام عینک چڑھ گئی
مثل آنکھوں کے مجھے ساغر رہے

مال سے یہ پاؤں کا کرتا ہے کام
ہاتھ وہ چلتا ہے جس میں زر رہے

۲۴	کھینچو عاشق نالۂ گردون شگاف گنبدِ افلاک کیون بے در رہے	۲۱۴

قرب ہے جذب عشق کامل سے — پردے سب اوٹھ گئے مری دل سے

وہ بھی میری طرف ہین مائل سے — کہتے ہین راہ دل کو ہے دل سے

جان دیتے ہین اسے پری پیکر — پیار کرتے ہین آپ کو دل سے

اوس پری کو اوتار کر دیکھے — شیشہ چھٹ جای دست عامل سے

دیکھتے رہ گئے وہ حیران وار — آئینہ اوٹھ گیا مقابل سے

زلف سے ہے سحر چشم سے خاموش — نالہ رکتا نہین سلاسل سے

مجکو بیجا نہ باغ مین اے گل — بحث پڑ جاے گی عنادل سے

دختر رز کی جہانک تاک رہی — ہمنے توبہ کبھی نہ کی دل سے

بوسہ لیکر بھی کچھ بھلا نہوا — تمنے کیسا دیا برے دل سے

فرق کیجے فدائیون مین ذرا — کون ہے منہ سے کون ہے دل سے

دل دشمن عدم سے ہے ہمراہ — راہ زن بھی ہے ساتھ منزل سے

اوترے کشتی سے جب وہ بحر صفا — موجین ٹکرائین سر کو ساحل سے

نقطۂ انتخاب خال ہے — رونق روے یار ہے تل سے

نہین مٹتا رقیب کا کھٹکا — خار اولجھا ہے دامن دل سے

اے فلک توبہ کرکے کہتا ہون — عرش ہلجاے نالۂ دل سے

بند بند اونکے ہین جدا تہ خاک — عقد سے کہلتے تھے جن انامل سے

مانگا بوسہ کسی نے مجھکو ملا
بخت چمکے صدا سے سائل سے

تمنے موقوف کی جو آمد و شد
آتی جاتی ہے سانس مشکل سے

بوسہ لیتے ہین غیر ابرو کا
یہ بھی خنجر اوتر گیا دل سے

قبر سے اوٹھے یاد رخ سے لیکر
ہے یہ قرآن ساتھ منزل سے

کہتے ہین تمکو جو مہ کامل
چاہتے ہین وہ اوپر ہی دل سے

آج ساقی نے مجھکو یاد کیا
پانی اوترا گلے مین مشکل سے

ناتوانی پہ اپنی روتا ہون
ٹوٹا اشکون کا تار مشکل سے

۲۱۴

عشق پیری مین بت کا اے عاشق
توبہ کیجے خیال باطل سے

۴۳

حد سے زیادہ یار کی انگیا پسند ہے
چڑیا کے پر سے طائر دل آہنین بند ہے

حیران ہون صلاح اونہین کیون پسند ہے
دیدار آنکھ سے صاف کہین چار بند ہے

موزون کیے ہین وصف سراپا ہے یار کے
مین نے غزل کہی ہے کہ ترکیب بند ہے

خوف نظر نہین سمجھے اسے شمع انجمن
دیکھا تو خال دیدۂ ناظر سپند ہے

کیا خاک آہ گرم سے گردون کو پہنچی
خوف شب فراق سے آواز بند ہے

میرے قدم سے نجد بلا خیز ہوگیا
مجنون سے کوئی کہدے ادہر راہ بند ہے

چرچا نہین شراب کا ماہ صیام مین
شیشے کی اس سینے مین آواز بند ہے

ہے سوز غم سے آگ بدن مین بھری ہوئی
منقل ہے آنکھ اشک کا دانہ سپند ہے

اللہ رزق دیگا تو لینگے اوسی سے ہم
فاقے سے آج بیٹھے ہین دروازہ بند ہے

احوال کہل گیا ورق کائنات کا
پھر دفتر عمل کا مرے ایک بند ہے

دیکھا تھا ایک روز کہیں اوسکو خواب مین
محشر بہی ہو گیا ہے مگر آنکہ بند ہے

حوروں ہو کہ رہا ہون ثنائے مکان یار
سیر قصور کیا ہے طبیعت بلند ہے

فریاد قید زلف مین کرتے ہین بے گناہ
انکا ہیر جسقدر ہو کچہ اونکو پسند ہے

کیا بوسہ ہائے لب کی حلاوت بیان کرون
مانند نیشکر کے مرا بند بند ہے

مجروح کی خوشی سے ہے قاتل کو انفعال
ہنستے ہین میرے زخم اونہین ریش خند ہے

تار نظر پہنچ نہ سکا بام یار تک
کوٹہا بہت بلند ہے کوتہ کمند ہے

مرکر ہو ترک عشق صنم کس امید پر
راضی خدا نہین ہے در توبہ بند ہے

فریاد دل کی سنکو یہ بولا وہ بے حسن
آواز آشنا ہے نہایت پسند ہے

کرتا ہے یار اس سے اشارون مین گفتگو
آنکہون کی شعبدون سے دہن سحر بند ہے

ترجیح مجہسے دیتے ہین فرہاد و قیس کو
جسکو مین دیکہتا ہون وہ مردہ پسند ہے

مضمون اسمائین زلف شکن در شکن کے ہین
ہر جا زمین شعر مین پست و بلند ہے

تن گوشت کہا گیا ہے فقط استخوان ہین
مدت سے ایک شیر کٹہرے مین بند ہے

رنگت کی آب و تاب مین خوشبو عجیب ہے
دیکہو طلائی رنگ کا سونا سگند ہے

ہرگز پہنسون نہ جانکے کاکل کے پیچ مین
کالی کی دوستی مین خیال گزند ہے

خط سور کی طرح لب شیرین کے گرد ہے
شکر ہے یہ نہ شہد نہ مصری نہ قند ہے

پانی کے بہی سوال مین جاتی ہے آبرو
کسکو طلب بغیر خدا کے پسند ہے

دل کہنچ گئے ہین سیکڑون کرکے جال مین
انگیا کا جو ہے بند بلا کی کمند ہے

آئی ہے ساتھ اوسکے سینے سے یہی صدا
میری طرح جگر بھی مرا دردمند ہے

ضرب المثل ہوے مرے اشعار لاجواب
مصرع ہر ایک وعظ ہے ہر بیت پند ہے

ٹکرا کے گئے حباب نہ سینے کے ایک روز
انگیا کا ہے یہ گھاٹ کہ پانی کا بند ہے

بعد از فنا ہے یہ تعلی غبار مین
دو چار ہاتھ بام فلک سے بلند ہے

ترکیب عرض کو بھی اجابت مین دخل ہے
میری دعا وہ ہے کہ خدا کو پسند ہے

۲۱۵ — ہر بیت مین بھرے ہین مضامین آبدار
عاشق یہ صاف طرز کمال خجند ہے — ۱۶

کلفت گئی غزل کی ثنا سے شراب سے
یہ بھی زمین پاک ہوئی آفتاب سے

دہوجائیگا لوث گنہ کا شراب سے
تر دامنی اٹھائینگے ہم آفتاب سے

وصلت مین زلف یار کے سب بل نکل گئے
آگاہ میرے دل کو نہی پیچ وتاب سے

چمکا نہ آفتاب کبھی آکے ابر مین
اک برق کوندتی ہے تمہاری نقاب سے

حسرت مین تیرے سائل دیدار مر گئے
پردہ اوٹھا کبھی نہ رخ لاجواب سے

سونا ملا ہے جہان سے مجرم کو قبر مین
اکسیر پائی خاک در بوتراب سے

کیا تاکتے ہو مجھ کو کہ کشتی مین ہین تم
بو آتی ہے جلے ہوے دل کی کباب سے

نازک دلون سے غیر کا صدمہ نہ اوٹھ سکا
ٹوٹا ہے دل ہمارا شکست حباب سے

تمنے نقاب منہ سے نہ اولٹی تو کیا ہوا
آنکھین لڑائین ہمنے رخ آفتاب سے

دل میرا غرق بحر تحیر ہے وصل مین
پستان یار ہین کہین نازک حباب سے

وعدیکا تھا خیال وفا تھی مزاج مین
پیمان شکن ہوئے ہین وہ عہد شباب سے

پردہ سے رنگ عارض گلگون نظر پڑا
تر ہوگئی نقاب بہی چہرے کی آب سے

پونہچین بنا سے تن مین شگستین ہزار ہا
او کہڑا نہ دل مقام جہان خراب سے

کیا خاک قصر یار سے دون چرخ کو مثال
ذرے یہان پڑے ہین کرور آفتاب سے

رویا جو بزم عیش مین یہ غرق بحر غم
آواز آبشار کی نکلی رباب سے

٢١٦	عاشق سوال وصل بتون سے عبث کیا نکلے جواب کیا دہن لاجواب سے	١٦

ہمسے روٹھے تہے وہ خود آکے ملے
ہم بہی کچھ آج کہو سے جاکے ملے

سب کے دل مین ہوئی جگہ اپنی
سیکڑون گھر ہمین خدا کے ملے

نہین مٹتی بگاڑ کی صورت
جب ملے ہمسے منہ بنا کے ملے

بوسۂ خط سے پہر ہرا ہے بدن
زہر کو بہی اثر دوا کے ملے

اب کہلا وہ پری ہے دشمن جان
پہلے انسان آزما کے ملے

سحر آنکہون مین معجزہ لب مین
تمکو گیسو بہی ہین بلا کے ملے

خود بخود ہوگئے ہین سب بت رام
کیا عوض طاعت خدا کے ملے

انتہا اسکے وہ ہمکو کہتے ہین
آپ ایک دوست انتہا کے ملے

وصل ہوتے ہی آئے صبر و قرار
آج چہوٹے یہ سالہا کے ملے

چاہیے دل کے کہنے پہ چلنا
نہین ممکن وہ آپ آکے ملے

حیف پیری مین گوہر دندان
آبرو کی طرح نہ جا کے ملے

کچھ تو بل پڑگیا عبث ہین
ہمسے گیسو جو پیچ کہا کے ملے

بحر عالم کی ماہیت دیکھی	آشنا دشمن آشنا کے سلے
خانۂ تن کی دل سے قدر ہوئی	رب تھے قصر جہان نما کے سلے
بل کی سے لیتے ہین قید گیسو مین	ہم بلاکش بھی ہین بلا کے سلے

۲۱۷	جذبہ و شوق ناتوانی مین بدلے عاشق کو دست و پا کے سلے	۳۰

جوڑے سے کیا نمود ہے حسن حضور کی — قلہ ہے کوہ قاف کا چوٹی ہے طور کی

کچھ دل لگی شراب مین تھی وہ بھی دور کی — توڑا ہمارے دل کو صراحی بھی چور کی

نحوست سنائی غیر کو قرب حضور کی — شیطان ہو سزا بھی ملیگی غرور کی

کس کام کا وہ حسن کہ جس سے ہو آنکھ بند — کیا مدح آفتاب قیامت کے نور کی

ہوتی نہین پلک سے پلک آشنا کبھی — یہ آنکھ منتظر ہے تمہارے ظہور کی

پونہچا کبھی نہ غلغلۂ حشر کان مین — نالون سے میرے دب گئی آواز صور کی

کیا مرتبہ ہے جلوۂ رخسار یار کا — آنکھون مین بٹ گئی نہ بچی خاک طور کی

رونے سے رونگٹون کو یہ بالیدگی ہوئی — میرے بدن کی کھال قبا ہے سمور کی

مردے ڈرین جو میرا سیہ خانہ دیکھ لین — کیا اس سے بڑھ کے ہوگی اندھیری قبور کی

ابر و ہوا و مطرب و مینا و باغ ہے — خالی جگہ ہے بزم مین لیکن حضور کی

پہلو کا زخم جا سے جریدہ ہے قبر مین — ہے حشر تک بغل مین نشانی حضور کی

ابرو ہے کج نگاہ ہے کج زلف مین ہے بل — عالم سے پھر گئی ہے طبیعت حضور کی

بگھی کی روشنی سے یہ پہلی سڑک چھٹو — جاتی ہے کہکشان پہ سواری حضور کی

آدم کی طرح غیر سے کیجے نہ مشورہ — شیطان سے صلاح نہ لیجے امور کی

پڑھتا ہوں شعر ساقی کوثر کی وصف میں — بو آتی ہو دہن سے شراب طہور کی

لکھتا ہوں ایک مطرب داؤد وش کو میں — فولاد کے قلم سے عبارت زبور کی

عیسی ہو تو جلا کے نہ دادو دہش — پہلے دوا بتاؤ دل ناصبور کی

ہے اعتدال آب و ہوا ملک عشق میں — مضمون بیان سے کرتے ہیں باتیں شعور کی

سیدا ہے آج گور شہیدان عشق پر — کیا نور سے رہا ہے سفیدی قبور کی

پر لگ گئے بہشت کو تعریف یار سے — شاخیں لگیں درخت میں بال طیور کی

کیا لکھنؤ کی بستی طالع بیان کروں — ہیں کوٹھیوں میں چاہ کی اینٹیں قصور کی

کس طرح گھر کو جائیے کا بیٹھیے ابھی — برخاست ہو گئی ہے سواری حضور کی

آنکھوں میں میری بادۂ جنت ہو جائے گا — کوٹھی سے ہے میرا قلب شراب طہور کی

ہیں کچھ صدائے آہ میں دل کی شکایتیں — آتی نہیں سمجھ میں پر آواز دور کی

اونچے پہ جو بہشت نہ چڑھیگا گریگا کیوں — افتاد کا پتا ہے بلندی قصور کی

سوز دروں کو اور بڑھاتے ہیں استخوان — پسلی ہر ایک بنگئی لکڑی تنور کی

جو پاسے حال یار ہوئی جب حواس آ — پوچھی مسافروں سے خبر ہمنے دور کی

قرب فقیر خاک نشین سب سے بڑھ گیا — موسی کا واسطہ ہے نہ حاجت ہے طور کی

بوئے نہ تخم وطف جو موسی کی قلب میں — آتی صدا درخت سے کیونکر حضور کی

عاشق زبان ور کی محرم قریب ہے
ماتم میں تذکرے کرتے ہیں باتیں سرور کی

یا علی مجکو ہے نادیدہ محبت تیری
خواب مین کاش میسر ہو زیارت تیری

عاصیون پر نظر رحم ہے عادت تیری
خصلت احمد مختار سے ہے خصلت تیری

طاعت خالق عالم سے ہے طاعت تیری
ہو ولی وہ بہی کہ جسکو ہے ولایت تیری

جنگ مین بہی تجہی منظور رہی نفس کشی
افضل طاعت عالم ہوئی ضربت تیری

حکم فرزند کا تیرے ہو جہان مین جاری
وہ بہی دن آئے کہ مین دیکہون حجت تیری

تونی طاعت مین سلیمان کی انگوٹہی دیدی
مصحف حق مین ہی منصوص سخاوت تیری

نام ہو تیری حکومت سکے وہ مرجاتا ہے
کانپے کافر کے جگر مین ہے یہ دہشت تیری

اس سے حجت کا ہون مشتاق زیادہ تر مین
تیرے فرزند سے ملتی ہے شباہت تیری

تو ید اللہ ہے تلوار ہے قہر اللہ
پر جبریل سے پوچہے کوئی ضربت تیری

تجہے آقا کے غلامون کو نہین خوف عذاب
سختی قبر نہ دکہلائے گی ہمت تیری

لامکان پر تری آواز سنی احمد نے
باطنی ہو گئی معراج مین شرکت تیری

عید نوروز ہے تیرے شرف مسند سے
قبلہ کعبہ ہوا ہونے سے ولادت تیری

خاص اپنا قدح شیر دیا دشمن کو
رحمت حق کی طرح عام ہے رحمت تیری

تیرے ہاتہون سے شجاعان عرب زیر ہوئے
باعث شہرۂ اسلام ہے ہیبت تیری

ہو کہ مین صبر جو تجہسے ہوا شاہد ہے خدا
ہل اتی مین ہے ہوئی ذکر قناعت تیری

جنگ خیبر مین ہوا ناد علی یون نازل
نہ پیمبر کو گوارا ہوئی فرقت تیری

تیرا آقا ہی علی سیر کی طرح ہے اے مہر
تیری طاعت کی علامت ہے یہ حجت تیری

روش عصیان کا نہین خوف ترے شیعون کو
کیونکہ سب جانتے ہین پاک ہے طینت تیری

کیا تماشا ہی کہ یہ شرک ہی عین اسلام — شرط ایمان موحد ہے محبت تیری
ابتدا مین ہوا کعبے مین تولد تیرا — انتہا مین ہوئی مسجد مین شہادت تیری
پاشکستہ ہون مرا ہاتھ پکڑ لے یا شاہ — مدد بے سر و سامان تو ہی خصلت تیری
کس طرح ہوگا گوارا تجھے انکا الزام — شمل فرزندون کے شیعون پہ ہی شفقت تیری
کئی باری در دولت پہ ہوا ہون حاضر — کھینچ لائی ہے مجھے سند سو الفت تیری

۲۱۹	ایسا اسباب مہیا ہو کہ عاشق تیرا مطمئن ہو کے نجف مین کرے خدمت تیری	۱۵

آہ کرتا ہے جو یہ بیمار اوٹھتے بیٹھتے — وہ بھی بیتابی سے ہین ہربار اوٹھتے بیٹھتے
میرے زندان مین ذرا سے ٹک کرو آرام تم — ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے
سیکڑون بل پڑتے ہین اونکی کمر مین ناز سے — ہلتی ہے جب کاکل خمدار اوٹھتے بیٹھتے
مین بٹھاتا ہون وہ اوٹھتے ہین کہ انکے گھر کو بین — میرے اونکی ہوتی ہی تکرار اوٹھتے بیٹھتے
آمد و شد نے احبا کی کیا بیمار اوسے — پڑ گیا آخر کو یہ آزار اوٹھتے بیٹھتے
اوبت سفاک ابھی جانا نہ مقتل سے کہین — آتے ہین جیسے نحیف و زار اوٹھتے بیٹھتے
اوسکے کوچے تک پہنچ جاتے جو ہمسے ناتوان — ہمرہ خاک در دلدار اوٹھتے بیٹھتے
سیکشتی آٹھون پہر رہتی ہی کچہ گنتی نہین — جام پی جاتا ہون مین دو چار اوٹھتے بیٹھتے
شمل مسجد خانہ بت مین جو ہوتا اذن عام — چار آتے چار جاتے چار اوٹھتے بیٹھتے
چشم گریان سے مٹایا آپ کرد دل کا غبار — ابر دیکھا خاک دیکھی یار اوٹھتے بیٹھتے
اضطراب دل سے ہین لاچار ہم اے ہمنشین — کیون تڑپتے کیون بھلا بیکار اوٹھتے بیٹھتے

زیر سایہ اوسکے ہین رہتا اگر لیکر مکان
وہ پری دیتا مجھے آزار اوٹھتے بیٹھتے

اپنے کوچے ہین جو دیتی قبر سی ٹیرہ کر زمین
بعد میرے میرے ماتم دار اوٹھتے بیٹھتے

اضطراب دل نے شدت کی تو آنسو تہم گیے
ٹوٹتا آخر ہو تیون کا ہار اوٹھتے بیٹھتے

۲۴۰	جو مدد کرتے ہین عاشق اونکو مشکل ہین پکار یا علی کہہ اے دل بیمار اوٹھتے بیٹھتے	۲۱

اوس زلف سے ملکر ہوا بیگانہ ہمین سی
اب لیتا ہی پل کی دل دیوانہ ہمین سے

کیا ہی کہ ترکا رہتا ہے میخانہ ہمین سے
کچھ دل ہین بھرا رہتا ہے پیمانہ ہمین سے

سلجھا دن جو بالون کو تو کہتی ہین یہ زلفین
ہر وقت اولجھ پڑتا ہی دیوانہ ہمین سے

ساقی تری محفل ہین ہین سرشار ہزارون
کیا ٹوٹتا ہی شیشہ و پیمانہ ہمین سے

ہم خاک بہی ہو جائین تو ساقی کی رہین گرد
بہر جاے فضاے در میخانہ ہمین سے

کیا کیا نہوا پہر فلک سی نہ دبے ہم
نکلا ہے یہ انداز جدا نانہ ہمین سے

دیوانے نہوتے تو اوترتین بہی نہ پریان
گہر آپکا بنتا ہے پری خانہ ہمین سے

ساقی نہ دیا آج جو منت سے ہمین جام
کل توڑین گے مل کر در میخانہ ہمین سے

دلسوز ہین دروازے سی اوٹھوا و نہ ہمکو
روشن ہی چراغ در کاشانہ ہمین سے

دل غم سے بہرا غیر کو بہر بہر کے دیے جام
خالی نہوا لے لیا پیمانہ ہمین سے

دل توڑ کے کہتے ہین کہ تہی نشہ ہین ہم چپ
ہان ٹوٹ گیا آج یہ پیمانہ ہمین سے

بہر دیتے ہین کیا غیر تبا وہ ہمین ساقی
ہو جاے گا خالی ترا میخانہ ہمین سے

ہین بادشہ ملک جنون روز ازل سے
کچھ مانگ لیا قیس نے ویرانہ ہمین سے

ساقی کو کسی اور کا کھٹکا نہ رہے گا
ٹوٹا ہو نہ قفلِ درِ میخانہ ہمین سے

خاک اوڑنے لگی جو درِ عیش کیا بند
آباد ہے ساقی ترا میخانہ ہمین سے

چھپ کر جو وہان جاؤن تو کہتی ہین آئینہ
بجھتا ہے چراغ درِ کاشانہ ہمین سے

مجنون سے غزالون سے محبت ہوئی تو کیا
پریون سے جنون مین ہوا یارانہ ہمین سے

جنگل مین جسے شام ہوئے نام ہمارا
ڈرتی ہے بلاے شبِ ویرانہ ہمین سے

خطِ رخ گلرنگ نہین زہر کسیکو
صندر کہتا ہے یہ سبزہ بیگانہ ہمین سے

باتون مین رعایت سے اشارون مین کنایہ
سیکھی ہو تم انداز ظریفانہ ہمین سے

۲۲۱

اسکو بھی حسد عاشق دل چاک سے ہے کیا
زلفون مین اولجھتا ہے بہت شانہ ہمین سے

۲۳

خونابہ پیغام کی دلبر نہین رکھتے
بت کیسے خدا ہین کہ جمیر نہین رکھتے

سر کاٹ چکے سر دہو اجسم تڑپ کر
اب کیا ہے کہ تم ہاتھ سے خنجر نہین رکھتے

گھائل ترے ابرو کے تڑپتے ہین ہمیشہ
سر کاٹ لین وہ آپ یہ خنجر نہین رکھتے

نکلا نہ کبھی کام صفائی سے ہمارا
آئینہ ہے دل بخت سکندر نہین رکھتے

بودی ہے شرہ ٹوٹ کے رہجائیگی دل مین
فصاد بھی اسطرح کا نشتر نہین رکھتے

ظاہر مین سیاہی ہو نہ باطن مین سیاہی
اسواسطے بالون کو قلندر نہین رکھتے

دل پھیر دو میرا جو صفائی نہین ہوتی
آئینہ مکدر رکھتے ہین مکدر نہین رکھتے

جتنا تھا لہو جسم مین ہم رو چکے اوتنا
آنکھون مین کچھ اسکے بار سمندر نہین رکھتے

اب سیر زبانی کی ہمین خوش نہین آتی
آزاد بہت دن کہین بستہ نہین رکھتے

جب سے مری آہوں سے پہنچا ہے یقینی
وہ کون سے دن ہاتھ جگر پہ نہیں رکھتے

ہے گھر میں سوا کوچۂ گیسو سے اندھیرا
ہم خود ہیں بلا زلف کا کچھ ڈر نہیں رکھتے

واللہ ہوا عشق سبب جور بتاں کا
ہم حوصلۂ نالش محشر نہیں رکھتے

حیرت ہے کہ آنسو کی لڑی بنتی ہے کیونکر
ڈورا نہیں سوراخ یہ گوہر نہیں رکھتے

ٹوٹے ہوئے دانتوں کی دہن میں نہیں زینت
نکلے ہوئے پھر سیپ میں گوہر نہیں رکھتے

ہم داغ جنوں رکھتے ہیں با طوق و سلاسل
کچھ زر نہیں رکھتے کوئی زیور نہیں رکھتے

تقدیر کے پھرنے کو علامت نہیں درکار
سرگشتہ ہیں گو پاؤں میں چکر نہیں رکھتے

چلنے لگے پنجوں پہ فلک پر ہے دماغ آج
سر کاٹ کے وہ پاؤں زمیں پر نہیں رکھتے

آنکھوں میں ہے گھر آپ کا دل میں ہے جگر میں
گو آپ حقیقت میں کہیں گھر نہیں رکھتے

ہم کیا ہیں کہ جو حوصلۂ دید جتائیں
دیدار کی طاقت تو پیمبر نہیں رکھتے

منظور نہیں کچھ دن کے لیے سیر جہاں کی
ہم گھر نہیں رکھتے کہیں بستر نہیں رکھتے

ہمسائگی گور غریباں سے ہے آرام
تکیہ نہ ہو تو ہاتھ سے بستر نہیں رکھتے

قابل ہیں شکستوں کی مکدر ہے دل اپنا
ہم تیغ گلی ہیں کوئی جوہر نہیں رکھتے

۲۸	عاشق وہ چلے آئیں کہ ہم کو وہیں بلوائیں قسمت وہ نہیں ہم وہ مقدر نہیں رکھتے	۲۲۲

قیامت تک نہ نکلوں گا بہشت کو ہی جاتا ہے
یہ وہ جنت ہے جس میں تخلیہ ہے حور و غلماں سے

کروں میں چند ہو نہ کیوں الجھا کیں خار مغیلاں سے
لڑا ہے میں جنوں کب رہتا ہے گریباں سے

کدورت ہے ہمارا دل بنا ہے کیا صفائی سے
کسی نے گرد جھاڑی ہے کبھی صحرا کی داماں سے

فلک مین مجھ مین ہے نمرود و ابراہیم کی نسبت
چمن پھولا ہے دل مین آتش داغ عزیزان سے

سمجھتے ہین تری تخچیر اسکو گریۂ شادی
ٹپکتے ہین لہو کے اشک چشم زخم خندان سے

جو اپنے لوگ کیون پیرایۂ مضمون افسردہ
کسیکو نفع کیا ہو چادر گور غریبان سے

مصیبت پر کسیکی جو ہنسا گویا چھری ماری
پڑے ہین گھاؤ دل مین ریشخند زخم خندان سے

مطیع نفس امارہ ہے قید زندگی مین دل
رہائی پائی تھی یوسف نے ملک اہل زندان سے

خراش ناخن غم کو مٹایا دست وحشت نے
قبائے جسم مین ٹانکے دیے تار گریبان سے

جتاتا ہے مجھے بیکار زاہد لذت عقبے
کہ آدم خواہش دنیا مین نکلے باغ رضوان سے

لباس شعر مین قیدی ہے مضمون طبیعت اے دل
سوا ہے جامۂ تن روح کو کیا کام زندان سے

ہوئی گردن ہے وہ شمع تجلی اسے پری پیکر
کہ پروانے ہزارون لپٹے رہتے ہین گریبان سے

ہین وہ دیوانہ آتش قدم ہون دشت وحشت مین
نہ گردانی گریبان تک الجھا خار دامان سے

ملا مجھ زار کو وحشت مین یون سامان عیاری
کمند قصر جانان بن گئی تار گریبان سے

سواد خط کا قند لب سیب کیا ہو وہین گم ہے
ہجوم مور سے شیرینی سیب زنخدان سے

وہی نازک دماغی ہے ترے لاغر کی سودے مین
کہ سر پھرتا ہے دید گردش چشم غزالان سے

جلا پیکر جلا بستر جلا گھر آتش غم سے
نہ برسا یا کبھی مینہ تھنے پل بھر ابر مژگان سے

جنون مین سنگ طفلان ہی بچے محبس ملا کہنہ
یہان بھی رات دن گرتی ہین پہلی سقف زندان سے

صفا سینے کی دیکھین کھولکر تو بند پیراہن
الگ کر لیجیے جو کان ذرا گوے گریبان سے

نہین معلوم کب سے قید کی کڑیان اٹھاتا ہون
سنا ہے زنگ سنکر جھڑ گیا ہے قفل زندان سے

زمین شعر کی مٹی سے نکلے گوہر مضمون
فلک نے بحر مین موتی بنائی آب نیسان سے

ہمیشہ عاشقوں کے دم پہ چڑھتی ہیں پری پیکر
نہ پوشیدہ رہیں بلقیس کی ساقیں سلیمان سے

سپیدی خانہ مرا چمکیگا اوس برق تجلی سے
پھرے زندان کو دن اک وہ دیکھو ماہ کنعان سے

غبار راہ میں پھیلا ہے نور اسے شہسوار الیا
کہ سر کا وہی ہیں ہالا ماہ کا ہے گرد جولان سے

ہزاروں وصل کی شب ذرہ افشانی کی جگنو نے
ستارہ گر پڑا ٹوٹا اگر تکمہ گریبان سے

مری لخت جگر لیکر چھپو اپنی مژگان میں
کلیجا غیر کا توڑینگے پھر یہ تیر پیکان سے

ہر اک مشتاق کی آنکھیں لگی رہتی ہیں ڈیوڑھی پر
نہیں دیکھا در دلدار کو خالی نگہبان سے

۲۲۳	فصیحان جہان سے شہرۂ اعجاز مصحف ہے سخنگوئی کی عاشق داد ملتی ہے سخندان سے	۲۲

باغ جہان میں سو کہ سکے ہم یا ور رہے
یون سر سبز نخل خشک پہ جیسے ثمر رہے

وہ مہروش رہے جو مقابل تمام شب
داغ جگر بھی چار پہر تک قمر رہے

سودا انہو تو یار بھی پرسان حال ہے
صحرا کو میں نہ جاؤن تو آباد گھر رہے

سرگشتگی نے خاک کیا ہمکو اس لیے
ریگ روان کی طرح ہمیشہ سفر رہے

لو ہم سنائیں گے نہ شب غم کی داستان
اچھا بتا وہ اپنے دنون تم کدھر رہے

بوسے لیں تو یوں لب دندان کو چوسیے
یاقوت کا نہ رنگ نہ آب گہر رہے

اسکو تو آنکھ مارین اشارہ نہ اوس سے ہو
اونکی نگاہ پہ جو ہماری نظر رہے

جانے دیا نہ خط نے ذقن تک کسی طرح
ہم نہ ہو کہا سکے آج سیب چاہ پر رہے

دکھلا دو زلف کو تو بتا دوں کلابتون
بل کہا سکے بال بال پہ تار نظر رہے

پہچانا نہ کچھ کہا نہ وہ آئے نہ میں گیا
یہ چار داغ دل پہ مری عمر بھر رہے

پھرا کرون کبھی جو مہینون کے بعد بھی
ہوتی نہین خبر کہ کہان تھے کدھر رہے

مجنون سے بھی سوا مین رہا دشت نجد مین
ونک بدن مین سر پہ مرے جانور رہے

ٹوٹے تب فراق مین داغون سے ہاتھ پانون
کثرت سے شاخ نخل بدن مین ثمر رہے

لچکی کمر جو زلف کے ملنے سے یون کہا
یا یہ بلا ہو زلف رہے یا کمر رہے

نخوت کی یہ دوا یہ علاج غرور ہے
آئینہ میرے قلب کا پیش نظر رہے

کیا سوئے خواب مرگ سے بدتر یہ خواب تھا
تم اپنے گھر گئے تو یہان ہم بھی مر رہے

پستان سخت سے ہے قد یار پر مثال
وہ نخل ہے کہ خام ہمیشہ ثمر رہے

بل ہین کمر کے بال ہین گیسو کے پیچ سے
سیدھی رہی جو زلف تو سیدھی کمر رہے

بجھ بجھ گیا چراغ یہ گھر مین دھوان گھٹا
گیسو مری نگاہ مین جو رات بھر رہے

دست جنون کو قصد جو دامان شب کا تھا
پنجے مین آفتاب کے جیب سحر رہے

دن کو کہین پھرے وہ رہے شب کو میرے گھر
غیرون کے آفتاب ہمارے قمر رہے

۱۷	عاشق ہوئے ہو پیر گیا موسم شباب اوٹھو سحر ہے خواب مین تم رات بھر رہے	۲۲۴

دنیا سے ہے سفر دل مایوس ساتھ ہے
داغ بہار عمر ہے افسوس ساتھ ہے

شب کو جو پیرہن سے نکلتا ہے تو جسم
ہمراہ میرے یار ہے فانوس ساتھ ہے

سنگین دلون کی شوق مین نالان ہوا ہے دل
بت پوجنے کو جاتے ہین ناقوس ساتھ ہے

اے ترک بعد فتح کے ہٹ کر لگا ہے
گو سر جدا ہے اپنے جسم پابوس ساتھ ہے

کوچے سے اونکے ہے دل پر داغ ساتھ تھا
آدم ہوئے باغ بہشت سے طاؤس ساتھ ہے

آواز گریہ سے دل پر داغ کو ہو وجد
باران کا شور جلوۂ طاؤس ساتھ ہے

آزاد ہیں فقیر یہ ہم مانتے نہیں
بے قید تن ہو روح تو محبوس ساتھ ہے

چھپ چھپ کے آئے غیر مجھے ہو گئی خبر
دل کیا دیا ہے آپکو جاسوس ساتھ ہے

صدمہ اوٹھا ہو دل کے جو کہنے پہ ہم چلے
اب تجربہ ہوا کہ یہ منحوس ساتھ ہے

خلوت نشین حبیب ہے پروانگی نہیں
پروانو آج شمع کے فانوس ساتھ ہے

ہیں دل میں داغ ہجر جنازے پہ مورچھل
طاؤس پاس ہجر پر طاؤس ساتھ ہے

بیشک حفاظت دل روشن ہو جسم سے
جامہ بدن کا صورت فانوس ساتھ ہے

راہ عدم میں روح نے چھوڑا تو کیا ہوا
دل جس سے جسم زار ہو مانوس ساتھ ہے

غربت میں آشنا ہیں نہ ہمراہ ہیں عزیز
جان حزیں ہو یا دل مایوس ساتھ ہے

چھلے کا گل چراغ کی صورت ہو جلوہ گر
ہاتھ آستین میں ہو کہ فانوس ساتھ ہے

مغموم دل ہو شہر خراسان سے کیوں پھرے
شوق جوار قبر شہ طوس ساتھ ہے

۲۲۵	عاشق ہمیشہ سر پہ لپیٹے رہو کفن کپڑوں کا غم نہیں جو یہ ملبوس ساتھ ہے	۱۰

کسکی دوا کروں میں کہ ہر کی خبر رہے
دلکی خبر رہے کہ جگر کی خبر رہے

سنکر صدا ہو آہ کو سننے اوڑا دیا
یہ کچھ نہیں پر اسکے اثر کی خبر رہے

زلف دراز یار نزاکت کو ہے وبال
گیسو بڑھائے سو کمر کی خبر رہے

پرسان حال غیر کی دولت کو ہو قیام
خیر اپنی ہے جو اور بشر کی خبر رہے

دیوار پھاند جائیں گے دربان پاسبان
باہر کا بند و بست ہو گھر کی خبر رہے

پیری مین زاد راہ عدم کا خیال رکھ
اب کوچ ہے قریب سفر کی خبر رہے

اسبند کرکے آپ اوٹھئے نقاب کو
محفل مین نیک و بد کی نظر کی خبر رہے

خشکی تری کا آپ ہی کیجے ذرا سفر
سوکھے لبون کی دیدۂ تر کی خبر رہے

جو بچ سکے بچائیے سوز فراق سے
اے دل تو پھک چکا ہی جگر کی خبر رہے

۲۲۶	عاشق خیال یار مین یون محو ہو جسے باہر کا ہو خیال نہ گہر کی خبر رہے	۴۷

پہنچ جاتی ہین ہم مین سند کھولی کمر باندھے
عدم نزدیک ہے انسان کیون زاد سفر باندھے

بندھی ہین آج کل طرار زلف یار کے تیور
گرہ مضبوط اپنی خوب بالی کا گہر باندھے

بلے دل کو پھنسایا دام گیسوی مسلسل مین
عبث صیاد پائی طائر بے بال و پر باندھے

کیس تیغ نگاہ ناز کا ہے خوف عالم کو
کہ سب کی پتلیان آنکھون کی رستی مین سپر باندھے

ہماری عمر گذری باغ عالم مین نہین جانا
کہ کسکے پر کبہی صیاد نے واکے کہ پر باندھے

تلاطم ہے بہت آب دم دار ان مین ان روزون
مگر لب بند سیلاب چشم آب گہر باندھے

نگہ سے قتل ہے منظور تو راست کو آنا
نہ ڈہٹ بندہی ہی کوئی راہ مین تیغ نظر باندھے

نہ چہوڑی دید رخ انکہین نگاہ وہ جو غصے مین
نہ پا در زلف مشکین جا و مشکین اگر باندھے

عدم کی راہ ہو اعمال نیک اپنے جہیا لو تم
لٹے گا راہ مین دکھلا کے جو زاد سفر باندھے

ہماری آہ سوزان نے حفاظت کی تیر گہر کی
مثال شعلہ جوالہ چکر رات بھر باندھے

مری قاصد پہنچی تیغ یون غصے سے فرمایا
کسی کا نامہ پیرا آتا ہی کاغذ کی سپر باندھے

[illegible] کا کشتی کیا کسے جہانکا کستے تا کا
ہزارون آتی طوفان اگر میری گہر باندھے

نہیں پورے جو اُنچھی ہین سب یہ آپ شیرین کے
نہین گانٹھین جدائی نے دیا آپ نیشکر باندھے

غزل کی شعر گم ہونے لگے اسوجہ سے جمنے
نہ مضمون ہین باندھا ہو نہ مضمون کمر باندھے

نہ ٹھہرے وہ مری گھر چار دن کتنی سماجت کی
گرا ہین پانون پر بھی ہاتھ بھی وہ دوپہر باندھے

نشانہ بن گئی مدت سے ہم تیر حوادث کا
ہمیشہ داغ سودا سے رہا سینہ سپر باندھے

زبردستی کریگا سامنا شیرین ادا اونکا
کمر عقد انامل کی طرح ہے نیشکر باندھے

اندھیرا اگئیا مرقد ہین منعم کے بلا سے ہو
غریبون کی لحد پہ چھت کبھی تو ابتر باندھے

کمی ہو تیغ ابرو سے جو میری قتل ہین دم بھر
صف مژگان ابھی کاجل کی ٹکڑی سے کمر باندھے

کبھو دیتے ہین دھبا داغ کا ہرگز نہ چھوڑیگا
یہ کھوٹی دام دم بھر بھی نہ دامن ہین جگر باندھے

چھپایا گھر ہین اوس محبوب کو مانند بیخبر
سہرہ ہہبو مکڑی کی طرح تار نظر باندھے

لبون پر دم تھا بیٹھے ہین اس سے باری
کمر ہین آدمی ہتھیار کچھ وقت سفر باندھے

دعا سے بے اثر ہین آہ کو شامل کرون کیونکر
نہین دیکھا کوئی پیوند نخل بے ثمر باندھے

اسیران قفس پر رحم جب صیاد کو آیا
کسیکو ذبح کر ڈالا کسی طائر کے پر باندھے

سوا کھل جائین گے یہ زخم ہین تیغ تبسم کے
ابھی جرّاح ٹانکے دے نہ پٹی کھینچکر باندھے

سرائے دہر ہین تقاضا کیا یہ حکم جاری ہے
کوئی بیٹھے کمر کھولے کوئی اوٹھے کمر باندھے

۲۲۷

بہروسا داغ کا کیا ہے جو عاشق دل لڑاتی ہو
لڑائی پر نہین جاتا کوئی خالی سپر باندھے

۳۰

تصدیق دل کو ہے جو کلام مجید کی
مشکل قفل کی ہے مسہ نو کلید کی

دعا ری کا اشتیاق ہے دہشت وعید کی
کوٹھی سے چنچ گنج خدا سے وحید کی

جو زیست مین سنا تھا زبانی برید کی
مرکر وہ سنتون سو وہی گفت و شنید کی

درع جگر کو تیغ نگہ سے تراشیے
ہو دستخط ٹکٹ پہ نشانی رسید کی

یارب صراط پر ہو توقف مرا قلیل
آئے صدا نہ کان مین ہل من مزید کی

کھینچا نقیب تو عرق آیا حجاب سے
اوس گل سے یون گلاب کی ہم نے کشید کی

کرتی نہ کیون ثبوت یوسف کا اعتراف
بخشا شباب پیر زلیخا مرید کی

پچتائیے گا شکر لب کو چھپا کے آپ
میری زبان اثر مین زبان ہے فرید کی

کچھ مردہ دل سے مانگتے ہین زیست مین مراد
ہے جسم خاکسار کا تربت شہید کی

پردہ یہ تھا کہ پھیر دیے تھان یار نے
دیکھی جو آنکھ مست گئی رغبت خرید کی

وصل دوام عشق حقیقی کا ہے پسند
آیت مری زبان پہ ہے حبل الورید کی

ہر شب ہلال ابروئے جانان نظر پڑا
ہر صبح مین نے ماہ مبارک مین عید کی

دیدار یار نو کا جو پیکا ہے آنکھ کو
لذت ہے کان کو بھی کلام جدید کی

قاتل کی تیغ اوگل کے چلی میرے حلق پر
آہین زبان گئین ہین غضب کی کشید کی

کھینچون جو دل سے آہ تو کہتے ہین سو چکے
آواز آشنا ہے مگر ہے بعید کی

دل کشتہ ستم ہے بدن داغدار ہے
پھولون سے چھائی رہتی ہے تربت شہید کی

چھٹین نہ وہ ہون گرفتار تو کیا جینے مین بھی
منت کی بیڑیان نہین پہنین حدید کی

گھبرا گیا پہنچ کے وہان کچھ کا کچھ کہا
دل سے گرا جو سانس چڑھی تھی برید کی

طینت مین ہے فساد یہ آئی ہے جبر سے
آدم کی خاک جسم نہین ہے خرید کی

ظالم نہ اختیار پہ مغرور ہو کبھی
کیا چار دن رہی جو حکومت یزید کی

انجام بھی سر و رکار کے خیال میں
سمجھے سفر میں بھی دوائے مفید کی

ہے لفظ حمد کا بھی مرکب حروف سے
تعریف ہو لبید و حمید و فرید کی

تلوار پاس ہو جو نکلتے ہو رات کو
نص آئی ہے حدیث میں باس شدید کی

کچھ قبر میں کفن کے بدلنے کی فکر کر
ہے زیست میں ہوس جو لباس جدید کی

فرہاد کا ہے شغل دل داغدار کو
بلبل چمن میں مست ہے اپنی نشید کی

ایسی خوشی ہے قتل کی مجھ دل فگار کو
رنگین کی ہے خون سے پوشاک عید کی

پایا ہے قتل نامہ جو قاتل کے ہاتھ سے
فریاد بن گئی ہے سلامی رسید کی

مصرع ہوا جو طرح شگفتہ ہے دل مرا
تھی قفل باب طبع کو حاجت کلید کی

ہے سبز خون ناب سے گلشن حیات
جاری ہیں باغ جسم میں نہریں ورید کی

۲۲۸

عاشق فلک کا جور فراموش ہو گیا
جب ہم کو یاد آئی شقاوت یزید کی

۱۹

ربط اگلے وہ کہاں لطف ملاقات گئے
وہ زمانہ نہ رہا یار وہ دن رات گئے

باندھ کر حال کمر راہ فنا پیش آئی
لیکے ملک عدم آباد میں سوغات گئے

عین حکمت ہے کھلا حال نظر بازی کا
عاشق چشم جو پڑھنے کو اشارات گئے

دل لگی کے لیے دشمن سے بھی جی بہلایا
پاس زاہد کے پئے حرف و حکایات گئے

صبح نائم کی طرح آنکھ کھلی پیری میں
کیسی غفلت میں جوانی تری دن رات گئے

نیک و بد دہر کے سب ایک لیے بیٹھتے ہیں
آٹھواں دن بھی آتا ہے جہاں سات گئے

تو وہ یوسف ہے کہ رویا میں جو دیکھا تجھکو
خواب کے پھر نہ کبھی دل سے خیالات گئے

زاہد اوس کعبۂ ابرو کے ذرا گرد پھرو — ابھی کیون سوے حرم قبلۂ حاجات گئے

صورت روح ہوا ضعف سے جسم لطیف — آپ ہم پیش خدا بشکل مناجات گئے

پردۂ غفلت کو جو اوٹھے تو عجب جلد ہوا — شکل صوفی کے سے پئے سیر مقامات گئے

کھینچ لائی ہے سر شام مجھے الفت زلف — آپ فرماتے ہین کیون آئے نہ تم رات گئے

تبکدہ مین جو برہمن سے نہ مطلب نکلا — کعبے کو دیکھنے زاہد کی کرامات گئے

مال اولاد کو بخشا تو کفن چورون کو — ملک فانی سے بھی کرتے ہوے خیرات گئے

اہل دنیا ہین خفا اہل عدم آزردہ — لیکے آئے تھے نہ لیکر کوئی سوغات گئے

مٹ گئے آپ نہ دنیا کا گھر و نہ اجڑا — قبر مین لیکے نہ منعم یہ مکانات گئے

خوب سا رو چکے جب روح بدن سے نکلی — گلشن دہر سے ہم دیکھ کے برسات گئے

یاد سی یاد رہی مانگ کی زلفون کے ساتھ — مانگی اوٹھ اوٹھ کے دعا دو دو پہر رات گئے

وصل مین اول شب آج کھلے گا جوڑا — کالی آندھی بھی اک آئی کوئی کچھ رات گئے

۲۲۹	ہے لحد ایک نشان ملک عدم کا عاشق بہت اس راہ مین جویاے علامات گئے	۲۹

وہ راہ راہ عدم ہے جو بادشاہ سے چلے — برہنہ پا و تہیدست و بے کلاہ سے چلے

نصیب دید وطن کیا ہو ناتوانی مین — جو طول عمر چلے ہم تو عرض راہ سے چلے

ثقت درون سے ہوا راستہ کو سفر منظور — عدم کو فرد عمل کرکے ہم سیاہ سے چلے

ہماری گور اندھیری جو دور سے دیکھی — چراغ گھی کے جلانے وہ رشک ماہ سے چلے

بتون نے منہ نہ لگایا جو ہمکو دنیا مین — خضاب کرکے کہان شیخ روسیاہ سے چلے

ذقن کے عشق مین ایدل کشش سی ہاتہ اوٹہا — کہین سنا ہو کہ پیاسے کی سمت چاہ چلے

وہ ماہ چہانکی کنوئین مین تو ہو چہ سیماب — اوبل کی چاہ سے باہر کو آب چاہ سے چلے

کبہی کبہی جو تم آؤ تو دل نہ مرجہائے — ادہر نسیم بہاری بہی گاہ گاہ سے چلے

چڑہے ہے نہ نام مردن بتون کی دم پہ کبہی — خدا کے فضل سے اچہی یہان نباہ سے چلے

عبلون کی دل کو نہ مٹہی مین لیجو والی ہین — نہ موڑہ سینگے کہین اوس طرف سے آہ چلے

کفن کے بوجہ سے فارغ رہی جو غربت ہین — عدم کو لاد کے پشتارہ گناہ چلے

امید وصل مین گذرا ہے مجکو نہیہ ماہ — اوتر سپے بام سے روز عروج ماہ سے چلے

ٹڑہا ہے پنجہ وحشت جو سو سے دامن چاک — اوٹہا نے کوہ کو دو تین برگ کاہ سے چلے

وفور گریہ خوف خدا سے نے پاک کیا — محیط اشک مین بہتی ہوئے گناہ سے چلے

سحر مین پشت کی جانب چاہین ہین سر کی بل — ہمیشہ پانون سی دنیا مین روبراہ سے چلے

ثبوت ظلم صنم خوب ہو گا محشر مین — جو داد خواہ چلا دل تو ہم گواہ سے چلے

تمہارے ظلم کو بازو کہین گے محشر مین — اوٹہا کے مصحف رخ ہاتہ پر گواہ سے چلے

چڑہے رہے ہے مرے دفتر گناہ کی سون — یہ بار اوٹہا کی فرشتے کبہی نہ راہ سے چلے

بہشت مین ہین جو حورین تو بت ہین دوزخ مین — کہ ہر کی بندہ عاشق مزاج راہ سے چلے

سیان جنت و دوزخ رہا کشاکش مین — او سپر ثواب تو لیکر اودہر گناہ سے چلے

تمام عمر ہماری جو ضعف مین گذری — نہ آنکہ کہولی نہ اوٹہے کبہی نہ راہ سے چلے

جگہ پہ داغ رہا رخصت جدائی سکا — یہ رنج ہے کہ دہ عشرت کو سال ماہ سے چلے

کوئی رفیق نہ رہبر ہے کوسے قاتل مین — عدو کے قبضے مین [illegible] سے چلے

وہ ناتوان ہین بٹھادے جو اپنے تخت پہ تو
ہماری نام کا سکہ نہ بادشاہ سے چلے

یقین ہو جو شب غم مین صبح ہونے کا
ابھی نسیم سحر بنکے میری آہ سے چلے

جلو مین تیرے چلین گرتے پڑتے ہم سے ہزار
حریب بنتی ترے آگے دیرگاہ سے چلے

سنین قیام قیامت تو جائین فریادی
قیامت آئے اگر تیرا دادخواہ سے چلے

امید ہم سے ہے دل ذرا نہ تھی ہمکو
یہان محکمۂ حشر سے بے گواہ سے چلے

۲۷	قریب مرگ ہین عاشق مگر نہ چھوڑا عشق اخیر وقت مین ہم وضع کو نباہ سے چلے	۲۴۰

عجب طرح کی صفائی مرے غبار مین ہے
نہ وہ دیکھتے ہین کہ آئینہ رہگذار مین ہے

عنان توسن نفس اپنے اختیار مین ہے
مزا پیادہ روی کا کہان سوار مین ہے

ہے بے سبب یہ نہین زور شور آندہی کا
ہماری خاک کا ذرہ کوئی غبار مین ہے

فراق دل مین یہان تک تو سینہ کوٹا ہے
کہ نیلگون کفنی جسم سوگوار مین ہے

لیا ہے خون بہت گیسوون کی گردن پر
بجاے مشک لہو نافۂ تتار مین ہے

نہ آئے گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے
ہر ایک طرح کا مردہ یہان مزار مین ہے

ہزار بار پھرا گرد ناقۂ لیلی
کبھی نہ آپ نے پوچھا کہ کس قطار مین ہے

سرور بادۂ دولت کبھی مجھے نہ ہوا
یہ غم رہا کہ بہت درد سر خمار مین ہے

چھپائے ہون تن خاکی مین داغ دل کی چمک
یہ آفتاب قیامت ابھی غبار مین ہے

کیا نہ دل نے مرے شکوۂ ستم ہرگز
بہت جری ہین مگر ایک یہ ہزار مین ہے

تپ درون ہے مرے بند بند مین ہی کشاکش
ہر استخوان ہے وہ کانٹا سا جسم زار مین ہے

مثال پلنے جسے اوسکا یہ ہوا شہرہ
شہید قبر مین ہے یا ولی مزار مین ہے

کھنچے تو صورت تیزاب رنگ کو کاٹے
غضب کی آب تری تیغ آبدار مین ہے

ہوا کے جھوکون سے ہوتا ہے انتشار مزاج
مثال نکہت گل روح جسم زار مین ہے

نہ ہو گئی نہ یہ مرجھائے وصل مین اے حور
گل بہشت ہے جو پھول تیرے ہار مین ہے

ہمارے صبر کی خرمن پہ آگئی آفت
فروغ برق غضب آنسوؤن کے تار مین ہے

مرے طریق پہ چلتا ہے ابلق ایام
عنان فرس کی ہمارے دست شہسوار مین ہے

فراق عیسی لب مین ہے آہ آتش زا
شرارے کیون نہ اوڑین جان ہر شرار مین ہے

بتان ہند کا سکہ پڑا خدائی مین
کہ حصر حسن کی دولت اسی دیار مین ہے

لرز کے لوگ مری قبر پہ یہ کہتے ہین
یہ شق ہو ہے دل بیتاب اس مزار مین ہے

جو استخوان ہین تنکے تو داغ صورت گل
جنون سے ہیئت گلدستہ جسم زار مین ہے

چمن کی یاد نہ بھولے گی آج مستون کو
صدا سرود کے مانند آبشار مین ہے

کھلے گا روح جو نکلے گی جسم خاکی سے
سوار منزل ہستی ابھی غبار مین ہے

عبث ہے فاتحہ پڑھنا قبور پہ واعظ
سوای جسم و کفن روح کس مزار مین ہے

نہ باغبان کا تصرف ہوا نہ دخل خزان
بہار خلد مرے جسم داغدار مین ہے

سفر سے پھر کے نہ پایا وطن مین یارونکو
کوئی نکل گیا باہر کوئی مزار مین ہے

٢٣١	سوای یاد خدا کچھ نہ ذکر ہو عاشق زبان چلتی ہے دل جب تک اختیار مین ہے	٢١

لب شیرین سے چھٹ کر خون دل شربت کا پیالا ہے
ترا غم ای ملائی رنگ سونے کا نوالا ہے

ترددیہ رہا ہر دم تلاش بندش نو مین
خدا ہون آرزو پر خواہش دل کا مین عاشق ہون
ترقی سے ہے اطاعت سے تقرب ہے عبادت سے
بہلتا ہے دل ناشاد لطف زیست ہے اس سے
مکان کہنہ کی صورت بدن ہے ضعف پیری سے
طلب بوسہ جو کرتا ہون تو کہتے ہین نہ اٹھرو
نہ آئے آشنا بیمار گریان کی عیادت کو
لباس فقر مین ہے میری صورت تیری آنکھون مین
ترقی اس سے لڑکون کو ہدایت ہے جو اُن کو
مجاور ہو جو بیت اللہ کا تعظیم ہے لازم
جدائی ایک دم ممکن نہین معشوق و عاشق سے
عجب اعجاز ہے تیغ نگاہ ناز دلبر مین
بناوٹ اور بھی آفت ہے اوس مغرور رہزن کی
ہر اک مشکل ہے آسان صبر سے مانند غصے کے
وہی صورت وہی رنگت وہی ہیئت وہی خصلت
سمجھ کیونکر نہ ہو ای ناصحو قدر اپنی رونی کی
بہم کر آپ اپنے قتل کا سامان کیا ہمنے
نہین آتی ادہر سے وہ کسی جانکون کسی تاکون

دل مجروح کے بدلے مری سینے مین چھالا ہے
مرا معشوق ہے سب سے جدا گورا نہ کالا ہے
دعا مقبول درگاہ خدا مین بول بالا ہے
بہت مدت سے مین نے درد کو پہلو مین پالا ہے
رگون کا جال ہے جسم مین مکڑی کا جالا ہے
ہنسی ہے دل لگی ہے کھیل ہے منہ کا نوالا ہے
کہ دروازے پہ جو کوچہ ہے وہ ندی ہے نالا ہے
سیہ کملی ہے سر پہ اور بچھا مرگ چھالا ہے
مرا دیوان فن عشق کامل کا رسالا ہے
ہمارا دل گہر مین خدا کی رہنے والا ہے
عروس مرگ ہم آغوش ہے جیتی نہ چالا ہے
لحد مین جسم کہنہ ہوگیا پر زخم آلا ہے
وہ ہنسی وہ دہڑی ہو تو نپہ نا فرمان لالا ہے
نظر آتا ہے پہلے کو وہ آخر کو نوالا ہے
فلک نے کیچلی مین سانپ کی زلفونکو ڈالا ہے
کہ مثل اشک چشم تر مری گودی کا پالا ہے
تری مژگان کا نشتر ای جفا جو دیکھا بھالا ہے
مرا تار نظر اب دیدہ روزن مین جالا ہے

دو بالا کیون نہو حسن قمر سے نور گالون کا — کہ ہالے سی کہین بہتر تری کانون کا بالا ہے

۲۴۲

نہ یہ لفظین نہ یہ مضمون نہ یہ پیرایۂ بندش
ہمارا طور عاشق سب کے طورون سی نرالا ہے

۱۴

دولائی کا جو آنچل آپ نی سینے پہ ڈالا ہے — ہمین دھوکا یہ ہوتا ہے کہ نارنجی دوشالا ہے
یہ ملبوس گدا پوشاک سی منعم کی اعلا ہے — کہ اسکے صبر کی بدری مین استغنا دوشالا ہے
ہمیشہ وقت پر جو ہو وہی اعلیٰ سے اعلا ہے — محبت آگ سی جاڑی مین ہی کملی دوشالا ہے
لباس سبز منعم سے یہ سرسبزی مین اعلا ہے — بدن پر اپنی نقش بوریا کا ہی دوشالا ہے
ترقی مجکو دونی ہو گئی اس خاکساری سی — مری چادر دولائی ہی مری کملی دوشالا ہے
مری ہین سب خدائی ہین تبھی تو نکی سرد مہری سی — کہ ہر صندوق پر مردی کی دیکھا ہی دوشالا ہے
دل افسردہ کیا حاصل ہی پوشاک تجمل سے — نہین مردی کو راحت گو جنازی پر دوشالا ہے
بسر ہو جاتی ہی دونون کی دونون گرم رہتے ہین — کسیکے سر پہ کملی ہی کوئی اوڑھے ہی دوشالا ہے
کدورت سی صفا سی فرق ہو جاتا ہی بیچ ہین — انہین باتون سی بچتی ہین وہ کملی یہ دوشالا
ملا ہی خلعت نو باغ مین باد بہاری کو — کہ زیب دوش ہی نکہت گل کا دوشالا ہے
تجمل سی نکلتی ہین مگر خاک اوڑتی ہی گھر مین — نہین ہی قبر مین کملی جنازی پر دوشالا ہے
پسے جاتی ہین سارے استخوان صندوق کی اندر — جنازی پر ہمارے کیا کوئی بھاری دوشالا ہے
کمر مین لنگ سر پر خاک تن پر گرد گھر زندان — مجھے ٹیکا ہی شملہ ہے لبادہ ہی دوشالا ہے

۲۴۳ — دوشالہ باندھ کر جاڑی مین عاشق گرم صحبت ہی — مگر قافیہ ویران کا خلعت دوشالا ہے — ۲۷

بلا مین ڈالکر افسوس ہی حسرت ہی سکتا ہی — مرا دل چاک سی پہلو کے میری منہ کو تکتا ہی

چلے ہو تم جو گلگشت چمن کو پائے نازک سے
قبائے گل کا دامن بار شبنم سے مسکتا ہے

کرام کاتبین ہین یا کہ تصویرین ہین کاندہون پر
بری تحریر قسمت دیکھکر دونون کو سکتا ہے

زمین و آسمان کا فرق ہے اوس ماہوشی سے
چہرہ کون مین نظر آتا ہے یا تارا جہلکتا ہے

سوال وصل کو سنکر خفا ہوکر یہ کہتے ہین
یہ دیوانہ جب اپنی بڑ مین آجاتا ہے بکتا ہے

خدا حافظ ہے اوس موئے کمر کا راہ چلنے مین
ادہر چوٹی لٹکتی ہے ادہر گیسو لٹکتا ہے

صدا آتی ہے میرے دل سے باہر جوش خون کی
لہو جلتا ہے پانی دیگ مین جس طرح پکتا ہے

اندہیرے تک لحد کے گھر سے مشکل ہے پہونچ جانا
یہ منزل کالے کوسون ہے مسافر ہمین تہکتا ہے

کمر ملتی نہین اوس گل کی ڈہونڈہی ہے تصور کو
مسافر بے تہے جاتا ہے رستے مین بہٹکتا ہے

ہزارون کروٹین لیتا ہون اس پہلو سے اوس پہلو
جگر مین درد آتا ہے اگر دل سے سرکتا ہے

پتا دیتے ہین میرے دل کا ساکن عرش اعلی کے
نظر آتا ہے چہالے سے جو انگارا دہکتا ہے

خرابی ہے دل مجروح کی کیا سخت جانی سے
عجب یہ مرغ بسمل ہے کہ برسون سے پہڑکتا ہے

نظر آتا ہے مے مین چاند عکس روئے ساقی سے
خط پیمانہ ہے یا تار چاندی کا دمکتا ہے

جہپک جاتی ہین آنکہون سے ہے طفل شباب کو راحت
پلک پڑتی ہے جیسے کوئی لڑکی کو تہپکتا ہے

صدائے نالۂ شبگیر سے ہے برق اندازی
پلک جلتی ہے جیسے دور سے توڑا چٹکتا ہے

تماشاگاہ وحشت ہوگیا سودائے کاکل مین
چمن پہولا ہے داغ جسم سے جنگل مہکتا ہے

کلیجہ رشک سے پکتا ہے دل جلتا ہے حسرت سے
ادہر پہوڑا لپکتا ہے ادہر شعلہ لپکتا ہے

یہ ساقی سے ہوے مائل کہ بہولے دین و دنیا کو
جوانی نشہ ہے لیکن کوئی ایسا بہکتا ہے

لہو دل مین بہرا رہتا ہے ہر دم اشک آنکہون مین
نہ یہ شیشہ لونڈہکتا ہے نہ یہ ساغر چہلکتا ہے

کسی دن آکے گل خوبی ہمارا اپنا نکالیں گے
جراحت دل کی تازہ ہو گئی چشم خماری سے
نکل جائے کہیں یہ روح تن سے دم گھٹتے ہیں
بدن کی ہڈیاں جل جل کے چونہ ہو گئیں شاید
ضعیفی میں بدن کی جھریاں ہیں چاک کی صورت
قریب خط ہے ابرو یا خضر تلوار کھینچے ہیں
تعلی کی ہے یہ مضمون عالی کی تجسس میں

قفسوں میں بہار دیکھیں کوئی ہمسر انگتا ہے
مزا دیتا ہے جتنا زخم کا انگور پکتا ہے
چلیں تکیے وہ زانو کے نیچے سے سرکتا ہے
جہاں پڑتا ہے آب اشک سارا جسم پکتا ہے
جہاں جامہ ہوا کہنہ ہر اک جا سے مسکتا ہے
عوض جوہر کے اس شمشیر میں سبزہ لہکتا ہے
کہ پائے فکر میں اب خار سدرہ کا کھٹکتا ہے

۲۳۴	کسی کا محو رخ تھا عالم ارواح میں عاشق برے اچھے عمل کیا ہوں ازل سے اسکو سکتا ہے	۱۵

بھری ہے کان میں ہر گل کی داستان میری
ملا کوئی نہ زمانے میں دوسرا دشمن
ہوئی ہے میری فصاحت زبان زد عالم
رہا بہشت میں چرچا جو میرے قصے کا
نہ منتفع ہوا دشمن بھی میرے مرنے سے
مرا بیان نہیں ترجمہ ہے مصحف کا
شب فراق نہ ہوتی تو گل کے کیوں مرتا
ستم خوشی سے میں جان حزیں پہ سہتا ہوں
فلک نے اور بھی پیسا کیا جہاں تک شکر

فصیح تر کہیں بلبل سے ہے زبان میری
حسود جا کے شکایت کرے کہاں میری
سخن سخن ہے مرا اور زبان زبان میری
بڑی ہی فسانہ محشر سے داستان میری
وہ ہڈیاں ہیں ہما کی یہ ہڈیاں میری
زبان یار سے ملتی ہے کچھ زبان میری
نصیب زاغ نہ ہوتیں یہ ہڈیاں میری
وہ دل لگا کے جو سنتے ہیں داستان میری
یہ زندگی سے ہے گر بھرا امتحان میری

نہ کچھ گلون سی ہی مطلب بلبلون سی غرض
عبث تلاش مین پہرتا ہی باغبان میری

جہان مین اونہین کوئی قصۂ دلچسپ
جہان سنو وہین ہوتی ہی داستان میری

عروج فکر کا ہوتا ہے کہنہ مشقی سے
ہوا جو پیر طبیعت ہوئی جوان میری

کیا ضعیف بہت جلد درد فرقت نے
بہار حسن صنم کی ہوئی خزان میری

مری طلب سی یہ بوسے ملی تہی وصل کی شب
خموش رہیے نہ کہلوائیے زبان میری

۲۳۵

سیاستے کا ارادہ ہین کیا کرون عاشق
زبان یار کہان اور کہان زبان میری

۲۶

صدا فریاد کی آتی ہی چاک سینۂ گل سے
چمن مین کوئی گل ہوا نہ گلچین خوش بلبل سے

ہر اک شی کی جہان مین قدر ہوتی ہی تقابل سی
اوسی لطف ترقی ہی بڑا سہو جو تنزل سے

گرفتاری وہ آفت ہی کیا گو ضبط نالے کو
صدا فریاد کی نکلی شکست بال بلبل سے

ازل سے سد باب صحبت محبوب کرنا تہا
ترقی ہو گئی غیرون کو حضرت کی تجاہل سے

غبار جلوہ گہ مین بوی باغ خلد آتی ہے
چمن فردوس کا کہلتا ہی نقش نعل دلدل سے

ہوی آٹا سو لیکر استخوان جیب گردون مین
ملا تب قرص نان داغ دل خوان توکل سے

مرے داغون مین ہی گلزار ابراہیم کا نقشہ
بظاہر آگ ہی لیکن چمن ہی کثرت گل سے

یہ بعد دفن بہی دریا بہایا اشک کا مین نے
مشابہ قبر کے تختے ہوی ہین تختۂ پل سے

خبر پائی چمن سی کاکل دلدار کی مینے
لگایا تار برقی تار تار زلف سنبل سے

فقیرون کا ہی تکیہ اپنے اعضا پر ضرورت مین
نکلتے ہین غنی کی کام غیرون کی تکفل سے

مغنی کی کبہی نوبت نہ آئی بزم جانان مین
دماغ ایسا پریشان ہو گیا شیشے کی قلقل سے

سنا ہی گل زر سے ہوتی ہی قوت بصارت کو
جہان مین لوگ کیون ہوتے ہین اندہی موول سے

ہمیشہ راستی کا آپ کو دعوی رہا لیکن
نہ نکلا کج طبیعت سی نہ نکلا پیچ کاکل سے

خیال ابروِ عشاق مین کیسی جسارت کی
سمندر پر نکالی راہ جیسے آہنی پل سے

بنا کر بال کا جہلہ مقیب کر لیا سب کو
اشارہ ہے کہ وابستہ ہی محفل تار کاکل سے

نہ چھپانا پڑی ہی تعجیل کیون ہی قتل عاشق مین
یہ جہگڑا خون کا ہی کیجیی لیکن تامل سے

کسی گل سر ہین کی گل چمن مین آمد آمد ہی
روش پر صبح کو چھڑکا وہ ہو گا خون بلبل سے

جو عشق گل مین نالی کرتی کرتی آپ جل جاتی
چمن مین بیضۂ ققنس نکلتا خاک بلبل سے

تمہاری حسن کا پلہ ہی مہر و ماہ سے بھاری
زمین و آسمان کا فرق ہی میزان ہی تل سے

گرا مین پانون پر اونکی گرے وہ پانون پر میرے
اوٹھانی کو جھکی تھی جھک گیا سر بار کاکل سے

کلام ذو محل پر صاحبان ظرف ہنستے ہین
عیان ہی خندۂ بی بزم مین شیشے کی قلقل سے

بہار آئی چمن مین بزم مین اک شور برپا ہی
وہان قمری کی کوکو سی یہان شیشی کی قلقل سے

قناعت کی اوسی پر جہان کر اکسیر سے بہتر
اگر اک خاک کی چٹکی ملی باب توکل سے

گذرگاہ جہان ہی ہم گدر یابانی کے طالب ہین
غرض ہی فقر سے ہمکو نہ مطلب ہے تمول سے

خزان مین بھی تصور گل کا آنکھون مین ہا ایسا
نہ نکلا سبز کے بہتلی دیدۂ گریان بلبل سے

٢٥	رقیبون مین گہری عاشق زبان جسطرح دانتو مین خدا حافظ یہ مجمع کم نہین موذی کے جنگل سے	٢٣٦

پھر اکی سال جنون زا بہار آئی ہے
ہوا کی ناقے پہ لیلی سوار آئی ہے

ہماری آنکھ سے یاد آبشار آئی ہے
عوض مین اشک کے پانی کی دہار آئی ہے

پھر آج موت کا سامان ہی کل سے چپ تو کیا
وہی بلا ہے شب انتظار آتی ہے

نہیں یہ نجد ہیں ہر دم ہوا کی سناٹے
تلاش قیس ہیں لیلی پکار آتی ہے

پیادہ گھر سے چلے ہیں جو کوسے قاتل کو
چھری وہیں سی نکلی پہ سوار آتی ہے

وداع یار سی تنہائی کا ملال نہیں
شب فراق مری غمگسار آتی ہے

بہار داغ محبت سے دل سے ہے مستغنی
سوال گلشن جنت سے عار آتی ہے

سمجھ ہے شاہد گل رخصت عروس بہار
نسیم صبح چمن سے فرار آتی ہے

گلوں میں لطف نہیں جب نکل گئی نکہت
یہ روح جامۂ تن کو اوتار آتی ہے

تماشہ گاہ بہار عدم یہ ہے بے قید
گلے سے طوق بھی قمری اوتار آتی ہے

خدا سی وصل صنم کی دعا معاذ اللہ
مری دعا سے اجابت کو عار آتی ہے

کریم وہ ہے کہ جو دے کے منفعل خود ہو
کرم کو رحمت سائل سے عار آتی ہے

ہوا ہیں تنگ نکیرین سے تو یہ بولے
ابھی تو پرسش روز شمار آتی ہے

دعا قبول یقینی ہو کون سی ہی گھڑی
کبھی وہ رات بھی پروردگار آتی ہے

بہت تڑپتا ہی راتوں کو دل تو کہتا ہوں
ٹھہر کہ صبح شب انتظار آتی ہے

مجھے مٹا کے صفائی ہو کیا رقیبوں سے
ہوا لیے ہوے میرا غبار آتی ہے

کراہتا ہی جو زلفوں میں دل تو کہتی ہیں
کہیں صدای غریب الدیار آتی ہے

طلب ہو یار کے دربار میں ہزاروں کی
امید ہی کہ ہماری بھی بار آتی ہے

صلاح جسمیں ہے بندوں کی تو وہ دیتا ہے
تری حضور دعا شرمسار آتی ہے

کبھی جو فکر میں رکھتی ہو سر کو زانو پہ
علب میں نکہت مشک تتار آتی ہے

بہار باغ دل داغ دار ہے کیسی
نہ بوے گل ہے نہ صوت ہزار آتی ہے

تمہاری خال سیہ کی وہ تیز ہے تریاک
جما ہے دیکھ کے بے اختیار آتی ہے

ہزار بار چھٹے پہ نہ روسے گل دیکھا
ہمیشہ قید میں ہم کو بہار آتی ہے

وہ یک زمین میں ہوتی نہیں ہے جلنے سے
صدا ہے گریۂ اہل مزار آتی ہے

۲۳۷
بہک نہ جاے کہین تو پکار لے عاشق
تری تلاش کو موت اسے نزار آتی ہے
۱۳

بدلی مینہ کی بادہ سے فصل گل کا جوش ہے
ہے خم گردون لبالب جبہ سا دریا نوش ہے

کب ہی ہم کب جی محشر سے ابھی پا نہیں
صور اسرافیل نے پہو کا تہا تنا بیہوش ہے

کیا سبب فریاد بلبل کا اثر ہوتا نہیں
باغ میں جو گل نظر آیا سراپا گوش ہے

میکدہ سے پڑہ کے کیفیت کہان لذت کہان
جس طرف منہ اوٹہ گیا آواز نوشا نوش ہے

دست نازک سے ہوگا قتل وحشی آپ کا
جسم لاغر اندنون داغون سے گلپوش ہے

سر میں اوس سفاک کی شانہ کرو تو قتل ہو
کھنچی ہے مشاطہ سے کسکو بال دوش ہے

شعلۂ رخسار جانان پہ پڑے کیونکر نگاہ
دیدۂ مشتاق کا پلکون سے گھر خس پوش ہے

ناتوانی سے نہایت قتل کا مشتاق ہون
بار ہے گردن کو سر گردن وبال دوش ہے

مین جہان پہنچا نہیں پہنچا فروغ مہر و ماہ
سیر صحرا میں چراغ عشق تا بینا ہوش ہے

بہ گیا دریا خلش سے ایک نوک خار کی
کسقدر خون کف پا کا جنون میں جوش ہے

خال کا تارا نہ دیکھا ایک جسم صاف پر
یار بھی ترک فلک کی شکل اطلس پوش ہے

ناتوان ہون خاک بستر کی نہیں گلگشت مین
آتش گل سے بدن کا پوست بالا پوش ہے

٢٣٩	یار سے عاشق مقابل ہو گیا گلگشت ہین وہ اگر پہلون سے ہے واغون سے یہ گل پوش ہے	١٦

گفتگو سے کو اونکی دل سراپا گوش ہے — چاک سینے کا نشان حسرت آغوش ہے

پھر وردی مے خم گردون مین بچنے کی نہین — میری سر مین اب ہوائی بادہ سر جوش ہے

ایک ذرہ خاک کا پہنچا نہ کوے یار مین — کیا غبار اپنا ہوا کو بھی وبال دوش ہے

بے جنازے کے مسیحا سے نہ اوٹھے گا یہ زار — روح اپنی چار عنصر کو وبال دوش ہے

کیا شب فرقت کی صدمے سے جھکا ہون الامان — جو کلاہ سر تھی کل تک آج وہ پاپوش ہے

میری نالون سے قیامت آ گئی ہے دہر مین — حکم اسرافیل کو پہنچا تہا پر خاموش ہے

ہین تری ای گل چمن مین ہے عجب افسردگی — آتش گل سے چراغ لالہ تک خاموش ہے

چھاتیون پر جا سے حیرت ہے کشوری یار کی — کس حفاظت کے لیے سرپوش پر سرپوش ہے

وصل مین سیماب کی صورت نہین اونکو قرار — جب اوٹھا یا گود مین خالی مرا آغوش ہے

وصل مین لپٹا نہین سکتا نزاکت سے اونہین — کہتے ہین وہ یہ فشار قبر یا آغوش ہے

ہین سخنگو بزم مین شوخی سے آنکھین یار کی — بات اولٹی ہے نزاکت سے دہن خاموش ہے

حیرتی ہون روشنی گھر مین مرے آتی نہین — خانہ تصویر مین جو شمع ہے خاموش ہے

لاکھ محشر آرزو سے وصل مین ہو جائینگے — مر گئے یوانی سے ہے جو کھولی ہوئی آغوش ہے

نے کی صورت نغمگی ہین پوست گر مل کر استخوان — ہائے نیون مین بعد مردن بھی فغان کا جوش ہے

صبر کی تاثیر سے افزون کہین فریاد سے — ای مسیحا قہر خدا میرا لب خاموش ہے

	ای مسیحا رشک کی جا ہے خبر لیتے نہین	

الفت کچھ آج کی نہیں قاتل کے ساتھ ہے
مدت سے شوق قتل مرے دل کے ساتھ ہے

بیٹھے ہو تم تو سینۂ شفاف میں ہے دل
مانند عکس یہ بھی مقابل کے ساتھ ہے

لاکھوں فروغ عاریتی سے چمک گئے
جس طرح روشنی مہ کامل کے ساتھ ہے

چین جبین کو قرب ہے ابروے یار سے
ناخن بھی ایسے عقدۂ مشکل کے ساتھ ہے

دیکھا نہ درد کا بھی کسی ایک سے نباہ
ہمراہ ہے جگر کے کبھی دل کے ساتھ ہے

ہمکو پسند جیسے ہیں ہمدرد کے کلام
کیا دل کو عشق شور عنادل کے ساتھ ہے

نالہ نکل گیا جو کبھی زلف بل گئی
جھنکار کی طرح یہ سلاسل کے ساتھ ہے

رکھا ہے رخ کو اوس بت کمسن نے ہاتھ پر
تازی ہے بات رحل حمائل کے ساتھ ہے

لیلی کا ساتھ قیس نے چھوڑا نہ دشت میں
مانند گرد یار کی محمل کے ساتھ ہے

رخ پر نشان بوسہ جو دیکھا تو غم ہے کیوں
یہ داغ عارض مہ کامل کے ساتھ ہے

زخم جگر میں کاوش مژگان کا ہے خیال
نشتر بھی ایک آبلۂ دل کے ساتھ ہے

دونوں کھنچیں گے یار جو کھینچے گا جسم سے
پیکان اوسکے تیر کا اب دل کے ساتھ ہے

امید دید یار سے مایوس ہو نہ قیس
جھونکا ہوا کا پردۂ محمل کے ساتھ ہے

نزدیک لب کے سبزۂ خط کی نمو ہوئی
آب حیات اب تو ہلاہل کے ساتھ ہے

سنگ مزار ہاتھ سے سینے پہ ضعف سے
بیمار ہوں میں دق بھی مجھے سل کے ساتھ ہے

ظاہر میں ساتھ چھوٹ گیا بعد قتل کے
مقتل میں تن ہے روح تو قاتل کے ساتھ ہے

دیکھو اوٹھا کے آئینہ پندار کیا غرور
لطف غرور یار مقابل کے ساتھ ہے

ہے جی سے مجکو شوق برون سے نباہ کا
مدت ہوئی کہ درد مرے دل کے ساتھ ہے

عقدہ جہان ہے عقدہ کشا ہے وہان ضرور
ناخن بھی ہین گرہ جو انامل کے ساتھ ہے

۲۴۰

پھرتا ہے جا سے دفن کی عاشق تلاش مین
مرتا ہے اسکو عشق یہ منزل کے ساتھ ہے

۲۱

عمر گذرے تو مرے ضعف کی تصویر کھینچے
نوجوان شکل جو کھینچ جاے بدن پیر کھینچے

کیا قتیل نگہ یار کی تصویر کھینچے
زخم کھینچ جاے تو کس رنگ سے یہ تیر کھینچے

سانپ کیطرح پلٹ پڑتا ہے یہ غصہ مین
دیکھ مشاطہ نہ گیسو سے گرہ گیر کھینچے

ہم تو آخر ہوے اونکی نگہ اول ہاین
بعد مرنے کے کلیجے سے کوئی تیر کھینچے

چکنی باتین نہ کرو صبح کو منہ دہوتے ہین
تیل پانی کی نہ آئینے مین تصویر کھینچے

چلتا ہے ناوک مژگان کشش ابرو سے
منہ ہو جائیگا دیکھو نہ بہت تیر کھینچے

کھیل لڑکون کا نہین آہ جگر دوز انکی
نوجوانون سے نہ اتنا فلک پیر کھینچے

در بدر بستہ زنجیر پریشان احوال
پھرتے ہین عاشق گیسوے گرہ گیر کھینچے

اک نظر دیکھون جو اوسکے مژہ و ابرو کو
تیر ترکش سے کھینچے میان سے شمشیر کھینچے

جھک کے ملتی ہین ضعیف اور یہی مغرور ہین
خم کمانون مین سوا ہوتا ہے جب تیر کھینچے

جب اولٹتی ہین نقاب آپ تو آتا ہے حجاب
بے حجاب آپکی کس شکل سے تصویر کھینچے

کچھ مدارا انکے سے زخم جگر کا جراح
دل نکل آنے گا ہمراہ اگر تیر کھینچے

رونق محفل ایجاد سے ہے نقشہ تیرا
چاہیے شہر مین گھر گھر تری تصویر کھینچے

نظر بد سے تجھے دیکھ تو کھینچون وہ آہ
دار پر ترک فلک بھی سے نے تعزیر کھینچے

آپ کے نقشہ پوشاک میں ہے طرفہ بہار
ہمسے کاہیدہ بھی کھنچ جائیں ابھی ہولیں
فرقت خنجر ابرو میں جو ہو بادہ کشی
ہوں وہ نقشیدہ جگر تیغ ہو جلاد کی کند
سراغ گر آپ کسی روز ہوائی دیکھیں
ایک ابرو جو ہلا دل نہ ہوا دو ٹکڑے

کھینچیں وہ مال کی تصویر تو کشمیر سے کھینچے
روغن کاہ ربا سے جو وہ تصویر کھینچے
قتل کو موج سے ناب کی شمشیر کھینچے
وہیں زخم میں آب دم شمشیر کھینچے
میری آہ دل پر سوز کی تصویر کھینچے
ایک شمشیر کھینچی دوسری شمشیر کھینچے

۲۴۱

سال بھر گھر میں بسر ہو نہ کبھی عاشق کی
خود بخود دل طرف روضۂ شمشیر کھینچے

۱۶

شب وصال میں چونک اوٹھی وہ سویرے سے
وہ ناتوان ہوں کہ ہے آنکھ کھولنا مشکل
جو شب کو جاؤں تو کہتے ہیں دن ہے آنا
شب وصال گذرتی ہے کس بکھیڑے میں
ملا ہے آنکھ کا بوسہ پرے جو گرد اوسکے
وہ تیرہ بخت ہوں وہ جھانک کر پھرے در سے
طناب خیمۂ گردون کو کاٹ دونگا میں
جدہر کا قصد کیا میں نے پھر کے روکی راہ
ہمیشہ کوچۂ گیسو میں کی بسر میں نے
ہمارے دل کو وہ لیتے ہیں پھیر دیتے ہیں

ہوں نصیب کسیکے الٰہی سیری سے
ہزاروں آتی ہیں چکر نگاہ پھیری سے
سحر کو کہتے ہیں کل آئیے سویرے سے
کہ روشنی سی ہے شرم اونکو ڈر اندھیرے سے
ہرن شکار کیا ہمنے آج پھیرے سے
سیاہ خانہ جو دیکھا ڈرے اندھیرے سے
قیامت آئیگی نکلے جو وہ نہ ڈیرے سے
وہ آئے لاکھ سماجت بہت سا گھیرے سے
بھلا میں خاک ڈروں قبر کی اندھیرے سے
کہ شرح خال کا گشتہ ہی تجھ تو پھیرے سے

تمہاری کاکل شبرنگ مین ہی طائر دل
اوڑا سکے نہ اسی شام کو بسیری سے

بلایا صبح کو تمنے تو شب سے آیا مین
نہ آئے تم مرے گہر مین کبہی سویری سے

غضب ہی آپ کی مژگان نیزہ باز کی فوج
نگاہ صاف نکلتی ہی کیسی گہیری سے

فسون چلا نہ کسی کا تمہارے گیسو پر
یہ سانپ وہ ہی نہ پکڑا گیا سپیری سے

ہمارے پیچھے سی اوٹھکر نہ باغ مین جانا
چلے نہ باد خزان یار پانون پہیری سے

۲۴۲	دکھایا رخ کو کمر کی لچک سنے اسے عاشق ہلی جو زلف نکل آیا چاند اندہیرے سے	۱۷

محفل کے دل کہلین نہ کلام ملول سے
رونق چمن مین خاک ہو مرجہائی پہول سے

چٹکی اوٹھاتی ہے گل عارض سی یون مری
رس پیتی ہی ذباب عسل جیسی پہول سے

جیتنا گہٹایا رخ کو ترے بڑہ گیا خرمغ
مصحف کی جسطرح ہوئی شہرت نزول سے

موے دراز یار کا ہے مختصر یہ حال
اب آپ وہ اولجہتی ہین زلفون کے طول سے

تیغ نگاہ یار کے آگے نہ جائیے
بچتا ہے آدمی کہین سینے کی ہول سے

قاصد نے کیون پیام زبانی بہلا دیا
ابلاغ حکم بت نہین ہوتا رسول سے

قدرت خدا کی ہی تری چہری مین رنگ و بو
یاقوت ہی جو لب ہین تو عارض ہین پہول سے

جوش جنون مین قفل دریار کیا ہی پال
زنجیر کہینچون پٹ اوکہڑ آئی ہین چول سے

غیرون سی ہولی کہیلو تو مین پہ اوڑاؤن خاک
دروازہ آپکا ابہی پٹ جای دہول سے

پلہ ہزار تیر دعا نے کیا تو کیا
کوسون ابہی ہے دور نشان قبول سے

کیا مختصر یہ ناصح فاضل کا ہے جواب
اچہا نہین کلام بڑہانا فضول سے

جس سے کہ آسمان و زمین نے ابا کیا
اوٹھا وہ بار عشق کا مجھسے جو دل سے

سودائے چشم یار مین جن کو بھگا دیا
جھپکی کبھی نہ آنکھ مری چشم غول سے

پرسش کو آکے رحم جو دل مین سما گیا
پیدا یہ اتحاد ہوا ہے حلول سے

گو آسمان نے مجکو چڑہایا گرا دیا
خصلت ہوئی ملک کی صعود و نزول سے

اوٹھا ہو کچہ بھی لطف تماشا تو وہ کہون
پوچھو نہ باغ دہر کو مجہ دل ملول سے

۲۴۳	عاشق غم حسین مین بہتی ہین میری اشک اس غم کی آبرو کوئی پوچھے بتول سے	۲۹

محرم طلائی آج نظر آئی یار کی
باز نظر سے سونے کی چڑیا شکار کی

سب گرد ہین یہ آب ہو دندان یار کی
مٹی خراب ہو گہر آبدار کی

مد نظر ہوئی مجھے پاپوش یار کی
تقدیر ان دنون مین یہ چمکی ہے تار کی

بالیدگی نیائی جو پستان یار کی
یہ غم ہوا کہ شق ہوئی چھاتی انار کی

مست فنا ہوا جو گیا نشۂ وجود
ہچکی نہین صدا ہے شکست خمار کی

رونے سے میرے گر گئی دیوار قہقہہ
یہ سیل کاٹ دیتی ہے جڑ کوہسار کی

کیا اعتبار تن کے عناصر مین خاک کا
دیوار ہے یہ خانۂ ناپائدار کی

تابوت پہ نہ آکے نہ پوچھا حیات مین
بیدل کی کیا سنا نہین سنتے سوار کی

آہستہ چلیے گور غریبان ہے راہ مین
برباد خاک ہو نہ کسی خاکسار کی

چپایہ آسمان نے کہ ٹوٹی ہین پسلیان
ایذا اوٹھائی زیست مین دل فگار کی

آسائش وطن کی نہین تو آپ کو
سنیے صدا ہے ایک غریب الدیار کی

وحشت ہوئی اونہین بہی جو دیکہا مرا جنون
مانند جیب اوڑہنی بہی تار تار کی

ہوتا ہے سنگسار جو عین بہار مین
تقدیر پہوٹی ہے شجر میوہ دار کی

ہیرے سے دانت دیکہ کے یہ دل ہین کٹ گیا
کشکول بن گئی گہر شاہوار کی

جی بہر کے چشم یار کو دیکہا یہ ایک پل
برسون کہٹک رہی مژۂ آبدار کی

مجہ دل جلے کی خاک سے باقی ہین آگ لوگ
زیر زمین سلگتی ہے لکڑی مزار کی

جوش جنون مین شب کو جو دیکہی ہے چاندنی
سمجہا یہ گرد راہ ہے اوس شہسوار کی

کہینچا جو تار زلف تو رنگ اوسکا اوڑ گیا
ٹوٹی کمند طائر رنگ بہار کی

آنسو بہا جو یار کا دیکہے سے میرا حال
سوجہی مجہے ستارۂ دنبالہ دار کی

بیمار ہون تصور پستان یار مین
تیمار درد سر کا ہے پتی انار کی

رحم آگیا جو آئے فرشتے مزار مین
پرسش جو ہمسے کی تو دل بیقرار کی

مشتاق وصل یار کا باقی رہا نشان
قالب سمیت جوڑ دین اینٹین مزار کی

آنکہین جہکا کے سنتے ہین اشعار میرے لوگ
بجلی چمکتی ہے سخن آبدار کی

گل رو کوئی حسین نظر آتا نہین ہمین
رت ایسی پہر گئی چمن روزگار کی

تار نگاہ تار نفس تار جان زار
حاضر یہ سب ہین عشق جو کہیچے ستار کی

اینٹھن ہے عشق زلف سے اعضائے جسم مین
مشتاق ہڈیان ہین لحد کے فشار کی

سوکہے جو اشک آپ لحد پہ سر کم ہوا
چہٹتی نہین اوترتی ہے چادر مزار کی

کیسی تمام شہر مین لڑنے کی دہوم ہے
کیا میری آہ گرم ہوا ہے بخار کی

عاشق مجہے یہ خوف ہے نشے کے نام سے

عضو تن اونکے خراسطے ہین کسی استاد کے
پیٹ پسلی نہین جوہر ہین یہ شمشاد کے

کند ہے تیغ نگہ رونے سے مجہ ناشاد کے
آب اشک چشم سے تیور نہ بجہے جلاد کے

ہین نے حیرت سے نہ دم مارا نہاتی دیکہکر
غسل سے اونکی وضو ٹہنڈے ہوئے فریاد کے

فصد مجہ وحشی کی جو لیتا عوض ملتا اوسکی
ہاتہ کٹ جاتی لہو کی دہار سے فصاد کے

ہین نے وحشت مین بدن پے جابجا جہاڑی ہے خاک
وہ ستارے ہین رہ وحشت جنون آباد کے

معترض ہون ہین رقیبون کی کلام پوچ پر
بندہ پرور ذکر کیا ہین آپ کی ارشاد کے

کسقدر مشکل ہے میرے اینہ رو کی شبیہ
صاف اوتر جاتی ہین چہرے مانی و بہزاد کے

چہپ گئی نظرون سے دم مین کیسی کیسی گلبدن
کیا شگوفے تہے نہال گلشن شداد کے

کیا مناسب خم ہے انکا کیسی موزون بال ہین
شعر ہین ابروی جانان مین کسی استاد کے

عمر خوری سی مٹ گیا لطف بہار زندگی
خوب پہل کہائے نہال گلشن ایجاد کے

کوہکن کے ہاتہ سے تیشہ ہوا ایسا تنگ
سنگ کی بدلی کیے ٹکڑے سر فرہاد کے

کام دنیا سے نہین یہ شغلہ ہے آہ کا
کیا ہوا اس خمسہ ای حرف ہین فریاد کے

لے اوڑی دل کو ہوائے سیر نیای دنی
کیا سے چلے جہونکے نسیم گلشن ایجاد کے

وصل ہے مد نظر عاشق مرے جلاد کو
قتل نامے سے کہلے تقرے مبارکباد کے

تمت

قطعہ تاریخ طبع مکرر دیوان جناب غفران مآب نواب میرزا والاجاہ بہادر المتخلص بہ عاشق تصنیف حکیم محمد علیخان متخلص بہ مسیحا

ہوا مطبوع جب دیوان عاشق — کہا دل نے کہ بستان سخن ہے

زہے نواب والاجاہ کی فکر — کہ ہے جو لفظ وہ جان سخن ہے

ہے اک اک شعر رشک نخل طوبیٰ — عجب شوکت عجب شان سخن ہے

مسیحا نے سے تاریخ فی الفور — لکھا باب گلستان سخن ہے

۱۲۹۱ھ

ایضاً

وہ حضور جناب والاجاہ — تھے دیار سخن کے شاہنشاہ

لوذعی المعی بلیغ زمان — افصح ہند غیرت سحبان

اونکا مطبع میں جب کلام چھپا — باغ گویا کھلا معانی کا

کاکل حور ہیں جو اوسکی سطور — صاف کاغذ بھی ہے سراپا نور

بے خزان جسنے وہ چمن دیکھا — ہوا جاری زبان پہ صل علے

اے مسیحا ہو جس سے سال عیان — لکھو باغ بہار اب دیوان

۱۲۹۱ھ

سر نشد هیچ کس از بی سر و سامانی ما — جمع شد خاطر یاران ز پریشانی ما

سجده‌هاے در تو وجه ندامت گردید — ز جبین خاک کشیدست ز پیشانی ما

حال ما را طلبی آئنه بردار و نگر — مے تراود ز رخ آئنه حیرانی ما

قصه‌های سر زلف تو به شبها گفتم — یک سر موے نه کم گشت پریشانی ما

نکهت زلف تو سرمایهٔ طاقت باشد — بالد از عنبر موقوت روحانی ما

مدتے شد به رخے چشم تماشا نکشود — بسکه آئینه خجل گشت ز حیرانی ما

اضطراب غم دل جان بسلامت نگذاشت — بشکند موج تعب کشتی طوفانی ما

بلبل ناطقه از باغ جهان دل تنگ ست — گلشن خلد سزد بهر غزل خوانی ما

پاگذاری رقیبه چهره اقیب — چو شد از خاک ره سر که پیشانی ما

وشت پیر خار جنون گلشن جنت گردد | حلهٔ خلد شود جامهٔ عریانی ما
محفل تهنیت آراست بجای ماتم | عید کرد آن بت بی رحم ز قربانی ما
این سبکروحی ما طرفه بساطی چیده است | پرد از دوشش هوا تخت سلیمانی ما

۲ — چه جفا ها که کشیدیم بدنیا عاشق
داشت سامان بلا خانهٔ مهمانی ما — ۹

آغشته است ز آتش فرقت غبار ما | سیماب می پرد سر خاک مزار ما
در چمن ز بادهٔ گلگون بهار ما | آواز قلقل است نشید هزار ما
ساکن نگشت بعد فنا اضطراب دل | پیچید درون شیشهٔ ساعت غبار ما
تشبیه طول عمر خضر هم ز کوتهی است | خندد بروز حشر شب انتظار ما
ثابت قدم ز جا نرود بعد انقلاب | پل بسته است بر سر دریا غبار ما
از چاک چاک تن صدف دل لبالب است | نیسان تراود از مژهٔ اشکبار ما
در بر کشیم شعله رخی را به آرزو | از سوز سینه سیر نگردد کنار ما
ای بت سواد هند و خال رخت دود | فیض صفای صبح شب انتظار ما

۳ — عاشق بخوان دگر غزل شوخ تر ازین
همت طلب ز خامهٔ آهو شکار ما — ۱۱

امروز گو نماند نشان مزار ما | فردا رسد به گنبد گردون غبار ما
پاسی نهد بناز اگر بر غبار ما | ساید به اوج چرخ سر افتخار ما
بین لاله زار شد مژهٔ اشکبار ما | خون می تراود از رگ ابر بهار ما

خوکرده‌ایم با غم صبرآزمای تو / آسودگی ز عذر دل بی‌وفا ما

خضی ز رنگ روی تو داریم از ازل / گل شد اگر ز سنگ جدا شد شرار ما

حل کرد عقده‌ها فلک از ناخن هلال / بارے اشارتی ز غلط هم بکار ما

حفظ غزال چشم تو محراب ابروست / باشد حریم کعبه پناه شکار ما

ما یافتیم وجد عنایات ساقیا / آزرده ز شور شکست خمار ما

آیی بروی کار بیاریم بعد مرگ / ریگ روان شود به سپئی تو غبار ما

گر یافت شیر دایهٔ ابر بهار گل / خون می‌کند خار ز پاسی نگار ما

۳ | عاشق ز عشق شهرهٔ آفاق گشته‌ایم / خواهیم آن دمی که نباید بکار ما | ۱۱

لعل لب مسیحان دهد خون دل افسرده را / خنجر عیسی کسی هشیار سازد مرده را

یافتم از غفلت احوال دل افسرده را / هر کسی در خواب می‌فهمد کلام مرده را

تختهای دل باشکلم ریخت سیچیم از ان / می‌شمارم نقش های سیح دریا برده را

مصرفان راه توسط میرَوند از حادثات / یاد می‌آید سبق طفلان سیلی خورده را

من ز جان بیزارم و یاران بیمارم نمی‌کنند / این چنین درد سر دل چون کنند آزرده را

بعد مردن آبرو دارند اصحاب کرم / در متاع خود نهد هر شخص ای برمرده را

زندگی در تنگنای دهر با عسرت گذشت / می‌فشارد تنگی مرقد دگر افسرده را

یا ختم نرد دغا در خانه آورده‌ام ترا / فرصت از عدمی شود انسان بازی برده را

طائر تو رنگه از گریه ام بیکار شد / قوت پرواز گم شد مرغ باران خورده را

کس سبز شد زخراب از او باقی نماند | تشنگی ساکن نگردد آب دریا خورده را

۵ — تیز سے شمشیر ابرو نذر آتش خسارت
عاشق آخر آب سوز و تیغ آتش برده را — ۱۲

ظاہر ببین که ہست مقام دگر مرا | خوانند قوم قوم بنام دگر مرا
نه آسمان منازل پارینه گشته اند | معراج ده باوج مقام دگر مرا
در خلقت بشر نبود باضعیفیم | یاران آفریده بنظام دگر مرا
در زلف ره زنان بکشاکش فتاده ام | از دام میکشند بدام دگر مرا
لب دوختم چو زخم من از اعتراض غیر | مشکل زبان چه دخل بکام دگر مرا
خون جگر خورم عوض باده ناصحا | تکلیف میدهی بحرام دگر مرا
باچشم التفات بده باده ساقیا | سرشار کن زنشه جام دگر مرا
مغرب باتواضع ظاہر که داده اند | از بہر بوسه لطف سلام دگر مرا
پابندی نظاره رفتار یار من | رخصت نداد و بخرام دگر مرا
امشب ز اضطراب جگر تا بجان است | شوق تو میکشید به شام دگر مرا
در بزم خاص خویش نشاندی رقیب را | جا داده به مجلس عام دگر مرا

۴ — عاشق ز لطف ساقی خود چشم دوختم
یا سے بغیر داده و جام دگر مرا — ۱۱

خون گشته دل از قلع [illegible] سحر امشب | اغلب که ترا وه به تسلیم جگر امشب
از در وصد [illegible] تمنای [illegible] امشب | نغزید بر خسار تو پاسے نظر امشب

تا شعلهٔ رخسار تو بد ور نظر امشب — چون شمع نیاسود ز آتش جگر امشب
ای شوخ نمودی چو تغافل گر امشب — فریاد که خون گشت ز ظلم دی جگر امشب
با عمر خضر صرف تمنای تو کردیم — در حسرت آنیم که آئی نگر امشب
تا مست مئی ناب آغوش من آمد — از نخل قد یار بچیدم ثمر امشب
وی از نظر روی تو دل سیر نگشتم — لطف است اگر لطف نمائی دگر امشب
ثابت شده تا صبح نجنبید ز جایش — حیران تماشای تو بوده قمر امشب
رخسار تو در حلقهٔ گیسوی پریشان — بنمود تماشای به عقرب قمر امشب
چون شد که مرا از ذرت امروز برآندی — داری تو مگر قصد بجای دگر امشب

۷

عاشق سحرم هیچ کس از دوست نه بشناخت
موی کمرش بود چو پیش نظر امشب

۱۴۰

ز سوز سینهٔ چاکم اثر نمی آید — که دود سوخته جانان بدر نمی آید
فغان که گهی ز دهانم بدر نمی آید — چنانکه از لب زخم الغدار نمی آید
ز رگ بر دل زارم خطر نمی آید — بجز خیال تو امشب دگر نمی آید
به نور جلوه سیه خانه ام نشد روشن — ز آه سوخته قسمت اثر نمی آید
با نتظار گذشتن تمام شب مشکل — ز خویش میروم آن شوخ اگر نمی آید
ز دیدن همه آفاق چشم پوشیدم — کسیکه دل طلبد در نظر نمی آید
گشود کار ز شیرین سخن مدار امید — که کار اشله از نیشکر نمی آید
بطول هجر تو حیرت فزود و ود الستم — ز دهشت شب فرقت سحر نمی آید

رسید بر لب تو حرف شور بختے ما — چنین نمک سخن از نیشکر نمے آید

قساوت دل آن سرو در شگفت انداخت — که کار سختی سنگ از شجر نمے آید

بانتظار جواب تو رفت کار از دست — رسید پیک اجل نامه بر نمے آید

اگر بوصل من زار خلوتے خواہی — بیا به سینه چاکم دگر نمے آید

به سنگ تفرقه بر داشتم ز دنیا دل — به گریے که گہے از شرر نمے آید

۸

به ہجر لب نه گشودن به ناله آسان نیست
بگو به غیر ز عاشق اگر نمے آید

۱۱

جلوه با زلف دوتا خواہے کرد — حشر در حشر بپا خواہے کرد

مدت العمر جفا ہا دیدم — کے فریبم که وفا خواہے کرد

نام خود را چو مسیحا گفتی — چشم دارم که دوا خواہے کرد

چون سوال نظر لطف کنم — تیر از شست رہا خواہے کرد

مست مے باشی و من ہم باشم — باز بینم که حیا خواہے کرد

دل صد چاک بہ پیشت آرم — شانهٔ زلف رسا خواہے کرد

اول از لطف فریبے مارا — بعد بینم که جفا خواہے کرد

بوسه دادے و گفتی از ناز — قرض دادم که ادا خواہے کرد

گوش دادے چو بحرف اغیار — دانم آن را که بما خواہے کرد

قتل روزے که ز دستت نایم — پنجه رنگین به حنا خواہے کرد

عاشق از وصل نصیبت نه شد

۹ ۰	عمر گر صرف دعا خواہے کرد	۱۳

در نمازم سجده ایش نظر روی تو بود — شرف سجده ام از کعبهٔ ابروی تو بود

رو بهر کو که نمودم دل من سوی تو بود — پیش هر کس که شدم جلوه از روی تو بود

تیر از شست رها کرد و به قربانش من — از تجاهل بلب آورد که پهلوی تو بود

یاد ایام که سحر نگهت شهرت داشت — سامری را سبق از نرگس جادوی تو بود

بعد مردن چو مرا داخل جنت کردند — چشم وا کردم و دیدم که سر کوی تو بود

کشتهٔ غنچهٔ نازت اثر سم دارند — زهر افعی ز ازل وسمهٔ ابروی تو بود

رنگ وحدت سبب حسن تا بد نبودن — سر به سنگ نهادیم چو زانوی تو بود

هر دم از وصل تو در هجر همی دارم یاد — زین لبم با لب و این سینه به پهلوی تو بود

در شب وصل چو آئینه بحیرت ماندم — عرق شرم و حیا تا سر زانوی تو بود

شرح احوال سر زلف دراز ست محال — هان مگر طول شب هجر چو گیسوی تو بود

سر به جیب افگنت و احوال جهان ایر گو — جام جم هم لقب کاسهٔ زانوی تو بود

پیش ازین ملت و مذهب بجز الفت کی بود — قبلهٔ هر دو جهان کعبهٔ ابروی تو بود

خرمن جان جهان برق نگاهت بسوخت
عاشق افتاده چو خاشاک سر کوی تو بود

مخمس

فخر ما بود صد شرف جمله نبی — حبذا ختم رسل انت بامّی وابی

اے خوشا مولد وما واو علی النسبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت که عجب خوش لقبی

اے موخر شدہ تخمید خدا اقدم را — بہر ایجاد تو ایجاد کند عالم را

گو اضافت باب این رسیده هم را — نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

حسن صورت چه کنم عرض فدایت جانم — افضل از بو البشر و غیرت یوسف خوانم

این چه حیرت ست ترا نور خدا می دانم — من بیدل به جمال تو عجب حیرانم

الله الله چه جمال ست بدین بو العجبی

دل پر درد هم تیغ زردم بس منفعلم — عقل خود را ز خود آزردم و بس منفعلم

به تطلے لقبے بردم و بس منفعلم — نسبت خود به سگت کردم و بس منفعلم

زانکه نسبت به سگ کوی تو شد بی ادبی

ما همه تفته روانیم و توئے آب حیات — ما همه سوخته جانیم و توئی آب حیات

ما همه خشک زبانیم و توئی آب حیات — ما همه تشنه لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما که ز حد می گذرد تشنه لبی

اے خوشا تربت ارضے که پذیری تو قیام — مرجع خلق شود مهبط وحی و الهام

انبیا ست نرود منفعت عام مقام — نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام

زان شده شهره آفاق به شیرین رطبی

اے تو شود روح دل جان بنگر — بنگرا ای سبب عالم امکان بنگر

جرأت عرض نه بخشا و با بینسان ننگ	چشم رحمت بفگن سوی غریبان ننگ

ای قمر بیشتی لقبی هاشمی و مطلبی

کی باوج شرف ذات تو ادراک گذشت	نور خالق شدی و اسم تو از خاک گذشت
با کثافات عناصر همه تن پاک گذشت	روز معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکه رسیدی نه رسد هیچ نبی

یا محمد عربیا مدنیا قرشی	لطف کردی بمن عاشق زار رو خاطی
چه شود گر سخنم در حق و بکر بشنوی	سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمده سوی تو قدسی پی درمان طلبی

تمت

قطعه تاریخ طبع مکرر دیوان جناب نواب میرزا والاجاه بهادر طاب الله ثراه وجعل الجنة مثواه المتخلص به عاشق طبع زاد منشی ذهن چیت رای مختار سرکار نواب میرزا مهدی حسین خان بهادر خلد الله حشمته و ابد عظمته

بوصف خوبی دیوان عاشق	زبان واصف مطربیست قاصر
چو پرسیدم سن طبعش ز هاتف	ندا آمد بگو منظوم نادر ۱۲۹۱ھ

وله

دیوان بی مثال عالی جناب عاشق	مطبوع شد مکرر با خوبی و لطافت
کردم چو فکر سال ... طبعش	آمد ندا ز هاتف گو گلشن متانت ۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان از شیخ اشرف علی متخلص بہ اشرف

بفضل حق عجب مطبوع گردید	بیان شاعر شیرین مقالے
نوشته کلک اشرف بهر سالش	کلامِ عاشقِ نازک خیالے

۱۲۹۱ھ

خاتمة الطبع

الحمد لله الذی خلق الانسان و علّمه البیان که این دیوان فیض نشان جنت نشان
افصح فصحاء العصر کشف الاستار البلغ بلغاء الدهر فی انشاد الاشعار حاجی
حرمین الشریفین زائر حضرت ابا عبد الله الحسین افضل الزمان اکمل الدوران
نواب میرزا مهدی حسین خان بهادر متخلص به فکر دام علاه و زاد
ارتقاه خلف نواب جنت مآب میرزا والا جاه بهادر انار الله برهانه
و نور مرقده باهتمام بندهٔ هیچمدان ضعیف البنیان محمد عبد الواحد خان ولد
محمد مصطفیٰ خان مرحوم در مطبع زمان و احسن الوان رونق طبع یافته
و بتاریخ غرهٔ شهر ذی الحجه ۱۲۹۱ هجری حلیه اختتام پوشیده
مطبوع طبائع شاعران روزگار و مرغوب
ضمائر ناظمان امصار
گردید فقط